# تیغِ دُعا

## قتلِ لیکھرام اور سَو سال

حنیف محمود

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دُعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائیگی

صرف احمدی احباب کے لیے

# تیغ دُعا

## قتل لیکھرام اور 100 سو سال

مصنف

حنیف احمد محمود

# انتساب

میں اپنی اس علمی اور تاریخی کاوش کو اس عاشق رسول کے نام منسوب کرتا ہوں جس نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا:

"میں برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے بچے میرے سامنے ذبح کر دیئے جائیں میرے عزیز ترین لوگ عزیز ترین اقرباء اور پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیئے جائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخی میں برداشت نہیں کر سکتا۔"

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس عاشق رسول سے اپنے عشق کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"آج اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مسیح موعود کے لئے میرے دل میں محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اور آپ پر جھوٹے الزام لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی اے خدا مجھے بھی توفیق بخش کہ میں مسیح موعود کے آگے اپنی چھاتی کر دوں جو تیر برسیں یہاں برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی گزند نہ پہنچے۔"

جذبہ عشق کی ہم نوائی میں ہم میں سے ہر احمدی اسی جذبہ عشق کے ساتھ اپنی چھاتی اپنے مقدس و پیارے امام کے آگے کرنے کے لئے ہر دم تیار ہے۔



میں اس موقع پر اپنی مشفق و مہربان بزرگ والدہ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ مرحومہ کو نہیں بھول سکتا جن کی تربیت اور دعاؤں کے طفیل مجھے خدمت سلسلہ کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کتاب کے آغاز پر خاکسار نے اپنی پیاری ماں سے دعا کی درخواست کی تھی۔ مگر ماں اس عرصہ میں اللہ کو پیاری ہوگئیں اور اپنی شب و روز کی دعائیں ہاں لمحہ بہ لمحہ کی دعائیں میرے لئے پیچھے چھوڑ گئیں۔

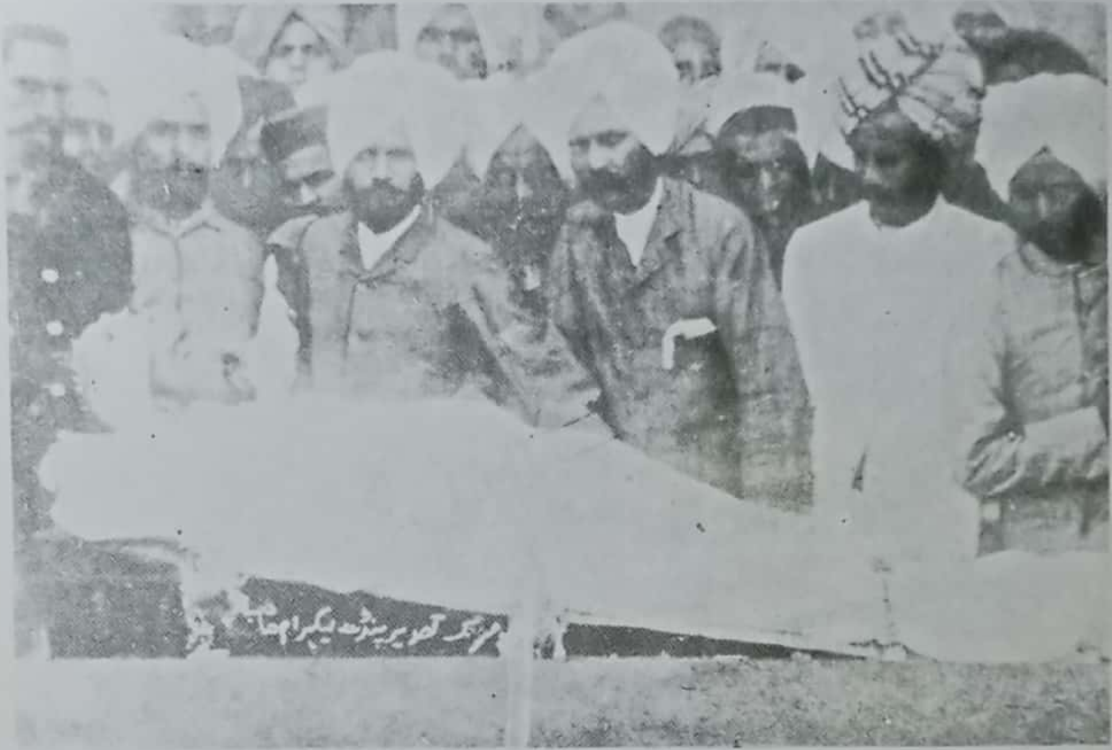
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

# کوئی پا جائے گا عزت

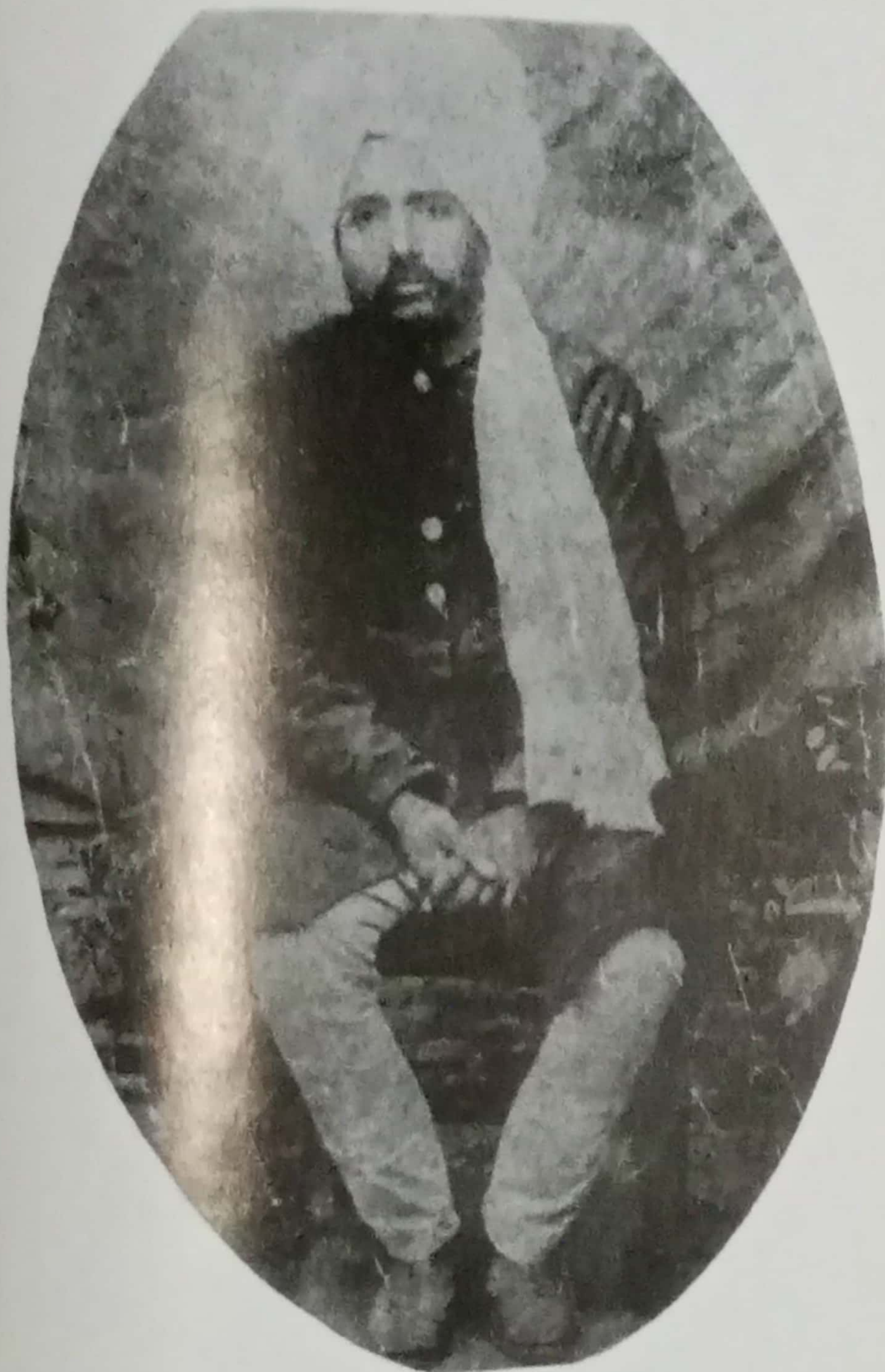


سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود

# کوئی رسوا ہوگا




پنڈت لیکھ رام کی نعش



پنڈت لیکھ رام پشاوری

یہ لیکھ رام کے قتل کا سال ہے اور لیکھ رام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری چلنے کا سال ہے۔ آج ایک لیکھ رام نہیں۔ سینکڑوں، ہزاروں لیکھ رام پیدا ہو چکے ہیں ---- خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر کر دے گا۔ پس آیئے ہم سب دعاؤں میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس نشان کو جو اس نے ظاہر کرنا ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ بھی ملا دے اور اس کا ثواب ہمیں بھی عطا ہو۔

(حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر)



قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے





پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہو گا

جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

(درثمین)



عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعل یست در کان محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زغلمان محمدؐ



لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر — پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا — آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا — کتوں سا کھولنا مونہہ تخم فنا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر — ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا — گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے



# مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ قرآن مجید سے

i۔ انالننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن آیت ۵۲)

ترجمہ۔ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں ضرور مدد کریں گے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ii۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (المجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

iii۔ الاان حزب اللہ ھم المفلحون (المجادلہ آیت ۲۳)

ترجمہ۔ سن لو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔

## آریوں کی نصرت کا وعدہ وید سے

"اے انسانو! تمہارے آیدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتش گیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط، طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دے کر انہیں روگردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کار گزار اور نامی گرامی ہو تا کہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ اور تمہارا حریف نابکار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیرباد انہی لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ ان کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا۔"

(رگوید ادھیائے ۳ منتر ۲ بھومکا صفحہ ۱۴۳)

# مندرجات

# تفصیل مندرجات

Scanned with CamScanner

# باعث تحریر

جماعت احمدیہ عالمگیر جو اپنا ایک صدی کا سفر مکمل کر چکی ہے اپنی تاریخ کے اہم موڑ سے گزر رہی ہے۔ ان سو سالوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے انعامات، افضال اور تائیدات کی روشنی میں سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر جشن منا رہی ہے۔

آج سے ٹھیک سو سال قبل ۱۸۹۷ء میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایک قہری تجلی کا نشان ظاہر ہوا جو مذہب اسلام کے حق میں اور ہندو دھرم کے باطل ہونے کا واضح اور دو ٹوک فیصلہ تھا۔ تاریخ نے اس بات کو محفوظ کر لیا ہے کہ یہ نشان مارچ کے مہینے کی چھ تاریخ کو پنجاب کے دار الخلافہ لاہور میں ظاہر ہوا تھا۔

یہ وہ دن تھا جب اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ایک زبردست اور دل ہلا دینے والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ یہ وہ دن تھا جبکہ آریہ سماج کا ایک پہلوان شدید معاند اسلام پنڈت لیکھ رام خدائی تلوار سے ہیبت ناک طریق سے قتل ہو کر عبرت کا دائمی نشان بنا کر رکھ دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔ گویا کہ دو پہلوانوں میں کشتی کا دن تھا۔ جس میں اسلامی پہلوان جناب حضرت مرزا غلام احمد آسمانی حکم سے فاتح اور غالب قرار پائے اور ویدک دھرم کا نوجوان پہلوان لیکھ رام آریہ مفتوح اور مغضوب ہو کر رہ گیا۔

سچ پوچھو تو یہ دن تاریخ عالم میں یوم الفرقان کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ

لیکھ رام کی موت فردِ واحد کی موت نہ تھی بلکہ ویدک دھرم کی موت تھی۔ یہ مقابلہ دو شخصوں کے درمیان نہ تھا بلکہ اسلام اور ہندو دھرم یعنی حق و باطل کے درمیان لڑی جانے والی ایک جنگ تھی۔ جس کا فیصلہ اس روز ہوا جبکہ پنڈت لیکھ رام کی صرف ارتھی ہی نہیں اٹھائی گئی بلکہ اس دن تو آریہ سماج کا جنازہ نکل گیا۔ اس روز آریہ سماجیوں کے گھروں میں واویلا تھا' ایک شور بپا تھا۔ جو بند ہوتا دکھائی نہ دیتا تھا۔

اس حقیقت کا اعتراف مشہور آریہ سماجی پنڈت درشنانند جی سرسوتی نے ٹریکٹ نمبر ۲۳ بنام "انیسویں صدی کا سچا بلیدان" کے صفحہ ۸ پر یوں کیا ہے:

"آریہ کن! اب آپ سوچئے کیا یہ چھری پنڈت لیکھ رام کے پیٹ میں لگی ہے؟ نہیں نہیں یہ چھری آریہ دھرم پر چلی ہے..... اگر اس سے نقصان ہے تو تمہارے دھرم کا اور اگر صدمہ پہنچا ہے تو ویدک دھرم کو یا ان لوگوں کو جن کو وہ اسلام کے پنجے سے نکال کر ویدک دھرم پر لاتا۔"

۶ مارچ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے الہام میں ہمارے لئے خوشی اور عید کا دن قرار دیا ہے اور عید کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ایسی خوشی جو بار بار آئے۔

اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم زندہ خدا کے اس زندہ نشان کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھیں۔ اس دن کو زندہ رکھیں اور شکرانے کے طور پر منائیں۔ ہمارے دل خدا کے شکر کے جذبات سے لبریز ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے ایک ایسا جلالی نشان ظاہر فرمایا جس سے ہمارے یقین اور ایمان کو استحکام ملا۔ اور یوں یہ یادگار دن ہر سال لوگوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتا رہے گا۔

آج سو سال بعد اس نشان کے لئے ایک بڑی عید منانے کا وقت ہے۔ میری یہ تصنیف اس نشان کی یاد کو تازہ کرنے اور اس کی تمام تفصیلات کو محفوظ کرنے کی ایک حقیر کوشش ہے۔

میں اپنے محترم قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ

فقرہ کہ "یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا" اور حضرت امام جماعت احمدیہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے دو خطبات فرمودہ ۱۰ر جنوری اور ۱۸ر اپریل ۱۹۹۷ میری اس کتاب کے اصل محرک ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد ایک اشتہار میں نہایت پر شوکت الفاظ میں یہ اعلان بطور پیشگوئی فرمایا تھا:

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ **اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔** آریہ صاحبوں کو چاہیے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پاچکا.... اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے۔ جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے۔ جب انسان لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب بے ہودہ قصے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پاگئے ہیں...... اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے۔ اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جس کی پر زور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے۔" (۱)

ان پر شوکت اور جلالی الفاظ میں دراصل یہ پیشگوئی ہے کہ آئندہ بھی جو

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۵-۳۷۶

خدا تعالیٰ کے فرستادوں پر زبان طعن دراز کرے گا تو ایسا شخص خدا کی تلوار کو ہمیشہ بے نیام پائے گا۔ اور ایسے افراد خدا کی گرفت میں بار بار آتے رہیں گے اور اس واقعہ کی یاد دلاتے رہیں گے۔ غالباً کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو دوسرا شخص دکھلایا گیا جس کی ہلاکت کے لئے شداد' غلاظ ملائک مقرر ہوئے اور تقدیر نے وہ نام مسیح پاک کو بھلا دیا۔ اس میں یہی اشارہ تھا کہ آئندہ زمانہ میں کئی افراد ایسی حرکات کرکے دوسرے شخص کے زمرے میں آئیں گے اور لیکھ رام کی طرح ہلاک ہوں گے۔

ہم نے لیکھو کے قتل کا نظارہ پہلے دل کی آنکھ سے دیکھا اور پھر جب خدا کے ایک اور پیارے کو ستایا گیا تو ہم نے "کل یوم ھو فی شان" خدا کی باتوں کو ایک بار پھر پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے "دو گھڑی" صبر کرنے کا درس دینے والے پیارے کی درد بھری آہوں کو ایک دفعہ پھر "آہ میرزا" کے لبادے میں فریاد لے کر فلک پر جاتے ہوئے دیکھا اور اس آہ کو پھر "تیغ براں" بننے کا اذن دیا گیا اور وقت کے ظالم اور بد زبان اور بد باطن شخص کو وہ نظارہ دکھلائی کہ ۹۲ سال پہلے کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور اس تقدیر کو پورا ہوتے ہوئے ہم نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ جس کو آگ نے فضاؤں میں ہی جلا کر راکھ کر دیا۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اب بھی بے شمار ایسے لیکھ رامی مزاج رکھنے والے ملاں موجود ہیں جن کی زبانیں لیکھ رام کو بھی مات کر رہی ہیں۔ ان کے پمفلٹ اور اشتہارات میں جھوٹ اور افترا اور تمسخر اور استہزاء پر مبنی نہایت دل آزار مواد شائع کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو تعجب ہوتا ہے کہ خود کو امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والے اخلاق سے اس قدر گری ہوئی حرکات بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر حضرت رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی اس مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے کہ اگرچہ یہ مبینہ علماء اس منبعِ مکارم اخلاق کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں "علماء امتی" (میری امت کے علماء) کی بجائے "علماء ھم" (ان کے علماء) کے الفاظ میں یاد فرماتے ہیں اور یوں اپنا تعلق ان سے توڑ کر اپنے سے الگ قرار دیتے ہیں۔ کنزالعمال میں درج ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**تکون فی امتی فذعتہ فیصیر الناس الی علمائھم فاذاھم قردۃ و خنازیر**" کہ میری امت پر ایک زمانہ اضطراب و انتشار کا آئے گا اس وقت لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔

اس جگہ بندر اور خنازیر کے الفاظ ان علماء سوء کے اخلاق و کردار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس دور کے لیکھ رامی صفت ملاؤں کا یہ حال ہے کہ ۔

رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے

فطرت کے ہیں درندے، مردار ہیں نہ زندے
ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

یہ کیفیت ان تمام معاند احمدیت، شریر، مفسد فتنہ پرداز ملاؤں کی ہے جو ضد و تعصب کے ساتھ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے احمدیت کے خلاف نہایت اشتعال انگیز پراپیگنڈہ کرتے اور اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں میں ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گندی اور ناپاک زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت شریف النفس ہے اور ان مولویوں کے اس بیہودہ طرز عمل سے نالاں ہے اور ان کی ادنیٰ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ورنہ ان علماء سوء کی بھڑکائی ہوئی آگ میں نہ معلوم کتنے ہی لوگ جل

چکے ہوتے۔ آج امت مسلمہ کی بہبود کے لئے لازم ہے کہ اسے پیر تسمہ پا ملاں سے نجات ملے جو ہمیشہ آگ ہی اگلتا ہے اور جس سے ملت اسلامیہ کو ہمیشہ نقصان ہی پہنچا ہے اور کبھی کوئی خیر حاصل نہیں ہوئی۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد اپنے حالیہ خطبہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اب ہمارا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس کامل غلام سے عشق کا تقاضا ہے کہ اب تو سینکڑوں، ہزاروں لیکھ رام ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں۔" (۱)

ان حالات میں ہم پھر خدا تعالیٰ سے ملتجی ہیں کہ اے خدا! ہمارے دل ان زخموں سے چھلنی ہو چکے ہیں۔ آ اور خود ان سے نپٹ۔ ہمارے زخموں کی تو خود مرہم بن۔ اور یہ واقعہ ہم کبھی نہ بھولیں۔

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے

میری اس تحریر کا ایک مقصد اپنے نوجوانوں کو اس حقیقت سے آشنا کرانا بھی ہے کہ پیشگوئی پنڈت لیکھ رام اور پیشگوئی مصلح موعود کا آپس میں بڑا گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک موعود بیٹے کی خبر دے رہا تھا اور پیشگوئی کی توثیق کر رہا تھا توں توں پنڈت لیکھ رام بے باکی اور شوخی میں بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کے خاتمہ کی پیشگوئی کر رہا تھا۔ اس ناطہ سے یہ واقعہ صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ بہت سے نشانوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۷

ایک لیکھ رام کے قتل کی خبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایک مبشر بیٹے مصلح موعود کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے تو آج کئی لیکھ رامی مزاج رکھنے والوں کے خاتمہ کے ساتھ جماعت احمدیہ میں ہزاروں' لاکھوں وہ افراد پیدا ہونے ہیں جو مصلح موعود کی صفات کو اپنے کردار اور اعمال میں اجاگر کریں۔ اس حوالہ سے بھی اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اور ہزاروں' لاکھوں لیکھراموں کے مقابل پر ہزاروں' لاکھوں مصلح موعود بنانے ہوں گے۔

یہی وہ عظیم پیغام ہے جو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے سو سال مکمل ہونے پر احباب جماعت کو دیا۔ ان ہر دو پیشگوئیوں کے حقیقی قدر دان بننے کے لئے آج اس پیغام کو سمجھنا اور آگے دوسروں کو سمجھانا ضروری ہے۔

میں یہاں پیارے امام کی ہی زبان مبارک سے نکلے ہوئے اس پیغام کو انہی کے مبارک الفاظ میں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

"آج دنیا کاکونہ کونہ مصلح موعود کاتقاضا کر رہا ہے۔ اربہا ارب کی یہ دنیا ہے۔ اس میں اگر تمام احمدی بھی مصلح موعود کی صفات سے مرصع ہوں تب بھی ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس دنیا کی ضرورت کے لحاظ سے بہت زیادہ مصلح موعود اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اصلاح کی بھی کوئی حد نہیں ہوا کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔ اس دنیا کی اصلاح کے لئے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعود کی صفات سے آراستہ ہوں جو ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعود کو عطا کئے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کو خدا نے یہ مضمون ایک رویا کے ذریعے سمجھایا جب آپ کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتا ہوا دکھایا گیا تو اکیلے دوڑتا ہوا نہیں دکھایا گیا بلکہ

بتایا گیا کہ ایک جماعت تیرے پیچھے اسی تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ رہی ہے مگر وہ جماعت پیچھے رہتی چلی جا رہی ہے اور فاصلے دونوں کے درمیان بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مصلح موعود ایسی تیز رفتاری کے ساتھ اس موعود مقام تک پہنچتے ہیں کہ وہ ساتھی جو پیچھے بھاگ رہے تھے وہ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

اس پیشگوئی میں جہاں مصلح موعود کے لئے خوشخبری بھی تھی وہاں ایک انذار کا پہلو بھی ہے اور جہاں انذار کا پہلو بھی ہے وہاں توجہ اور امید کا پہلو بھی ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ جماعتی دوڑ تو ہمیشہ جاری رہے گی۔ تم مصلح موعود کے تصور کے پیچھے ہمیشہ دوڑتے رہو اور اپنی رفتار کو تیز تر کرو اور فیصلہ کرو اور خدا سے یہ دعا کرو کہ وہ تمہاری رفتار کو اتنا تیز کر دے کہ تم بھی اس مقام کو پالو جس کی طرف مصلح موعود آگے بڑھ گئے ہیں۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ آج لکھو کھہا مصلح موعود کی ضرورت ہے تو میں فرضی یا جذباتی باتیں نہیں کہہ رہا الہامات اور رویا پر مبنی حقائق منکشف کر رہا ہوں۔ آپ میں سے ہر ایک کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان صفات کی طرف آگے بڑھنا ہے جن صفات کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہے۔

پس جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ مصلح موعود بنیں اور آپ کے بڑے بھی مصلح موعود بنیں اور چھوٹے بھی مصلح موعود بنیں۔ آپ کے مرد بھی مصلح موعود بنیں اور آپ کی عورتیں بھی مصلح موعود بنیں تو میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ بلند مراتب کی تمنا کریں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان صفات کی اپنے رب سے بھیک مانگیں جو صفات آج کے زمانہ کے انسان کے احیانو کے لئے ضروری ہیں..... ان صفات کے حصول کے بغیر آج

دنیا کی اصلاح ممکن نہیں۔

اس پہلو سے آپ مصلح موعود بننے کی کوشش کریں اور پھر جتنی جتنی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرماتا چلا جائے اتنا زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں۔" (۱)

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ انہیں یہ مضمون پڑھتے وقت صبر و تحمل سے کام لینا ہو گا۔ کیونکہ اصل پیشگوئی تک پہنچنے کے لئے اسکے پس منظر کو جاننا ضروری ہے جس کے لئے پہلے پانچ باب مختلف عناوین کے ساتھ مخصوص کئے گئے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لیکھ رام کے درمیان گفت و شنید کا لمبا سلسلہ خط و کتابت کی شکل میں موجود ہے۔ تیسرے باب میں جو خط و کتابت درج کی گئی ہے وہ ہندوؤں کی کتاب کلیات آریہ مسافر سے لی گئی ہے۔ غیر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط میں رد و بدل بعید از امکان نہیں تاہم ان بیان کردہ خطوط کے حرف حرف سے صداقت ٹپکتی ہے۔

حنیف احمد محمود

۶ رمارچ ۱۹۹۷ء

---

(۱) خطاب حضور انور ۲۳ر فروری ۱۹۸۶ء بمقام لندن بر موقع صد سالہ تقریبات پیشگوئی مصلح موعود از ماہنامہ خالد فروری ۱۹۹۱ء

# ارشاد مسیح پاک

"یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا۔ اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ **خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔** کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی۔ خاص کر کہ یہ لیکھ رام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے۔ سو خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا۔ چاہیے کہ ہر یک شخص اس سے عبرت پکڑے۔ جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی اہانت میں زبان کھولتا ہے کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے

وکیل لیکھ رام کو بچالو۔ اور جہاں تک ممکن ہے اس کے لئے دعائیں کرو اور دعاؤں کے لئے مہلت بہت تھی۔ لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔ یقیناً سمجھنا چاہیے کہ جو چھری لیکھ رام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل میں متمثل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ یہ لیکھ رام اب مارا گیا لیکن میں تو اس وقت سے مقتول سمجھتا تھا جب میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل میں آیا اور اس نے پوچھا کہ "لیکھ رام کہاں ہے؟" (۱)



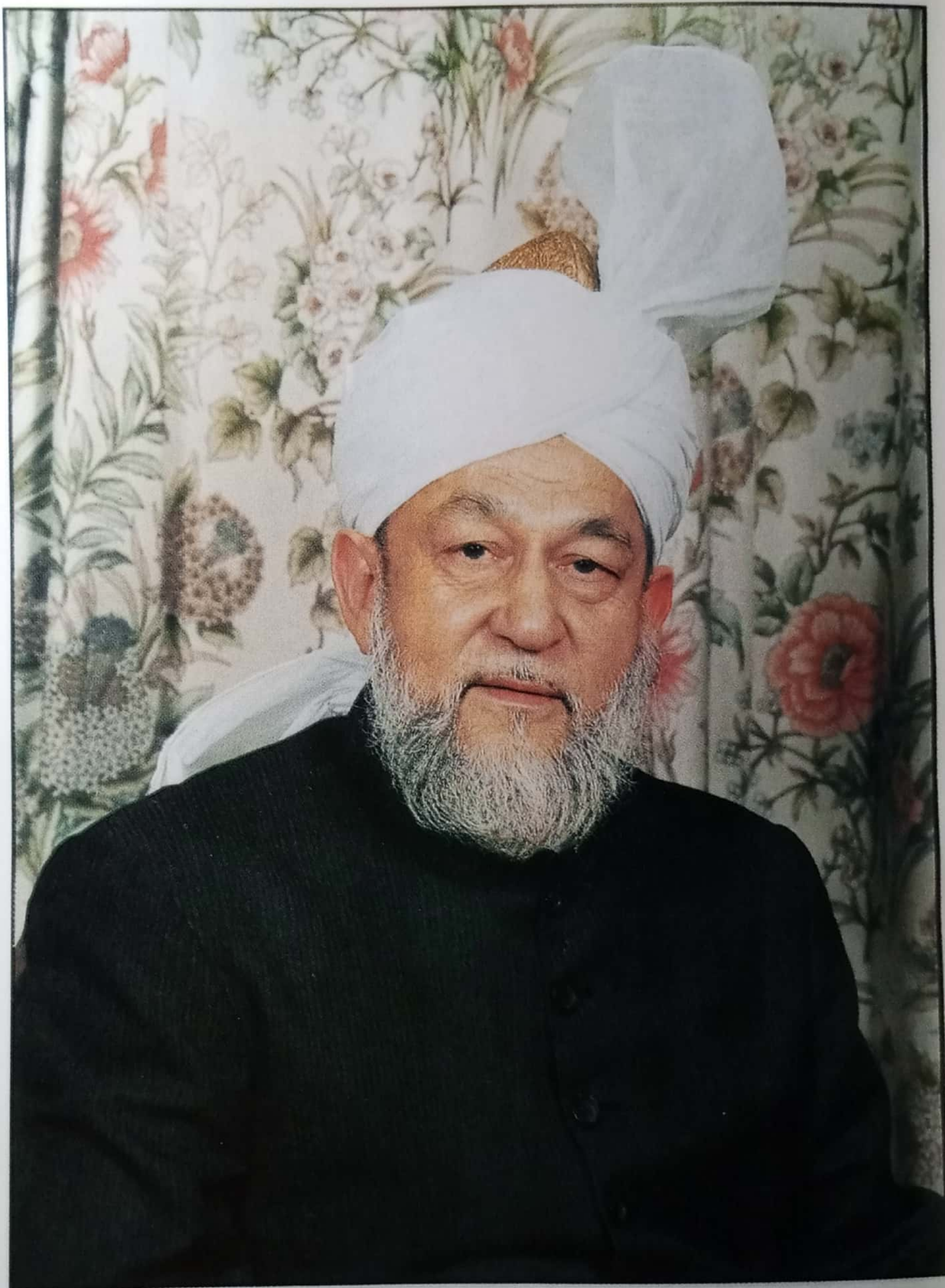
(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۔۱۳

# ارشاد مسیح زماں

"مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھ رام کے ساتھ مذہبی آزمائش کے لئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اس کی رو سے ہمارے مولا کریم نے ہندوؤں پر ہماری ڈگری کر کے بڑی صفائی سے ہمیں فتح دی اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ میں یہ الہام تھا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا یعنی چمکدار نشان نہ دکھاتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے تمام ارادوں کو پورا کیا۔ لیکھ رام کیا مرا تمام آریوں کو مار گیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئے۔ بڑی عزت کے ساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا اور قرآن کا نازل کرنے والا ہے۔ اب اس کے ساتھ اگر ہمیں گالیاں دی گئیں۔ اگر ہمیں قتل کرنے کے لئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی تو اس خوشی کے مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیش گوئی پوری ہوئی اور لیکھ رام کے مرنے سے دشمن کا منہ کالا تو ہو چکا تھا مگر ہمارے گھر کی تلاشی نے اور بھی ان کے مکروں پر خاک ڈال دی اور جھوٹ کا ناک بڑی صفائی سے کاٹا گیا۔"!(۱)

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۸۔۱۲۹



سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر

# ارشاد حضرت مرزا طاہر احمد

## (فرمودہ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۷ء)

"یہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو اس ملک کو بار بار بچانے میں کام آتی ہیں۔ تو اس پہلو سے اب کی جو دعائیں ہیں اس میں یہ یاد رکھیں کہ ایک لیکھ رام کو برباد کیا مگر یہ عقل والے لوگ نہیں ہیں۔ ایک فرعون تباہ ہوا لیکن پھر بھی انہوں نے عبرت نہ پکڑی تو اے خدا اب ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور بے حیائی سے باز نہیں آرہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کن کر دے کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی اور نامرادی کی صدی بن کر انجام کو پہنچے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر ابھرے۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکھ رام کا میں نے ذکر کیا تھا۔ یہ ایک اور عجیب اتفاق ہے کہ لیکھ رام بھی ۱۸۹۷ء میں ہی ہلاک ہو کر ایک عبرت کا نشان بنا تھا اور یہ ۱۹۹۷ء ہے جس میں ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ سو سال پہلے لیکھ رام عبرت کا نشان بنا تھا اور آج سو سال کے بعد میں پھر لیکھ راموں کی ہلاکت کے لئے دعا کی طرف آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔

۱۸۹۷ء میں لیکھ رام ایک حیرت انگیز عبرت کا نشان بنا ہے۔ اس کی ساری تعلیماں جھوٹی نکلیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری باتیں سچی نکلیں۔ پس اس پہلو سے یہ سال ایک اور بھی نشان لے کر آیا ہے۔ اور یہ ساری باتیں اکٹھی ہو کر اس

سال کو غیر معمولی اہمیت دے رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور آسمان سے جو تقدیر بھی ظاہر فرمائے گا احمدیت کے غلبے اور نصرت کی تقدیر ہوگی اور جو وہ تقدیر ظاہر فرمائے گا احمدیوں کے دشمنوں کی ذلت و نکبت اور ہلاکت کی تقدیر ہوگی۔ پس ہم نے جو کام کرنا ہے وہ دعائیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دے کہ جب بھی وہ مجھے پکارتے ہیں **فانی قریب** تو میں ان کے قریب ہوں تو اللہ تعالیٰ کی قربت کا نشان بنائیں اور **حقیقت میں لیکھ رام کے نشان کا تعلق بھی قرب الٰہی کے ساتھ تھا۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کو یہ سمجھا رہے تھے کہ تو خدا سے دور ہے اور میں قریب ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تیری گستاخی مجھے کسی قیمت پر برداشت نہیں آپ نے ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ انسان لرز اٹھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے بچے میرے سامنے ذبح کر دیئے جائیں میرے عزیز ترین لوگ، عزیز ترین اقربا اور پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیئے جائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخی میں برداشت نہیں کر سکتا اور آج اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے لئے میرے دل میں محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں جس طرح آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اور آپ ؐ پر جھوٹے الزام لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی اے خدا مجھے بھی توفیق بخش کہ میں مسیح موعود کے آگے جو محمد رسول اللہ کے غلام ہیں اپنی چھاتی کر دوں جو تیر برسیں یہاں برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی گزند نہ پہنچے۔ پس اس جذبہ کے ساتھ میں یہ تحریک کر رہا ہوں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے دراصل یہ قربت کے نشان کی بات ہے اگر ہم اللہ کے قریب ہیں تو وہ اپنا وعدہ ہمارے حق میں ضرور پورا کرے گا۔ اگر یہ مخالف اللہ سے دور ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ضرور لعنت کا نشانہ بنائے گا۔ یہ ایسا

یقین ہے جو یقین کے آخری مقام تک پہنچا ہوا ہے۔ حق الیقین سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

اب میں لیکھ رام کے متعلق جو اس نے گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور وہ سلسلہ شروع ہوا مختصر یاد کرا دیتا ہوں۔ چونکہ اب ایک لیکھ رام نہیں۔ اب تو سینکڑوں لیکھ راموں سے ہمارا واسطہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار لیکھ رام کو اطلاع دی کہ قضا و قدر کے متعلق جناب الٰہی سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری بد زبانی جو ہے وہ پکڑی جائے گی۔ اس لئے اب اگر تم اجازت دیتے ہو تو میں وہ پیشگوئی شائع کروا دیتا ہوں لیکن اگر تم اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہو تو پھر اس سے کسی کو مطلع نہیں کیا جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہیں تو پھر کسی کو مطلع نہیں کیا جائے۔ اگر ڈرتے نہیں بے باک ہیں تو پھر میں سب کو مطلع کروں گا۔ اس پر پنڈت لیکھ رام نے نہایت بے باکی سے ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک جوابی پیشگوئی کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو لیکھ رام کے متعلق پیشگوئی شائع کی وہ ۱۸۸۶ء میں نہیں بلکہ ۱۸۹۳ء میں کی ہے۔ ۱۸۸۶ء میں اس کو مطلع کیا۔ اس کو نصیحت کی کہ تم اس بد زبانی سے باز آجاؤ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا بہت برا انجام دکھایا ہے لیکن جب وہ باز نہیں آیا تو پہلی پیشگوئی جو لیکھ رام کے متعلق عذاب کی اور نکیر کی پیشگوئی تھی وہ ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کو شائع کی گئی ہے۔ اس میں چھ سال کے اندر اس پر عذاب نازل ہونے کی خبر تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۱۸۹۳ء ہی کو اشتہار شائع فرمایا جس میں اس رؤیا کا ذکر کرتے ہیں جس میں وہ شخص آپ کو دکھایا گیا جس کے خنجر سے لیکھ رام نے ہلاک ہونا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء میں برکات الدعا میں سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دعا کے منکر ہو میں دعا کا قائل ہوں تم میرے پاس آؤ اور دعا کا نتیجہ دیکھ لو۔ فرماتے ہیں۔ آ میری

اس دعا کا نتیجہ دیکھ لے۔ جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہوگئی ہے۔ یعنی لیکھ رام کے متعلق دعا۔ پس سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے بھی لیکھ رام کے متعلق آپ نے اس دعا کا ذکر فرمایا۔ پھر اپنی کتاب کرامات الصادقین میں فرمایا جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تو ایک یوم عید دیکھے گا اور وہ دن عید کے دن سے بالکل ملا ہوا ہو گا۔

اس لئے میں صرف مختصراً یہ آپ کو بتاتا ہوں کہ لیکھ رام بھی مقابل پر مسلسل بد زبانی کرتا رہا اور آپ کی پیشگوئیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے جوابی پیشگوئیاں کرتا رہا۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف لیکھ رام کے مقابل پر اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی خبر دی بلکہ اپنے مبارک اور مصلح بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی اور یہ مقابلہ اس طرح شروع ہو کر ایک معین صورت اختیار کر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بیٹے کے متعلق پیشگوئیاں کیں کہ وہ بڑی شہرت اور برکت والا ہو گا۔ غیر معمولی ذہین ہو گا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قرآن کی خدمت میں عظیم کام کرے گا۔ یہ ساری تفاصیل لیکھ رام نے پیش نظر رکھتے ہوئے جواباً خدا تعالیٰ کی طرف ایک جھوٹا الہام یا جھوٹے الہامات منسوب کرتے ہوئے ایک پیشگوئی شائع کی اور یہ جوابی پیشگوئی ہے۔ (۱)

تقابلی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

اس قسم کے بد تمیز اور بد خلق اور بے حیا دشمن تھے۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر پر۔ کس طرح ان لوگوں کے ساتھ اکیلے ہو کر مقابلہ کیا ہے اور ہر بات کا جواب دیا ہے۔ آج تو دفاتر کے دفاتر ہیں اور دنیا میں

---

(۱) یہاں حضور نے دونوں کی پیشگوئیوں کا تقابلی موازنہ اپنی تصنیف سوانح فضل عمر کے حوالہ سے پیش فرمایا جو ہماری کتاب کے باب پنجم کا حصہ ہے۔

ہزار ہا احمدی دن رات میری تائید میں خدمت کرنے پر مامور ہوئے بیٹھے ہیں اور میں حیرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلوۃ والسلام کے اعلیٰ مقام کو دیکھتا ہوں کہ کس طرح تن تنہا آپ نے مشکلات کو عبور کرتے ہوئے اسلام کی خدمت کے سفر کو انجام تک پہنچایا۔ ناقابل یقین شخص تھا وہ۔ انسان کا تصور اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ اس بلندی تک دیکھ سکے۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلوۃ والسلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے حاصل کیا ہے۔ پس اندازہ کرو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور رتبے کا کہ وہ کتنا بلند تھا جس کی خاک سے مسیح موعود کا خمیر گوندھا گیا اس کا اپنا وجود کتنا عظیم الشان ہو گا تو میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جدوجہد اور قربانیاں اور مسلسل انتھک محنت اور پھر ایسے ایسے بدتمیزوں سے برابر کا مقابلہ کرتے چلے جانا دیکھتا ہوں تو حیرانگی ہوتی ہے۔ آج کل یہ لوگ بولتے ہیں تو میرا دل ہی نہیں چاہتا کہ ان کو منہ لگاؤں۔ ان کا نام لینا بھی طبیعت پر دوبھر ہے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلوۃ والسلام نے دل پر بڑے جبر کئے ہیں۔

چھ سال کی مدت میں ہلاکت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"غرض یہ کہ اس بکواس میں بڑھتے بڑھتے آخر اس نے یہ پیشگوئی کی کہ: آپ کہتے ہیں کہ چھ سال میں میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ میری یہ پیشگوئی ہے جو میرے خدا نے مجھے بتائی ہے کہ:-

"تین سال میں تیرا اور تیری ذریت کا نشان قادیان سے مٹا دیا جائے گا۔ لوگ پوچھیں گے تو قادیان والوں کو خبر نہ ہوگی کہ کون یہاں آیا تھا اور کون چلا گیا۔"

پس اس رنگ میں یہ پیشگوئی اپنے منطقی نقطہ عروج کو پہنچی ہے۔ اس سے سمجھ آتی ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے چھ سال کی مدت کا انتظار فرمایا۔ کیونکہ عین تین سال تک اپنی آنکھوں سے حضرت مصلح موعود کو پلتا اور پھولتا پھلتا دیکھنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جو وہ کہتا تھا۔

اس نے یہاں تک کہا کہ جو پیدا ہو گا لو تھڑا ہو گا۔ اور وہ بھی چند دنوں کے اندر مرجائے گا اور فنا ہو جائے گا۔

یہ ساری باتیں لکھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ سال کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی جو ان معنوں میں بالکل برمحل تھی کہ ۱۸۹۳ء میں حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) ساڑھے تین یا چار سال کے ہو چکے تھے اور ۱۸۹۷ء میں آپ سات یا آٹھ سال کے ہو چکے تھے۔ تو سات آٹھ سال کے درمیان کا بچہ کھیلتا دوڑتا پھرتا ہوا اس نے اس قادیان میں دیکھا اور سنا۔ جس کے متعلق وہ کہتا تھا کہ تین سال کے اندر اندر تیرا اور تیری ذریت کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ اور پھر جب وہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے تو اس کی تفصیل یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ سب لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عین عید کے ساتھ متصل دن کو ایک ایسا لڑکا جس کو خود اس نے اپنے گھر پناہ دی تھی اور وہ مسلمانوں میں سے آریہ بن کر اس کے گھر میں رہا اس کی چھری سے لیکھ رام اس طرح ہلاک کیا گیا جیسا کہ آپ نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ اور اس کے منہ سے اس طرح بچھڑے کی سی آواز نکلی جو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے ریکارڈ کی اس طرح اس کے منہ سے آوازیں نکل رہی تھیں اور اس لڑکے کا نام و نشان نہیں ملا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ تین منزلہ گھر کی چھت پر سے چھلانگ لگا کر تو وہ دوسری طرف نہیں جا سکتا تھا جب اس کے خنجر گھونپنے پر لیکھ رام کی چیخ نکلی ہے تو بیوی دوڑی اور اس نے شور مچا دیا۔ نیچے سارا بازار آریوں کا بازار تھا اور وہ سارا بازار منتظر تھا کہ دیکھیں کیا ہوا۔ کچھ لوگ دوڑے فوراً سیڑھیوں کے اوپر دیکھنے کے لئے کہ کون ہے کس نے ظلم کیا مگر اس کا کوئی نشان نہ تھا۔ نہ دیوار کے دوسری طرف نہ دیوار کے اس طرف۔ یہ جب نشان پورا ہوا ہے تو عجیب ایک اور نشان اس کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اتنے بغض اور عناد کے باوجود کسی آریہ کو پرچہ لکھوانے کی بھی توفیق نہ ملی کہ یہ اس کا کارنامہ ہے یا اس کی سازش کے

نتیجہ میں ایسا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ تو ضرور مرزا صاحب نے آدمی بھیجا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے مدلل جواب دیئے۔ فرمایا اگر میں نے آدمی بھیجا ہوتا تو وہ غائب کہاں ہو گیا۔ اس کو پکڑتے' دکھاتے۔ وہ کہاں ہے۔ کچھ تو پیش کرتے کہ وہ کون شخص ہے۔ اچانک اس کا نام و نشان مٹ جائے دنیا سے یعنی وجود کے طور پر پھر وہ نظر نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بغض و عناد کے باوجود کسی کو پرچہ لکھوانے کی توفیق ہی نہیں ملی اور جنہوں نے اس شک کا اظہار کیا ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا یہ کہتے ہیں کہ ایسا میری سازش سے ہوا ہے تو میری طرف سے اعلان ہے کہ ان آریوں میں سے ایک بھی اگر ایسا شخص ہو جو خدا کی قسم کھا کر یہ کہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے ایسا ہوا ہے وہ آدمی ان کا ہی بھیجا ہوا تھا اور ایک سال کے اندر اندر وہ عبرت کا نشان بن کر ہلاک نہ ہو تو مجھ سے وہی سلوک کیا جائے جو قاتل سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اب اتنے بڑے ہندوستان میں اتنی طاقت والی ایک شاخ ہندوؤں کی جو آریہ سماج تھی مقابل پر ایک آدمی کا بھی آگے نہ آنا یہ ایک مزید ہیبت کا نشان ہے جو اس قوم کے اوپر طاری ہو گئی تھی۔ پس ہمارا خدا وہی ہے جو ہر لیکھ رام سے نپٹنا جانتا ہے جس کے قہر کی چھری سے کسی لیکھ رام کا اندرونہ بچ نہیں سکتا۔ پس میں آپ سب کو ان دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ اشتہار جو میں نے عالمگیر جماعت کی طرف سے ساری دنیا کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو دیا تھا۔ یہ مباہلے کا کھلا کھلا چیلنج ہے یہ میرے ہاتھ میں ہے اس میں ہر اس الزام کا جواب ہے جو انہوں نے لگایا ہے۔ میں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین تم بھی خدا کے نام پر قسم کھا کر یہ اعلان کرو کہ ہم سچے ہیں۔ یہی احمدیوں کا عقیدہ ہے تو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تم سے کیا سلوک کرتا ہے۔ اور ہم سے کیا سلوک کرتا ہے۔" (۱)

---

(۱) خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۷ء از امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کی طرف سے معاندین احمدیت کو فیصلہ کن چیلنج صفحہ ۱۲ تا ۲۴

# ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ

(فرمودہ خطبہ ۱۸ ؍ اپریل ۱۹۹۷ء)

آج کا جمعہ جو عید کے دن ہو رہا ہے آج سے سو سال پہلے ایک جمعہ کی یاد دلاتا ہے جو عید ہی کے دن ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھ رام سے متعلق جو ۱۸۹۳ء میں پیشگوئی فرمائی تھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت اس الہامی فقرے میں تھا **ستعرف یوم العید و العید اقرب**۔ یہ واقعہ عید کے دن رونما ہو گا جبکہ عید اس کے قریب تر ہوگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دو عیدیں اکٹھی ہوں گی۔ ایک **العید** جو خاص عید ہوگی ایک کامل عید اور دوسری عید اس کے ساتھ جڑی ہوئی "اقرب" بالکل ساتھ ہی ہوگی۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۳ء میں جو پیشگوئی فرمائی آج سے ۶ سال نہیں گزریں گے کہ لیکھ رام ایک خدا تعالیٰ کے قہری عذاب کا نشانہ بن کر ایک فرشتے کے ہاتھوں ذبح ہو گا یا قتل کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے منہ سے ایسی آواز نکلے گی جیسے بچھڑے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کی نشاندہی اتنی واضح فرمادی کہ وہ عید کا دن، ایسا دن جو عید کے قریب تر ہے اور ۱۸۹۷ء میں وہ جمعہ آیا جو عید کا دن تھا اور "**العید**" بن گیا یعنی ایسا جمعہ اور ایسی عید جو دونوں اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے کامل ہو گئے اور دوسرے دن پھر وہ یوم **العید** ظہور پذیر ہوا۔ جس کے متعلق فرمایا تھا "**ستعرف یوم العید**" جس کے ساتھ "اقرب" وہ ایک کامل عید کا دن ہو گا اور

ہفتے کے روز لیکھ رام کے پیٹ میں ایک ایسے نوجوان نے چھری گھونپی اور صرف گھونپی نہیں بلکہ اندر پھرایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں اور جو کچھ تھا وہ باہر آگیا۔ جس کے متعلق کوئی سمجھ نہیں آسکی اور کچھ پتہ نہ چلا۔ باوجود انتہائی تحقیق کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھا کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ وہ ایک ایسے بازار میں تھا جو آریوں کا بازار تھا وہ تین منزلہ مکان تھا جس کے اوپر کی منزل پر لیکھ رام بیٹھا ہوا تھا اور نیچے کی منزل پر اس کی بیوی تھی اور وہ لڑکا جس نے اس کو قتل کیا ہے وہ کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بطور گویا کہ آریہ ہو چکا ہو اس طرح اس کے ساتھ رہنے لگا اور جب یہ ہفتے کا روز آیا عید کے بعد تو اس دن اس نے اس کے پیٹ میں جیسا کہ بیان کیا ہے چھری گھونپی اور پھر پھیری اندر اور اس کے منہ سے بہت زور سے چیخ نکلی۔ اس قدر دردناک آواز تھی کہ اس کی بیوی دوڑ کر سیڑھیوں سے ہوتی ہوئی اوپر چڑھنے لگی جن سیڑھیوں سے اس نے نیچے اترنا تھا اور نیچے سب آریوں کا بازار تھا۔ اس کے واویلے اور شور سے سارے متوجہ ہو گئے اور پرلی طرف اترنے کے لئے کوئی سیڑھیاں نہیں تھیں۔ کوئی شخص بھی جو پرلی طرف چھلانگ لگاتا وہ یقیناً ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

پس ایسی حالت میں جب بیوی اوپر پہنچی تو دیکھا کہ لیکھ رام تڑپ رہا ہے زخموں سے اور اس کی انتڑیاں اور پیٹ کے اندر کا جو کچھ بھی ہے وہ باہر آچکا ہے اور مارنے والے کا کوئی نشان نہیں۔ نیچے بازار میں جب شور ہوا لوگوں نے توجہ کی۔ جب پوچھا گیا ان سے تو انہوں نے کہا یہاں سے تو کوئی نیچے اترا ہی نہیں نہ کوئی پرلی طرف اترا۔ چنانچہ اس کے متعلق کہا گیا کہ پھر اس کو آسمان نگل گیا یا آسمان کھا گیا کیونکہ زمین پر تو اس کا کوئی نشان نہیں۔ نہ اس کے پہلے پس منظر کا کسی کو کبھی کچھ پتہ چل سکا۔ حالانکہ اتنا زبردست شور ڈالا گیا تھا آریوں کی طرف سے اور دوسرے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالفین کی وجہ سے کہ یہ ناممکن تھا کہ پولیس تفتیش کرتی اور اس کا کچھ بھی

نہ پتہ چلتا۔ نہ پہلے کا پتہ چلا نہ بعد کا پتہ چلا۔ کون تھا، کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ یہ سارے ایک ایسے راز ہیں جو ہمیشہ راز رہیں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کشفی نظارے میں اس فرشتے کو دیکھا تھا جو چھری ہاتھ میں لیے تھا اور لیکھ رام کا پوچھ رہا تھا کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں اس کو یہ سزا ملنی تھی۔ پس یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جو ۱۸۹۷ء میں تقریبا ایک سو سال پہلے رونما ہوا اور آج بھی عید ہی کا دن ہے اور آج بھی جمعہ ہے۔ پس آؤ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاں نشانات کی کمی نہیں۔ پھر احمدیت کے حق میں ایسے معجزات دکھائے کیونکہ آج ایک لیکھ رام نہیں سینکڑوں ہزاروں لیکھ رام پیدا ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جو چیلنج دیا تھا اور اس کے عواقب کو خوب سمجھ کر قبول فرمایا تھا جانتے تھے کہ تمام دنیا کی توجہ آپ کی طرف بطور قاتل کے ہوگی چنانچہ آپ کے گھر کی تلاشیاں لی گئیں۔ ہر قسم کی تحقیق کی گئی اور ایک ادنیٰ سا بھی کوئی سراغ ایسا نہ ملا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قتل کے ساتھ وابستہ کیا جاسکتا۔

پس یہ وہ واقعہ تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نتیجے میں رونما ہوا ہے۔ اب ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کامل غلام کا تقاضا یہ ہے کہ اب تو سینکڑوں ہزاروں لیکھ رام ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں اور یہ حسن اتفاق نہیں، مقدر معلوم ہوتا ہے کہ یہی سال مباہلے کا سال بن گیا کیونکہ اس سے پہلے جب مباہلے کا میں نے چیلنج دیا ہے تو میرے وہم وگمان کے کسی گوشے میں بھی نہیں

تھا کہ یہ لیکھ رام کے قتل کا سال ہے اور لیکھ رام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری کے چلنے کا سال ہے۔

پس یہ ساری باتیں جو اکٹھی ہوگئی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کوئی نشان ظاہر کر دے گا پس آیئے ہم سب دعاؤں میں شامل ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس نشان کو جو اس نے ظاہر کرنا ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ بھی ملا دے اور اس کا ثواب ہمیں بھی عطا ہو۔" (۱)



(۱) خطبہ فرمودہ ۱۸؍اپریل ۱۹۹۷ء بمقام اسلام آباد۔ الفضل انٹرنیشنل ۶؍جون ۱۹۹۷ء جلد ۴ شمارہ ۲۳

باب اول

# لیکھ رام کا جیون چرتر

## (سوانح عمری)

لیکھ رام ایک برہمن تھا جو بیساکھ کے مہینے، شکروار کے روز سمت ۱۹۱۵ بکرمی بمطابق ۱۸۵۸ء کو تارا سنگھ نامی شخص کے گھر اپنے ننھیال تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گاؤں سید پور میں پیدا ہوا۔ سید پور چکوال سے مغرب کی طرف کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

لیکھ رام کے آباء و اجداد کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ لیکھ رام کے پڑدادا مہتہ پردہان نے کہوٹہ سے اپنے سسرال کے گاؤں سید پور میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ مہتہ پردہان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے کا نام مہتہ نرائن سنگھ تھا جبکہ چھوٹا شیام سنگھ جی تھا۔

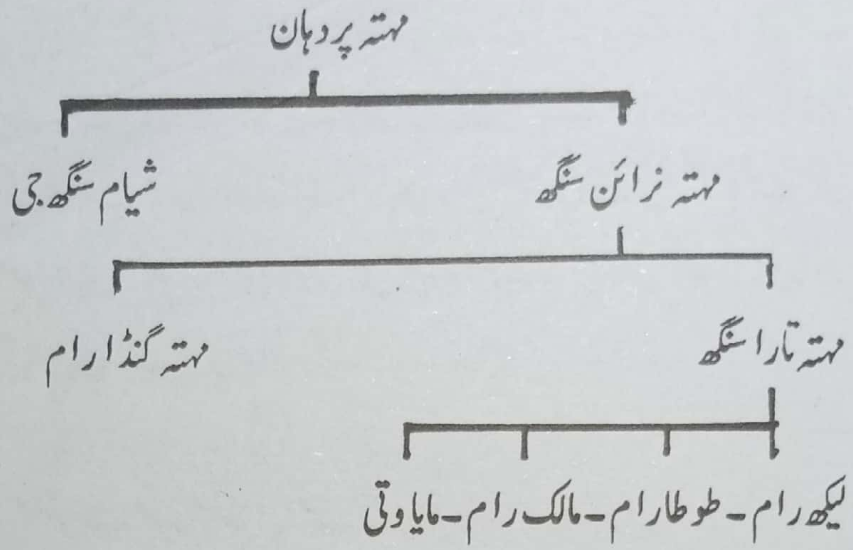
بڑے بھائی نارائن سنگھ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔

i۔ مہتہ تارا سنگھ والد لیکھ رام

ii۔ مہتہ گنڈا رام جو پشاور پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر رہا۔

مہتہ تارا سنگھ جن کی شادی سمت ۱۹۱۲ بکرمی میں ہوئی کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی بالترتیب ۱۔ لیکھ رام، ۲۔ طوطا رام۔ ۳۔ مالک رام اور مایا وتی (بیٹی) شامل ہیں۔

شجرہ نسب نامہ یوں ہو گا۔




چھ سال کی عمر میں لیکھ رام کو ایک دیہاتی مدرسہ میں داخل کروا دیا گیا جہاں اس نے مسجد کے ملاں سے اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ان دنوں سرکاری نوکری حاصل کرنے اور ترقی پانے کے لئے فارسی زبان میں دسترس ضروری سمجھی جاتی تھی۔

گیارہ سال کی عمر میں لیکھ رام کو اس کے چچا گنڈا رام نے جو اس وقت پشاور میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھے اپنے پاس بلا لیا۔ پشاور میں لیکھ رام کو پڑھنے کے لئے ایک سے زائد اساتذہ کے پاس جانا پڑا۔

لیکھ رام ۱۴ سال کی عمر تک اپنے چچا کے پاس رہا اور اس دوران گنڈا رام جی کا جہاں بھی تبادلہ ہوا لیکھ رام کو ساتھ لے گئے۔ بعد ازاں لیکھ رام نے دوبارہ سید پور آکر اسی دیہاتی مدرسہ میں منشی تلسی رام سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ اس

دوران گنڈا رام نے استاد منشی تلسی رام سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھا اور لیکھ رام کی تعلیمی کیفیت کے بارے میں دریافت کرتے رہے۔

لیکھ رام کو بچپن سے کہانیاں ناٹک وغیرہ پڑھنے اور رام لیلیٰ کرشن لیلیٰ دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جوانی میں لیکھ رام نے شعرو شاعری کی طرف بھی توجہ دی۔

## حلیہ:

لیکھ رام کی پیشانی کشادہ، چھاتی چوڑی، آنکھیں سیاہ، قد درمیانہ اور رنگ سانولا تھا۔ (۱)

## جوانی اور ملازمت:

۱۸۷۶ء میں لیکھ رام پولیس میں رنگروٹ کے طور پر بھرتی ہوا اور ترقی کرتا ہوا نقشہ نویس سارجنٹ کے عہدے پر پہنچ گیا۔ (۲)

اپنی سات سالہ ملازمت کے دوران لیکھ رام چار دفعہ معطل ہوا۔ آزاد، غصیلی اور جوشیلی طبیعت کے مالک لیکھ رام کے اپنے افسروں کے ساتھ تعلقات کبھی بھی خوشگوار نہیں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے افسر کی حکم عدولی کے باعث اس کو پشاور سے صوابی کے تھانہ کالو خان میں تبدیل کر دیا گیا۔ کالو خان میں تعیناتی کے دوران بھی لیکھ رام کے خلاف شکایات کی جاتی رہیں۔ جس کے نتیجے میں تنزلی کی سزا ملی اور اسسٹنٹ کے عہدے پر لگا دیا گیا۔

---

(۱) رسالہ آریہ مسافر جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷۔۵۸ جلد ۱۱ نمبر ۴

(۲) کلیات آریہ مسافر صفحہ ۷

## مذہب پرستی اور علم دوستی:

لیکھ رام کو بچپن سے ہی مذہب سے بے حد دلچسپی تھی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچپن ہی میں چچی کے منع کرنے کے باوجود آپ نے روزے رکھے۔ (۱) مذہب سے دلچسپی ہی کی بدولت پشاور میں قیام کے دوران لیکھ رام نے عیسائیت، ہندو ازم، سکھ ازم اور دیگر مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا۔ اس دوران انہوں نے چچا کے ماتحت سکھ ملازم سے گورمکھی زبان سیکھی۔ انہی دنوں میں لیکھ رام نے کنہیا لال الکھ داری اور اندرمن مراد آبادی کی کتب کا بھی مطالعہ کیا۔

## مطالعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی:

مذہبی کتب کے مطالعہ کے دوران آریہ سماج کے عقائد پر تنقید پر مبنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ بھی لیکھ رام کی نظر سے گزری۔ براہین احمدیہ کے مطالعہ کے بعد لیکھ رام نے اس کے جواب میں "تکذیب براہین احمدیہ" کے نام سے کتاب تحریر کی جس کا مسودہ پہلی بار اکتوبر ۱۸۸۴ء میں گورداسپور آریہ سماج کے جلسہ میں سنایا گیا۔

## سوامی دیانند سے ملاقات:

پشاور کے قیام میں لیکھ رام کو ایک رسالے "ودیا پرکاشک" کے ذریعے سوامی دیانند کا علم ہوا جو آریہ سماج کے بانی اور بعض کتابوں کے مصنف تھے۔ لیکھ رام نے فوری طور پر سوامی جی کی کتب منگوا کر مطالعہ شروع کیا۔ اور اپریل ۱۸۸۱ء کو

---

(۱) رسالہ آریہ مسافر جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۶

پشاور میں آریہ سماج کی شاخ بھی قائم کر دی۔ ۱۱ر مئی ۱۸۸۱ء کو لیکھ رام نے سوامی جی سے ملاقات کی غرض سے اجمیر کا سفر اختیار کیا اور لاہور، امرتسر اور میرٹھ سے ہوتے ہوئے ۱۶ر مئی کو اجمیر پہنچ کر سوامی جی سے ملاقات کی اور انہیں پشاور میں آریہ سماج کی شاخ کے بارے میں آگاہ کیا۔ کچھ دن سوامی جی کے ساتھ رہ کر ۲۴ر مئی کو لیکھ رام نے پشاور واپسی کا سفر اختیار کیا۔ (۱)

## رسالہ "دھرم اپدیش" کا اجراء:

سوامی دیانند سے ملاقات کے بعد پشاور پہنچ کر لیکھ رام نے "دھرم اپدیش" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کا مقصد ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ پنڈت لیکھ رام نے آریہ سماج کی ترقی اور بہبودی کے لئے خاص طور پر مضامین لکھنے شروع کئے۔ کچھ عرصہ بعد لیکھ رام کا تبادلہ پشاور سے باہر ہو گیا لیکن انہوں نے مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر آریہ سماج پشاور مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے رسالہ جاری نہ رکھ سکی اور جلد بند کرنا پڑا۔ (۲)

## ملازمت سے سبکدوشی اور دھرم کا پرچار:

بچپن سے ہندو دھرم سے پیار کی بناء پر اس کے پرچار کے لئے ۱۸۸۴ء کے آخر میں پنڈت جی نے پولیس کی ملازمت چھوڑ دی اور لاہور پہنچ کر آریہ سماج وچھو والی میں سکونت اختیار کر لی اور ساتھ ہی سنسکرت پڑھنا شروع کی۔ (۳) دھرم سے پیار اور اس کے پرچار کی وجہ سے پنڈت لیکھ رام دھرم ویر (مذہب کا بھائی) کہلایا۔

---

(۱) سرگزشت مسافر صفحہ ۱۳ تا ۱۶
(۲) سرگزشت مسافر صفحہ ۷ اور کلیات آریہ مسافر دیباچہ
(۳) سرگزشت مسافر صفحہ ۱۹

بعد ازاں لیکھ رام کا آریہ گزٹ فیروز پور کے ایڈیٹر کے طور پر انتخاب ہوا۔ جہاں انہوں نے دو سال تک فرائض انجام دیئے۔ (۱)

## آریہ مسافر:

ملازمت سے سبکدوش ہو کر ہندو مذہب کے پرچار کے لئے پنڈت جی نے مختلف جگہوں کے سفر اختیار کئے۔ ۱۸۸۸ء میں آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے سوامی دیانند کے جیون برتانت (سوانح عمری) کا مواد اکٹھا کرنے اور مختلف مقامات سے حالات دریافت کرنے کا کام لیکھ رام کے سپرد کیا۔ جس کی تکمیل کے لئے لیکھ رام اکثر و بیشتر سفر پر باہر رہنے لگا اور مسافرانہ زندگی اختیار کی۔ جس کی وجہ سے اس کا نام "آریہ مسافر" پڑ گیا۔ (۲)

لیکھ رام اپنے آپ کو آریہ مسافر کہلانا پسند کرتا تھا۔ خود تو آریوں کے لئے سفر اختیار کیے مگر خدا تعالیٰ نے اسے دنیا سے سفر کروا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ تو اپنے اعتراضات کا جواب اپنی موت کے ساتھ آپ ہی دے گیا ہے۔ وہ مسافر بنتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا مسافر بنایا کہ پھر کبھی واپس نہ آیا۔" (۳)

## شادی سے انکار:

۱۸۸۰ء میں لیکھ رام کے والدین نے شادی کا سوال اٹھایا اور منگنی بھی

---

(۱) سرکٹ مسافر صفحہ ۲۱
(۲) سرکٹ مسافر صفحہ ۲۱
(۳) ملفوظات طبع جدید جلد ۵ صفحہ ۱۹۸

کردی۔ لیکھ رام کو جب شادی کے لئے بلایا گیا تو اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اسے راضی کرنے کے لئے خصوصی طور پر گنڈا رام سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے مختلف ذرائع سے لیکھ رام کو راضی کرنے کی کوشش کی لیکن ضدی اور ہٹ دھرم لیکھ رام نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی۔

جب شادی کی کوششیں ناکام ہو گئیں تو اس کی منسوبہ کو اس کے بھائی سے بیاہ دیا گیا۔ (۱)

بعد ازاں آریہ مسافر نے ۱۸۹۲ء میں ۳۴ سال کی عمر میں شریمتی لکشمی دیوی جی بعمر ۱۶ سال سے شادی کی۔ جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جو ڈیڑھ سال زندہ رہ کر ۱۸۹۶ء میں فوت ہو گیا۔ (۲)

## عادات و خصائل:

لیکھ رام بچپن سے ہی ضدی، ہٹ دھرم اور باغیانہ طبیعت کا مالک تھا۔ اپنے استادوں کو بھی تنگ کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کو پڑھانا ترک کر دیتے اور چھوڑ کر چلے جاتے۔ انہیں عادات کی وجہ سے اس کے لیے بہت استاد بدلنے پڑے۔ مہاشہ آشفتہ امرتسری نے لیکھ رام کے جیون چرتر میں بعض دلچسپ واقعات لکھے ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جو چیز مانگتا تھا حاصل کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ماں باپ اور دوسرے لوگ اس کو ضدی کہا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔ لڑکے تو لڑکے وہ استاد کے سامنے بھی اپنی ضد نہ چھوڑتا تھا اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتا تھا۔ چنانچہ ایک دن جبکہ اس کی عمر ۹ سال کے قریب تھی۔ دوپہر کے وقت پیاس

---

(۱) سربکف مسافر صفحہ ۱۲۔ ۱۳

(۲) سربکف مسافر صفحہ ۲۵

لگی اور اس نے پانی پینے کی غرض سے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ استاد نے یہ کہہ کر کہ پانی یہاں موجود ہے پی لو۔ رخصت نہ دی۔ باوجودیکہ سخت گرمی کا موسم تھا اور ہونٹ پیاس سے خشک ہو رہے تھے۔ طبیعت گھبراتی تھی اور جگر میں آگ سی لگی ہوئی تھی تمام دن پیاسا رہا اور پانی نہ پیا۔ جب شام کو گھر پہنچا تب پانی پیا------وہ مسجد میں رکھا ہوا پانی نہیں پینا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو انکار تھا۔" (۱)

لیکھ رام زبان کے تیز اور بولنے کے وقت بڑے بے صبر نظر آتے تھے۔
(۲) پنڈت لیکھرام کے دیہاتی استاد منشی تلسی رام ان کی اس عادت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"لیکھ رام رات میری کٹیا میں رہتے ہیں۔ اور بہار دانش کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اس کی آزادی طبع کے متعلق ہمیشہ انہیں شکایت رہی۔" (۳)

مزید لکھتے ہیں:

"۱۶ر فروری ۱۸۷۳ء۔ لیکھ رام مانیٹر ہو گیا۔ ۱۰ر اگست ۱۸۷۳ء منشی لیکھ رام مانیٹر صاحب کام کا تو نام بھی نہیں لیتے۔ پڑھائی کا کیا ذکر۔ اپنی جہولت کے شغل (شاعری سے مطلب ہے) سے فرصت نہیں پاتے۔ خیر اب پہلے کی نسبت راہ پر آگئے ہیں۔ ۸ر دسمبر ۱۸۷۳ء منشی لیکھرام اب تک اپنی جہالت پر کمربستہ ہیں اور تو سب کچھ رکھتے ہیں مگر عقل ہائے افسوس! اگر یہ بھی ہوتا تو اندر باہر آدمی ہوتے۔" (۴)

ایک اور موقعہ پر جب چچا گنڈا رام نے لیکھ رام کی ذہانت کا خیال کر کے

---

(۱) سرگذشت مسافر صفحہ ۹۔۱۰
(۲) کلیات آریہ مسافر دیباچہ ب
(۳) بھاکار ہتاس صفحہ ۱۹۰ بحوالہ الفضل ۷ر مارچ ۱۹۵۷ء
(۴) آریہ مسافر جنوری ۱۹۰۹ء جلد ۱۱ نمبر ۴ صفحہ ۵۸

ماسٹر سے وظیفہ کے لئے سفارش کرانی چاہی تو استاد منشی نے یہ کہہ کر درخوست رد کردی کہ "بے شک یہ ذہین ہے مگر گستاخ بہت ہے۔ بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔" (۱)

لیکھرام جی کی گفتگو میں تلخی اور لہجہ کی کڑواہٹ کا ذکر کم و بیش ہر سوانح نگار نے کیا ہے۔ چنانچہ کلیات آریہ مسافر کے دیباچہ میں پنڈت منشی لیکھ رام جی لکھتے ہیں:

"باوجود دہرم دشہ میں کمال سخت مزاج رکھنے کے ان کا دل بڑا ہی نرم تھا .... پنڈت لیکھ رام کے کیریکٹر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے لئے ان کی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے ..... ویدک دہرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں ویدک دہرم کے حق میں کسی قدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں وے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔ اویدک مسلوں کی تعریف سن کر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلالحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔" (۲)

## کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔

ایک مذہبی مبلغ ہونے کے باوجود لیکھ رام کے کردار کے متعلق شکوک و شبہات بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ جس کا تذکرہ اس کے قتل کے موقعہ پر شائع ہونے والے مضامین میں بھی کیا گیا۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لیکھ رام کے قتل کی وجہ بھی ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے لکھا:

"اس شخص کے مارے جانے کی مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا

---

(۱) جیون چرتر صفحہ ۱۲ بحوالہ الفضل ۱۱ر مارچ ۱۹۴۶
(۲) کلیات آریہ مسافر دیباچہ ح

ہے۔" (1)

ایک اور سوانح نگار نے لکھا:

"بعض بدمعاشوں نے شہید صادق پنڈت جی کے مرنے پر بھی اسی قسم کا کمینہ الزام لگایا تھا کہ پنڈت مذکور کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ اس کے وارثوں نے قتل کر دیا۔" (۲)

راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی میں ۱۵؍اپریل ۱۸۹۷ء کے شمارے میں لیکھ رام نامی ایک دوسرے شخص کے متعلق مضمون لکھتے ہوئے فاضل مضمون نگار نے ہماری کتاب کے مرکزی کردار لیکھ رام کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔ مضمون نگار لکھتے ہیں۔

"میرے علم میں پشاور پولیس میں ایک شخص اسی نام کا آج سے کوئی پندرہ سولہ برس پہلے ملازم تھا۔ اس کا نام بھی غالباً لیکھ رام ہی تھا۔ لوگ اوسے لیکھو کے نام سے پکارتے تھے۔ کانسٹیبل سے ترقی کر کے وہ محرر یا سارجنٹ ہو گیا تھا۔ یہ شخص ایک نہایت بدچلن اور بدکار اور بدکردار اور شریر اور ناپاک شخص تھا۔ بدچلنی اور رشوت ستانی اور تشدد کی وجہ سے کئی دفعہ اس کا تنزل ہوا۔ ایک دفعہ یہ شخص لیکھ رام جب وہ غالباً ۱۸۸۲ء میں تھانہ صوابی تحصیل عثمان غازی ضلع پشاور میں سارجنٹ تھا تو ایک مظلومہ عورت کے ساتھ جو غالباً بھنگن تھی۔ اور تھانہ میں رپورٹ لکھوانے آئی تھی دوپہر کے وقت تھانہ کے بیت الخلاء میں جو نہایت غلیظ تھا۔ زنا کرتا ہوا پایا گیا تھا اور بعض افسروں کی مہربانی سے ڈیپارٹمنٹل سزا دے کر چھوڑ دیا گیا تھا۔

یہی لیکھرام پھر تھانہ کالو خان واقع ضلع پشاور میں ایک لڑکے سے

(۱) پیسہ اخبار ۱۳؍مارچ ۱۸۹۷ء
(۲) رسالہ آریہ مسافر دہلی جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ ۸

اغلام کرتا ہوا پکڑا گیا تھا اور دوران مقدمہ میں استعفاء دے کر بھاگ گیا تھا۔" (۱)

## اپنوں میں آؤ بھگت

گمنام لیکھ رام کو جو گندہ دہن اور بد باطن آریہ سماجیوں میں کسی حوالہ سے بھی قابل ذکر نہ تھا اس وقت بے پناہ شہرت ملی جب اس نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بد زبانی اختیار کی اور آپ ؐ کی پاک ذات پر گستاخانہ حملے کئے۔ اس عمل کی وجہ سے لیکھ رام کو آریوں کے حلقے میں خوب داد ملی۔ جس کے باعث لیکھ رام مزید بے دھڑک ہو گیا۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اور اپنے انجام سے غافل ہو کر اس حد تک آگے بڑھا کہ اس نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق صادق مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوب مخالفت کی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرشن ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ اس بناء پر اس کی نس نس میں بغض، تعصب اور نفرت کا زہر سرایت کر گیا۔ عاشق رسول ؐ کے خلاف زہر اگلنے پر آریہ حلقوں میں لیکھ رام کو ایک خاص مقام حاصل ہو گیا اور قتل ہونے کے بعد تو گوسالہ سامری کی طرح پوجا جانے لگا۔ چنانچہ لیکھ رام کے متعلق کلیات آریہ مسافر کے دیباچہ میں مصنف نے لکھا:

> "پنڈت لیکھ رام کا شمار گو اس جماعت میں نہیں ہو سکتا جس میں بدھ اور شنکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چندر روپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے شانتی کی برشا کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں سندیہ نہیں کہ وہ (پنڈت لیکھ رام) ان چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چندر ماؤں

(۱) چودھویں صدی۔ راولپنڈی ۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء بحوالہ فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۱

کی شوبھا کو دوبالا کر رہے ہیں۔" (۱)

آریہ مسافر شہید نمبر مارچ ۱۹۲۳ء کے شمارے میں مضمون نگار نے لکھا:

"آریہ سماج کے دائرہ میں پنڈت لیکھ رام کا نام بچے سے لے کر بوڑھے تک جانتا ہے اور جب تک آریہ سماج کا وجود ہے پنڈت جی کی شہادت کسی کو نہیں بھول سکتی۔" (۲)

## معتقدین کی طرف سے القابات

آریہ مسافر اور دھرم ویر کے علاوہ لیکھ رام کو قتل کے بعد اس کے معتقدین نے اسے عجیب عجیب ناموں سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

آریہ بہادر، آریہ ہیرو، بہادر لیکھ رام، سربکف مسافر، مہابلی، شہید، شہید اکبر اور شہید صادق وغیرہ وغیرہ۔ لیکھ رام کو اس کے کردار کے پیش نظر پشاوری گنڈا اور لٹھ باز پشاوری گنڈا کے نام سے بھی یاد کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہونے کے بعد ایک موقع پر جب آپ سے سوال کیا گیا کہ اس سے تو لیکھ رام کو مزید شہرت ملی اور اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا ہے اور اس کے متعلقین کے لئے ہزارہا روپیہ اکٹھا کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا۔

"اس سے ہماری پیشگوئی کی اور بھی شان بڑھی ہے کیونکہ یہ بھی ایک جنگ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ فریق مخالف کے جس سپاہی کو قتل کیا جائے اور اس سپاہی کو مخالف فریق کے لوگ بڑے بہادر اور بڑا شجاع قرار دیں۔

---

(۱) کلیات آریہ مسافر دیباچہ
(۲) رسالہ آریہ مسافر مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۴۰

اور ایک بڑا آدمی اس کو سمجھا جائے تو وہ تمام تعریف قاتل کی ہوتی ہے جس نے ایسے بہادر کو مارا۔ سو اگر لیکھرام کو مارے جانے کے بعد ایک ذلیل اور کس مپرسد سمجھا جاتا تو بلاشبہ اس سے ہماری پیشگوئی کی وقعت کم ہوتی۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا کہ جس پر پیشگوئی پوری ہوئی وہ کوئی بڑا آدمی نہیں ہے اور صید رکیک ہے جو قابل تعریف نہیں۔ مگر اب تو لیکھرام کو اس کی قوم نے بڑی عظمت دے دی اور اب یہ واقعہ مقتول کی حیثیت کی رو سے بھی قابل عظمت ہو گیا۔ خود سوچ کر دیکھو کہ اگر ایک پیشگوئی ایک بادشاہ کی نسبت پوری ہوئی اور دوسری ایک بھنگن عورت کی نسبت تو کونسی پیشگوئی جلد شہرت پاتی اور عظمت اور تعجب کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ سو چونکہ لیکھرام کو بڑا آدمی بنایا گیا ہے اس لئے بخیال وجوہات بالا میں اس قدر خوش ہوں کہ اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ہندوؤں کے دلوں میں اس کی عظمت ڈال دی تا ایک نامی آدمی کی نسبت پیشگوئی متصور ہو کر اس کا اثر بڑھ جائے اور صفحہ روزگار سے مٹ نہ سکے۔ اب جب تک عزت کے ساتھ لیکھرام کو یاد کیا جائے گا تب تک یہ پیشگوئی بھی ہندوؤں کو یاد رہے گی۔ غرض لیکھ رام کو عزت کے ساتھ یاد کرنا پیشگوئی کی قدر و منزلت کو بڑھاتا ہے۔ اگر پیشگوئی کسی چوہڑے چمار اور نہایت ذلیل انسان کی نسبت ہوتی تو کیا قدر ہوتی؟ میں پہلے اس خیال سے غمگین تھا کہ پیشگوئی تو پوری ہوئی مگر ایک ایسے معمولی شخص کی نسبت جو کہ پشاور میں سات آٹھ روپیہ کا پولیس کے محکمہ میں نوکر تھا۔ لیکن جب میں نے سنا کہ مرنے کے بعد اس کی بہت عزت کی گئی تو وہ میرا غم خوشی کے ساتھ بدل گیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اب لوگ خیال کریں گے کہ ایسے معمولی آدمی پر میری دعاؤں

کا حملہ نہیں ہوا بلکہ اس پر ہوا جس پر تمام قوم مل کر روئی۔ جس کے مرنے پر بڑا ماتم ہوا جس کے مرثیے بنائے گئے۔ جس کی یادگار کے لئے بہت سا روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ سو یہ خدا کا احسان ہے کہ اس طرح پر اس نے پیشگوئی کو عظمت دے دی۔ فالحمدللہ علی ذلک " (۱)

## لیکھ رام کا پشاوری کہلانا

اگرچہ پنڈت لیکھرام کی پیدائش سید پور ضلع جہلم میں ہوئی لیکن وہ "پشاوری" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صغر سنی میں ہی اس کے چچا گنڈا رام اسے پشاور ساتھ لے گئے تھے جہاں بعد میں اس نے آریہ سماج قائم کی۔ جس کا وہ صدر بنا۔ اور پشاور سے تبادلے کے بعد بھی آریہ سماج پشاور سے اس نے تعلق رکھا۔ جس کی بناء پر اسے پشاوری کہا جاتا تھا۔ خود لیکھ رام اپنے آپ کو پشاوری کہلانے اور لکھنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ جس کا اندازہ اس اقتباس سے بھی ہوتا ہے:

"پنڈت ٹھاکروت شرما موجد امرت دہارا لاہور پنڈت لیکھرام کی جرات کا ذکر کرتے ہوئے اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھتے ہوئے بتلاتے ہیں۔ کہ پنڈت لیکھ رام کا ایک امرت سر میں لیکچر ہوا جس کے سننے والے زیادہ تر مسلمان تھے۔ جب لیکچر ختم ہو گیا تو اس وقت بعض نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے آج کوئی فساد ہو جائے۔ مگر جس وقت یہ بات پنڈت لیکھ رام نے سنی۔ تو وہ بے خوف دل ہجوم کے اندر گھسے۔ ہم نے پرارتھنا (عرض) کی۔ ذرا ٹھہر جائیے کئی لوگ از حد غصے میں ہیں۔ مبادا کوئی بات ہو جاوے۔ ان لوگوں کو جگہ خالی کرنے دیجئے۔ پھر ہم چلتے ہیں۔ پنڈت جی نے کہا میں

---

(۱) ایام الصلح از روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹

بھی تو پشاور یہ ہوں۔ آؤ دیکھیں کون ہاتھ لگاتا ہے۔" (۱)

اس کے علاوہ آریہ سماج کے لیڈر بھی لیکھ رام کو پشاوری کہہ کر پکارا کرتے تھے چنانچہ لالہ منشی رام لکھتے ہیں:

"جن (آریہ) سجنوں کو گوشت خوری مرغوب تھی اور جو اس سے قوم میں زندگی کی روح پھونکنا ممکن سمجھے تھے۔ وے (کالج پارٹی کے ممبر) اکثر پنڈت لیکھ رام کو "پشاوری گنڈا" کا خطاب دیتے تھے۔" (۲)

آگے چل کر لالہ جی لکھتے ہیں:

"کلچرڈ مہاشے (آریہ سماج کی کالج پارٹی کے ممبر) پنڈت لیکھ رام کو لٹھ باز اور پشاوری گنڈا کہہ کر اور لکھ کر آریہ مسافر سے نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ (۳)

سناتن دھرم والے بھی پنڈت لیکھ رام کو پشاوری سمجھا اور لکھا کرتے تھے۔ پنڈت بھیم سین اور پنڈت کالو رام نے اپنی کتب میں لیکھ رام کو "پشاوری نواسی پنڈت لیکھ رام"۔ "پشاور باسی لیکھ رام" (۴) اور "پشاور داسی لیکھ رام" لکھا ہے (۵)

اسی بناء پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کو الفشاوری لکھا۔ الہام میں کسی جگہ پشاوری کہہ کر نہیں پکارا گیا۔ یہ محض اعتراض ہے جو بالکل لغو اور بے ہودہ ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی ایسی جگہوں پر اسے پشاوری لکھ کر پکارا ہے۔ جیسے کرامات الصادقین میں لکھا ہے:

"وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ و

---

(۱) رسالہ آریہ مسافر جالندھر جون ۱۹۱۳ء جلد ۱۵ نمبر ۹ صفحہ ۱۱ بحوالہ فاروق ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶
(۲) سوانح عمری لیکھ رام ہندی صفحہ ۹۷ بحوالہ فاروق قادیان ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶
(۳) ہندی سوانح عمری صفحہ ۱۳۳ بحوالہ فاروق ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶
(۴) پوران کرتری مہمان صفحہ ۱۔۲ بحوالہ الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۲۳ء
(۵) پوران سدھی صفحہ ۳۲ بحوالہ الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۲۳ء

رسولہ المسمی لیکھ رام الفشاوری و اخبرنی انہ من الھالکین انہ کان یسب نبی اللہ و یتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ۔ فدعوت الیہ فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ ان فی ذلک لآیۃ للطالبین (۱)

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے بارہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھ رام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بد دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

## لیکھ رام اور لیکھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے لیکھ رام کو لیکھو لکھ کر اس کی توہین کی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لیکھو کے نام سے اسے پکارا جاتا تھا۔ آریہ لیڈر پنڈت شردھانند جی نے بھی اسے لیکھو کہہ کر پکارا ہے۔ لیکھ رام کی سوانح عمری ہندی کے صفحہ ۲۳ میں پنڈت منشی رام جی نے لکھا:

"لیکھ رام نے خط و کتابت کر کے رشی کی تصانیف کو منگوایا اور سمت ۱۹۳۷ کے آخیر میں ہی پشاور میں آریہ سماج قائم کی۔ آریہ سماج تو قائم ہو گئی مگر اس کی حد اس لیکھ رام سے باہر نہ تھی جس کو مرنے کے وقت دھرم کی مورتی مانا گیا اور جس کے نام کے ساتھ لگنے سے لفظ "پنڈت" بھی معزز بن گیا۔ انہیں اس وقت "لیکھو" کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اپنا آپ نچھاور

---

(۱) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۶۲۔۱۶۳ نیز سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۔۱۴

کرنے والے لیکھ رام بھی لیکھو سے لیکھ رام اور پھر دہرم ویر "پنڈت لیکھ رام" بن گئے۔" (۱)

"چودھویں صدی" راولپنڈی میں ایک مضمون لیکھ رام کے تعارف میں شائع ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیکھ رام کو لیکھو بھی کہا جاتا تھا۔
مضمون نگار لکھتا ہے:

"میرے علم میں پشاور پولیس میں ایک شخص اسی نام کا آج سے کوئی پندرہ سولہ برس پہلے ملازم تھا۔ اس کا نام بھی غالباً لیکھ رام ہی تھا۔ لوگ اسے لیکھو کے نام سے پکارتے تھے۔" (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے اس نام کو اپنے درج ذیل اشعار میں استعمال فرمایا ہے۔ لہٰذا لیکھ رام کو لیکھو کے نام سے یاد کرنے کا اعتراض بھی لغو اور بے ہودہ ہے۔

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسے پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے (۳)

## تصنیفات

پنڈت لیکھ رام نے تین درجن کے قریب کتب و پمفلٹ تحریر کئے۔ ان میں بعض کتب ضخیم ہیں۔

اسلام کے خلاف گندی زبان اور قلم استعمال کرنے کی وجہ سے اس کی کتابیں

---

(۱) سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۳ بحوالہ اخبار فاروق ۶ مارچ ۱۹۲۶ء
(۲) اخبار چودھویں صدی، راولپنڈی ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء
(۳) درثمین اردو

آریوں میں بہت مقبول ہوئیں۔ چنانچہ اس کے جیون چر تر میں لکھا ہے:

"آریہ سماج کے لٹریچر میں سے شری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر کسی لٹریچر کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں۔" (۱)

لیکھ رام نے سب سے پہلی کتاب ۱۸۸۳ء میں "نوید بیوگان" کے نام سے لکھی۔ جس میں بیواؤں کو شادی کرنے کی ترغیب دلائی۔ مگر کتابی شکل میں پہلی کتاب "استری شکشا" یعنی تعلیم نسواں ہے جو کلیات آریہ مسافر کے حصہ اول میں موجود ہے۔

لیکھ رام کی تنتیس (۳۳) کتب کو "کلیات آریہ مسافر" نامی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ جسے ست دھرم پرچارک کے مالک پنڈت منشی رام جو بعد میں شردھانند کہلائے نے مرتب کیا ہے اور انہی کا تیار کردہ دیباچہ اس کتاب میں موجود ہے۔

اس کلیات کو مطبع مفید عام لاہور میں مہاشے کیشب دیو مینجر ستیہ دھرم پرچارک ہری دوار ضلع سہارنپور نے ۱۹۰۴ء میں شائع کیا جبکہ بعد میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ مطبع مفید عام لاہور کے ایڈیشن کے ۷۰۰ صفحات ہیں جو ۷/۴ سائز کے ۲۵۰۰ سو صفحات بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لیکھ رام نے سوامی دیانند کے جیون برتانت کے لئے دو سے اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل مواد الگ اکٹھا کر رکھا تھا۔ جس کا ذکر آریہ مسافر شہید نمبر میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"سوائے پنڈت لیکھ رام کے اور کوئی شخص اس کام کے لائق نہ سمجھا گیا۔ اس وقت سے برابر ویشانتروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے آریہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی واعظ کے نصیب میں ہوگی۔" (۲)

---

(۱) کلیات آریہ مسافر۔ دیباچہ
(۲) رسالہ آریہ مسافر شہید نمبر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۴

"کلیات آریہ مسافر" میں موجود کتب و رسائل کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱ تا ۱۸۴ حصہ اول ویدک دھرم کی تعلیم کے بارے میں ہے۔ صفحہ ۱۸۷ تا ۳۲۵ حصہ دوم میں مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل مضامین و تصانیف شامل ہیں۔ اور صفحہ ۳۲۶ سے آخر تک حصہ سوم کو اسلام کے پیرو کاروں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جواب کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ (۱)

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہو گا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں لیکھ رام کی اہم کتب دو ہیں اور ان میں بھی خرافات کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان میں سے ایک کتاب رسوائے زمانہ "تکذیب براہین احمدیہ" ہے جس کی دو جلدیں ہیں اور دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ کے جواب میں لکھنے کی ناکام کوشش ہے۔

اس پُر افتراء کتاب کے تدارک کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسری خدمات دینیہ میں مصروفیت کے باعث حضرت مولانا نور الدین صاحب (خلیفتہ المسیح اول) کو لیکھ رام کی کتاب کا جواب تحریر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے ۲۶ر جولائی ۱۸۸۷ء کو لکھا:

> "آج ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ پر ایک جان کی طرح ہو رہے ہیں اور اسلام کو صدمہ پہنچانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں۔ میرے نزدیک آج جو شخص میدان میں آتا ہے اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے فکر میں ہے وہ پیغمبروں کا کام کرتا ہے۔" (۲)

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے لیکھ رام کی کتاب کا جواب

---

(۱) کلیات آریہ مسافر۔ دیباچہ الف
(۲) حیات احمد جلد دوم نمبر سوم صفحہ ۲۰۹۔ ۲۱۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۵۹

"تصدیق براہین احمدیہ" نامی کتاب کی صورت میں دیا۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی۔

اس کے علاوہ جالندھر کے ایک عریض نویس شہاب الدین غوری نے بھی "تائید براہین احمدیہ" کے نام پر ایک کتاب لکھی جو ۱۸۹۱ء میں قیصری پریس جالندھر سے طبع ہوئی۔ (۱)

احمدیت کی مخالفت میں لیکھ رام کی دوسری کتاب نسخہ خبط احمدیہ ہے جو سرمہ چشم آریہ کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

کلیات آریہ مسافر میں شامل مضامین کی تعداد کچھ اس طرح ہے۔

## فہرست کتب کلیات آریہ مسافر



(۱) لائف آف احمدیہ صفحہ ۱۲۴ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۵۹

Scanned with CamScanner

## قتل

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام ۶ بجے شاہ عالمی میں اپنے گھر پر ہی اس پر حملہ ہوا اور اگلے دن صبح ۲ بجے اپنے ارمانوں کو دل میں لئے اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اس کے قتل کے بعد آریہ سماجیوں نے اس کی یاد میں "لیکھ رام میموریل فنڈ" بھی جاری کیا۔ تا اس کے کاموں کو جاری رکھ سکیں مگر وہ کاموں کو کیا۔ نام کو بھی زندہ نہ رکھ سکے۔ اور آج آریوں میں اکثر لیکھ رام کے نام سے ناواقف ہیں۔ حتی کہ ان کے پنڈت بھی لیکھ رام کے نام سے واقف نہیں۔ **فاعتبروا یااولی الالباب۔**



باب دوم

# پیش گوئی کا محرک

ہندوستان میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ کے دور میں ہندوازم کا فرقہ آریہ سماج جو ابھی نیا بنا تھا ایک ایسا شدید جارحیت پسند فرقہ تھا جس نے اسلام کو ہندوستان میں نیچا دکھانے کے لئے شدید جنگ لڑی۔ مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے امراء اور ذی شہرت لوگوں سے دل کھول کر چندے لئے۔ اس فرقہ کے بانی مبانی پنڈت دیانند نے وید کے خلاف عمل کرنے والوں کے متعلق حکم دے رکھا تھا کہ "ایسے لوگوں کی تواضع زبان سے بھی نہ کرنا چاہیے۔" (۱)

پنڈت دیانند کے بعد سب سے پیش پیش پنڈت لیکھ رام تھا۔ جس کی کچلیاں نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر سے ایسی بھری رہتی تھیں کہ ہزار بار ڈسنے کے باوجود وہ کبھی زہر سے خالی نہ ہوتیں۔ لیکھ رام پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور مقدس اہل بیت پر نہایت کمینے اور رکیک حملے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے، سخت بے باکی سے گند اچھالنے اور استہزاء کرنے میں مصروف رہتا۔

لیکھ رام علی الاعلان اس امر کی تبلیغ کرنے لگا کہ ساری سچائیوں کا سرچشمہ وید ہیں اور وید کے رشیوں کے بعد دنیا میں کوئی سچا نبی پیدا نہیں ہوا۔ اب نجات اور

---

(۱) ستیارتھ پرکاش

مکتی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ویدک دھرم قبول کرنا ہے۔(۱) معاذ اللہ۔

تھوڑے سے عرصہ میں لیکھ رام نے بانی اسلام کے خلاف اتنا کیچڑ اچھالا۔ آپ کی مقدس شان کے خلاف کتابی اور زبانی ہردو صورتوں میں اتنا زہر اگلا اور دیگر تمام انبیاء کے خلاف اس قدر دریدہ دہنی اور بد زبانی کی کہ اس کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے خود شوریدہ سر متکبر اور مفتری ہونے میں ذرا بھر شک باقی نہیں رہتا۔ اس کی زبان اس قدر دل آزار تھی کہ کوئی شریف انسان دہرا بھی نہیں سکتا۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت رسول

ضرور تھا کہ لیکھ رام کی اس موزیانہ روش سے درد مندان اسلام اور محبان رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پارہ پارہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کے دل میں محبوب کبریاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت محبت تھی۔ بے پناہ عشق تھا۔ اپنے پیارے محبوب کے لئے غیرت رکھتے تھے اور آپ ؑ کی محبت میں فرما چکے تھے۔

**بعد از خدا بعشق محمد ؐ مخمرم ---- گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم**

نے ابتداء میں لیکھ رام کو ایسا کرنے سے روکا۔ اسے بہت سمجھایا محبت سے' پیار سے' دلائل و براہین سے مگر وہ اس خمیر سے پیدا نہ ہوا تھا کہ باز آجائے۔ اس کے اس طرز عمل میں بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا گیا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جب لیکھ رام کی شوخی اور بے ادبی حد سے بڑھنے لگی اور اس کے نہایت ہی مکروہ طرز عمل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل چھلنی ہونے لگا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ

(۱) نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۸۴ مشمولہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵

السلام نے نہایت پر شوکت الفاظ میں اسے للکارا اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ہزاروں لاکھوں گم گشتگان طریقت کو "واصل" بنایا وہاں خداداد لقب "رُدِّر" یعنی فنا کرنے والا کے پیش نظر اس راہ کے خاکدار کانٹوں کو بھی صاف کیا تا کہ "خس کم جہاں پاک" کا نمونہ ہو اور لیکھ رام مذکور بھی ان میں سے ایک ہے جو کہ اعجاز مسیحا کا کشتہ بنا۔ اور اسی شوخی، بے ادبی اور گستاخی کے پیش نظر وہ اسلام کے حق میں صداقت کی نشانی بن کر نہایت حسرت اور دکھ کی موت مرا اور زبان کی چھری استعمال کرنے والے کو لوہے کی چھری کا مزا چکھنا پڑا۔

اچھا نہیں ستانا، پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا بد کی سزا یہی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مقامات پر اس کے اس بد رویہ کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) "پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنی زبان کی چھری اسلام پر چلا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چھری سے اس کا کام تمام کرے گا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔"(۱)

(ب) پھر فرمایا۔ "واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔"(۲)

(۱) قادیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۹
(۲) اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

(ج) پھر فرمایا۔ ”جس نے پیشگوئی کی میعاد میں کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہو کر بازاروں اور کوچوں اور شہروں اور دیہات میں توہین اسلام کرنے لگا۔ تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بد اعمالی کی وجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اس کی جو گالی اور بد زبانی میں چھری کی طرح چلتی تھی اسی چھری سے اس کا کام تمام کر دیا۔“ (۱)

(د) پھر فرمایا۔ ”اب دیکھو ہزاروں ہندو ہیں مگر مانتے نہیں انکار کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر لیکھ رام کے پیٹ میں چھری چلی؟ اس کی وجہ اس کی زبان تھی کہ جب اس نے اسے بیباکانہ کھولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے میں حد سے بڑھ گیا اور ایک مدمقابل بن کر خود نشان طلب کیا تو وہی اس کی زبان چھری بن کر اس کی جان کی دشمن ہو گئی۔“ (۲)

(ہ) اسی امر کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں۔
”یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھ رام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں۔ بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر کرے۔“ (۳)

اسی مضمون پر مشتمل ایک دلچسپ روایت پیش کی جا رہی ہے جو چوہدری اللہ بخش صاحب آف بھڈال ضلع سیالکوٹ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔
”گھنو کے ججہ میں میری خوشدامن کی تعزیت کے لئے جو احباب آئے

---

(۱) تذکرۃ الشہادتین از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۔ ۴۳
(۲) ملفوظات طبع جدید جلد ۳ صفحہ ۴۲۱
(۳) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۲

ان میں کوٹ آغا کے چودھری شریف احمد بھی تھے جن کی عمر ایک سو سال سے ڈیڑھ دو مہینہ اوپر ہے۔ انہوں نے ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ نومبر ۱۹۱۱ء میں جن دنوں وہ پسرور ہائی سکول میں پڑھتے تھے ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی وہ سکول میں ساتھ لے گئے جس پر ہندو لڑکوں نے ہندو استاد کے پاس ان کی شکایت کر دی۔ اور اس نے ہیڈ ماسٹر تک بات پہنچادی کہ اس کتاب میں لیکھ رام کا واقعہ درج ہے اور ساتھ اس کی ایک تصویر بھی بنی ہوئی ہے یہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کا تعلق لاہوری جماعت سے تھا انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ تم قادیان سے کسی عالم کو بلالو۔ لیکھ رام کی پیشگوئی کے بارے میں پسرور میں مناظرہ رکھ دیا گیا ہے چنانچہ قادیان اطلاع بھجوائی گئی جہاں سے مولوی جلال الدین شمس صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب پسرور آ گئے۔ گاؤں کے وسط میں سٹیج بنایا گیا۔ ہندوؤں کی بڑی تعداد وہاں جمع ہو گئی قابل ذکر بات یہ تھی کہ علاقے اور پسرور کے مسلمان بھی ہندوؤں کے ساتھ ہی بیٹھ گئے اور انہوں نے ایک مشہور عالم کو مناظرے کے لئے بلالیا۔

احمدیوں کی طرف سے محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس مناظر تھے جبکہ مولوی قمرالدین صاحب صدر اجلاس تھے۔ محترم شمس صاحب نے مناظرہ شروع کرتے ہی فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کو لیکھ رام سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی انہیں اس سے صرف یہ شکایت تھی کہ اس نے فلاں جگہ سب لوگوں کے سامنے قرآن شریف پر اپنا دایاں پاؤں رکھتے ہوئے کہا تھا کہ اگر یہ خدا کی کتاب ہے تو مجھ پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا۔ لیکھ رام کی اس توہین کا حضرت مرزا صاحب پر بہت اثر ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ

تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی کہ یا اللہ یہ تو حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔ رسول پاک اور قرآن شریف کی توہین کرنے سے باز نہیں آتا۔ اسے عبرت کا نشان بنا۔ محترم شمس صاحب کا یہ کہنا تھا کہ تمام مسلمان اٹھ کر اس طرف آگئے جس طرف احمدی بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی طرف سے جو مسلمان مناظر آئے ہوئے تھے انہوں نے مناظرہ کرنے سے معذرت کر لی۔ اس طرح ہندوؤں کو سخت ندامت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس روز پسرور کے ہر مسلمان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ مرزا صاحب نے اپنی ذات کے لئے نہیں رسول پاکؐ اور قرآن کے لئے لیکھ رام کے لئے بد دعا کی تھی۔"(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی خواہش تھی کہ پنڈت لیکھ رام حضرت سید الانبیاء و امام الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بد زبانی کے طریق کو ترک کر دے۔ آپ نے متعدد بار اسے خطوط، زبانی پیغامات اور اشتہارات کے ذریعہ سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا کیونکہ انبیاء کے خلاف گستاخی اور بد زبانی اس کی خوراک بن چکی تھی۔

اگر پنڈت لیکھ رام رسول محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس بے باکی اور بد تہذیبی سے اپنی زبان اور قلم نہ چلاتا اور پھر اس پر اتنی دیدہ دلیری نہ دکھلاتا تو خدا کی قسم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرور اس کے حق میں دعا کرتے اور اس کا ایسا عبرت ناک انجام نہ ہوتا۔ مگر بے جا ضد، عداوت، دشمنی اور کینہ پروری کے علاوہ آریہ سماجیوں کی واہ واہ نے اسے اپنے انجام سے غافل کر دیا اور آخر وہی ہوا جس کا وہ اپنے اعمال اور اقوال کی وجہ سے مستحق ٹھہر چکا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے قتل پر اس کی اس روش کا ذکر کرتے ہوئے بڑے ہی دردمندانہ دل سے فرماتے ہیں۔

---

(۱) ماہنامہ منادی گجرات اکتوبر ۱۹۹۶ء جلد ۸ شمارہ ۱۰ صفحہ ۴

(الف) "ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔"(۱)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وفات کے بعد مئی ۱۹۰۷ء میں ایک موقعہ پر تحریر فرمایا۔

"اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے۔ اگرچہ میں لیکھ رام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا۔ اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اس کے لئے دعا کرتا تا یہ بلاٹل جاتی اس کے لئے ضروری نہ تھا کہ بلا کے رد کرانے کے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے منہ کو روک لیتا اور اس کی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸

اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی توحید قائم نہیں رہی تھی اور اس نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے سے قائم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزارہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور اب تک اس کے معجزات ظہور میں آرہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے توحید کو قائم کرنے والا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے؟ بازاروں میں گالیاں دیں؟ عام مجموں میں گالیاں دیں؟ ہر ایک کوچہ و گلی میں گالیاں دیں؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم اور رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔" (۱)

(د) پھر ایک محفل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"کیا لیکھ رام نے میرے کسی باپ اور دادا کو قتل کر دیا تھا؟ اس نے میری ذات کو کسی قسم کی تکلیف اور ایذاء نہیں دی۔ ہاں اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر وہ گستاخانہ حملے کیے اور وہ بے ادبیاں کیں کہ میرا دل کانپ اٹھا اور میرا جگر پارہ پارہ ہو گیا۔ میں نے اس کی بے ادبیوں اور شوخیوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش کیا۔ اس نے ان شوخیوں اور گستاخیوں کے عوض میں اس کی نسبت

---

(۱) حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۲۔۳۰۳

مجھے یہ پیشگوئی عطا فرمائی۔" (۱)

ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خیر خواہی اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر بار بار اسے سمجھایا لیکن دوسری طرف آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔" (۲)

## لیکھ رام کے سلام کرنے کا واقعہ

اس جگہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سنہری واقعہ کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جسے مورخ تا قیامت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے جلی حروف سے بیان کرتے رہیں گے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروز پور سے قادیان آرہے تھے ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے

---

(۱) اخبار الحکم یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء نمبر ۳۵ جلد ۴ صفحہ ۳۔۲ بحوالہ ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۳۷۷۔۳۷۸
(۲) پیغام صلح از روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۹

اور اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔ خاکسار عرفانی کو (جو ان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی فیروز پور جانے کی سعادت نصیب ہوئی آپ جب وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا وہاں آپ نے ازراہ کرم فرمایا کہ تم بلازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے اس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھ رام سلام کرتا تھا۔ فرمایا۔ ”اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔“ (۱)

یہ واقعہ پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت سے ایک برس پہلے کا ہے۔ اور وہ چبوترہ جس پر

---

(۱) سیرت مسیح موعود حصہ دوم صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۲۴ء مطبع خواجہ پریس بٹالہ

مسیح پاک علیہ السلام وضو فرما رہے تھے اسٹیشن کی ایک مسجد "مسجد دائی انگہ" کے ساتھ تھا۔

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار' عقیدت اور غیرت کا ایک اور دلچسپ واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ جس کا تعلق بھی لیکھ رام ہی سے ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے۔ جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھاکر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے۔ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضورؑ کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضورؑ کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا۔ "نہیں نہیں ایسا نہیں چاہیے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔" پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔جوش کے ساتھ بولے۔ واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فورا مباہلہ کے ذریعے اسے (مراد لیکھ رام ہے) جہنم تک پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں!! پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غیرت ناموس رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔" (۱)

حضرت امام ربانی احمد قادیانی علیہ السلام آریہ سماجیوں کے اس ناروا رویہ کا ذکر اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے
پر آریوں کے دین میں گالی بھی ہے عبادت
کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے (۲)

## افتراء علی اللہ

اس پیشگوئی کا محرک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لیکھ رام کی دیدہ دلیری، بد کلامی اور بے ادبی تھی لیکن پیشگوئیوں کو لیکھ رام کی واضح، غیر معمولی اور خارق عادت ہلاکت تک منتج کرنے والا عنصر، پنڈت لیکھ رام کا افتراء علی اللہ بھی تھا۔

اس پیش گوئی کے دوران جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ذی شان بیٹے کی خبر دی تو لیکھ رام نے مفتری علی اللہ ہو کر اپنی طرف سے حضرت

---

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی چار تقریریں صفحہ ۳۲۔۳۳ تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۵۸۰
(۲) قادیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۰۔۴۵۱

مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی ذریت کے خاتمہ و ہلاکت کی دعائیں کیں اور پیش خبریاں دیں (جن کا تفصیلی ذکر کتاب کے باب پنجم میں آئے گا) تب خدائی وعید **ولو تقول علینا بعض الا قاویل لا خذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الو تین فما منکم من احد عنہ حاجزین** "کہ اگر کوئی شخص جھوٹا الزام ہماری طرف منسوب کرے تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے ہیں۔ اس صورت میں تم سے کوئی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ (۱)

کے مطابق اس کی زندگی کا دائرہ تنگ ہونے لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اس کی ہلاکت کے بارہ میں خوش خبریاں دیں۔ یہاں تک کہ وقت، دن اور سال تک بتا دیا اور اس کے مطابق یہ اپنے انجام کو پہنچا۔

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں
توریت میں بھی نیز کلام مجید میں
لکھا گیا ہے رنگ وعید شدید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا



---

(۱) سورۃ الحاقۃ آیت ۴۵ تا ۴۸

باب سوم

# لیکھ رام اور مسیح موعود میں خط و کتابت

۱۸۷۹۔۱۸۸۰ء میں جب عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کی زبان و قلم رات دن اسلام اور بانی اسلام کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف تھیں۔ ہزار ہا صفحات اسلام کے خلاف حملوں میں سیاہ کر دیئے گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات و احساسات سے کھیلا جا رہا تھا۔ اسلام کی نمائندگی میں ایک مرد میدان، خدا کا سپاہی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود میدان میں اترا۔ اسلام کی تائید میں آپ نے ایک معرکہ آراء کتاب "براہین احمدیہ" لکھی۔ جس میں اسلام کی تائید میں مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے۔ آپ نے دعویٰ کے طور پر اسلام کے خدا کو ایک زندہ خدا کے طور پر پیش کیا۔ اور کہا اسلام کا رسول ایک زندہ رسول ہے جس کی قوت قدسیہ آج بھی خاک کی ایک چٹکی کو خدا نما انسان بنا سکتی ہے۔ اسی طرح اسلام کی کتاب بھی ایک زندہ کتاب ہے جو آج بھی ایک مخلص حق جو کا تزکیہ نفس کر کے اسے اس قابل بنا سکتی ہے کہ اس کا اپنے رب سے ایک زندہ اور ٹھوس تعلق قائم ہو جائے۔ آپ نے اس کتاب میں بیان فرمودہ دلائل رد کرنے والے کو ۱۰ ہزار روپیہ بطور انعام دینے کا چیلنج بھی دیا۔ اس کتاب پر اپنوں اور غیروں نے ریویو بھی لکھے اور اس کتاب کو شیخ الاسلام کہلانے والے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ) اس زمانہ میں موجودہ

حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ فرقہ و برہمو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی، قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔" (۱)

## غیر مذاہب کے مشاہیر کو اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی تالیف کے دوران ہی ۱۸۸۵ء میں بمنشاء الہی ایک مطبوعہ چٹھی انگریزی و اردو شائع کر کے اندرون و بیرون ملک غیر مذاہب کے مشاہیر افراد کے نام بذریعہ رجسٹری اس غرض سے روانہ کی کہ وہ صداقت اسلام کو پرکھنے کے لئے ایک سال تک قادیان میں میرے پاس آکر رہیں تو سال کے اندر اندر ان کو اسلام کی سچائی پر ایسے نشان دکھائے جائیں گے کہ جس سے ان کو اسلام کی تصدیق کرنے میں ذرا تامل نہ رہے گا۔

---

(۱) اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۷ و جلد ۷ نمبر ۱۱

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خط کی ۲۴۰ کاپیاں شائع کروائیں اور اشتہار انگریزی کی آٹھ ہزار کاپیاں شائع کروا کر ایشیاء، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، مہاراجوں، عالموں، مدبروں، مصنفوں اور نوابوں کو بھجوائیں اور اس زمانہ کی کوئی نامور اور معروف شخصیت ایسی نہ چھوڑی جس تک آپ نے یہ خدائی آواز نہ پہنچائی ہو۔(۱)

اس خط میں حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔

"چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط معہ اشتہار انگریزی شائع کیا جائے اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب، ہندوستان، انگلستان وغیرہ بلاد جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہوں اور بخدمت معزز برہموں صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز پر بدظن ہیں ارسال کی جاوے۔ یہ تجویز نہ اپنے فکر و اجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے) ملزم و لاجواب و مغلوب ہو جائیں گے۔ بنا بر علیہ یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت میں اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقتداء ہیں ارسال کیا جاتا ہے اور آپ کے کمال علم اور بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ حسبۃً للہ اس خط کے مضمون کی طرف توجہ فرما کر طلب حق میں کوشش کریں گے اگر

---

(۱) سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۳۔۱۴۔ مکتوبات بنام مولوی عبداللہ سنوری صفحہ ۳۔۴ طبع اول بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۸۰

آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو آپ پر حجت تمام ہو گی۔۔۔۔۔۔

اصل مدعا خط جس کے ابلاغ سے میں مامور ہوا ہوں۔ یہ ہے دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں (خوارق و پیشگوئیوں) کی شہادت بھی پائی جاتی ہے جس کو طالب صادق اس خاکسار کی صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بمعائنہ چشم تصدیق کر سکتا ہے آپ کو اس دین کی حقانیت یا ان آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہو تو آپ طالب صادق بن کر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہ کر ان آسمانی نشانوں کا بچشم خود مشاہدہ کر لیں لیکن اس شرط نیت سے (جو طلب صادق کی نشانی ہے) کیونکہ بمجرد معائنہ آسمانی نشانوں کے اسی جگہ (قادیان میں) شرف اظہار اسلام یا تصدیق خوارق سے مشرف ہو جائیں گے۔ اس شرط نیت سے آپ آویں گے تو ضرور انشاءاللہ تعالیٰ آسمانی نشان مشاہدہ کریں گے۔ اس امر کا خدا کی طرف سے وعدہ ہو چکا ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں۔ اب آپ تشریف نہ لائیں تو آپ پر خدا کا مواخذہ رہا۔ اور بعد انتظار تین ماہ کے آپ کی عدم توجہی کا حال درج حصہ پنجم کتاب ہو گا۔ اور اگر آپ آویں اور ایک سال رہ کر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جائے گا۔ اس دو سو روپیہ ماہوار کو آپ اپنے شایان شان نہ سمجھیں تو اپنے حرج اوقات کا عوض یا ہماری وعدہ خلافی کا جرمانہ جو آپ اپنی شان کے لائق قرار دیں گے ہم اس کو بشرط استطاعت قبول کریں گے۔ طالبان ہرجانہ یا جرمانہ کے لئے ضروری ہے کہ تشریف آوری سے

پہلے بذریعہ رجسٹری ہم سے اجازت طلب کریں اور جو لوگ حرجانہ یا جرمانہ کے طالب نہیں ان کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آپ اپنے شرط اظہار اسلام یا (تصدیق خوارق) ایک سادہ کاغذ پر جس پر چند ثقات مختلف مذاہب کی شہادتیں ہوں تحریر کردیں جس کو متعدد اردو انگریزی اخباروں میں شائع کیا جائے گا۔ ہم سے اپنی شرط دو سو روپیہ ماہوار جرمانہ یا حرجانہ (جو آپ پسند کریں اور ہم اس کی ادائیگی کی طاقت بھی رکھیں) عدالت میں رجسٹری کرالیں اور اس کے ساتھ ایک حصہ جائیداد بھی بقدر شرط رجسٹری کرالیں۔" (۱)

## اشتہار کا اثر

اس دعوت سے بیرونی دنیا میں تو بظاہر کوئی خاص جنبش پیدا نہ ہوئی۔ مگر ہندوستان میں جو ان دنوں مذاہب عالم کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا اس دعوت نے تہلکہ مچادیا۔ گھر گھر اس کا چرچا ہونے لگا اور غیر مذاہب مبہوت ہو کر رہ گئے مگر کروڑوں کی آبادی میں سے سوائے درج ذیل تین مخالفوں کے کسی کو اسلام کی سچائی کا تجربہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

(i) منشی اندرمن مراد آبادی
(ii) پادری سوفٹ
(iii) پنڈت لیکھ رام

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول طبع اول صفحہ ۲۰ تا ۲۲

## پنڈت اندر من مراد آبادی کا مقابلہ سے فرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقعہ پر ہر کس و ناکس کو مخاطب بھی نہ فرمایا تھا بلکہ دیگر غیر مذاہب کے شہرت یافتہ' معزز' ذی حیثیت مقتدایان قوم کو دعوت دی تھی جن میں خاص طور پر آریوں کے مشہور پنڈت اندر من مراد آبادی مصرعہ ثانی پنڈت دیانند بھی شامل تھے۔

پنڈت اندر من مراد آبادی نے قدرے آمادگی ظاہر کی مگر جونہی حضرت صاحب نے ان کی خواہش کے مطابق مبلغ چوبیس سو روپیہ لاہور بھجوانے کا انتظام فرمایا تو وہ جان چھڑا کر فرید کوٹ چلے گئے۔

## پادری سوفٹ کی بیان سازی

پادری سوفٹ جن کا تعلق ریاست گوالیار سے تھا مگر ان دنوں گوجرانوالہ میں متعین تھے نے بھی بذریعہ خط قادیان آنے کی حامی بھری تھی مگر محض اپنی ہوس پرستیوں کی تکمیل کے سامان کے لئے۔ اس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو گو قبول کیا مگر اس کے جواب میں بے جا شرائط رکھ دیں۔

شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خط کے ذریعہ اسے دوبارہ نشان نمائی کے لئے بلایا اور خدائے کامل اور صادق کی قسم دیتے ہوئے ان الفاظ میں غیرت دلائی۔

"آپ ضرور تشریف لاویں۔ ضرور آئیں اگر وہ قسم آپ کے دل پر موثر نہیں تو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تا حق اور باطل میں جو فرق ہے وہ آپ پر کھل

جائے۔"(۱)

مگر۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کے مصداق پادری صاحب بھی میدان سے فرار ہو گئے۔

## لیکھ رام کا مقابل پر آنا

پنڈت لیکھ رام جو اس دعوت کے اصل مخاطب نہ تھے کو اس خطیر رقم کے لالچ نے دعوت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ ایک طرف براہین احمدیہ کا جواب دینے والے کو ۱۰ ہزار روپے کا چیلنج اور دوسری طرف قادیان میں آکر ایک سال کے قیام کے دوران نشان نہ دیکھنے پر -/۲۴۰۰ روپے کے لالچ نے درحقیقت لیکھ رام کو مقابل پر آنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے ۳ر اپریل ۱۸۸۵ء کو امرتسر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درج ذیل خط لکھا۔

"آپ کا خط مطبوعہ مرتضائی لاہور بلا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گزرا۔ خدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا۔ اس روز سے آج تک جس قدر آپ نے خامہ فرسائی کی ہے سب کو بغور ملاحظہ کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات رہا۔ خط کے مضمون کو کماینبغی پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو بفحوائے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر

---

(۱) مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۔۱۰ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلی پاکر مسلمان نہ ہوئے۔ تو آپ اس کو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔

پس راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنابر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونے کو بموجب آپ کے وعدہ کے مستعد ہے۔ مگر بایں شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرمادیویں اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلاعذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھ کو مل جاوے اور وہ روپیہ تاانقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں مکفول رہے اس کے واپس لینے کا آپ کو اختیار نہ ہوگا۔ جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرمادیں اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرمادیں گے تو اسی سے آپ کے دعویٰ کی تکذیب بھی لازم آوے گی اور عام و خاص میں مشتہر کی جاوے گی۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرماکر بندوبست کریں مجھے ایک سال تک آپ کی شاگردی سچے دل سے منظور ہے۔" (۱)

پنڈت لیکھ رام کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۸

نے اپنا دو سو روپیہ ماہوار معاوضہ والا دعوتی خط لیکھ رام کو نہیں بھیجا بلکہ اس نے کسی جگہ اسے دیکھ کر دو صد روپیہ ماہوار کے لالچ میں آپ کو خط لکھ دیا جس کا حضور علیہ السلام کے خط سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنے خط میں کہیں بھی ایک سال کے برابر رقم یعنی دو ہزار چار سو روپیہ کسی بنک یا خزانہ میں پیشگی داخل کروانے کا ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی حضور نے ایسے شقی ازلی اور بد فطرت شخص کو چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ دینے کا ذکر فرمایا جو واضح نشانات صداقت دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے بلکہ ایسے شخص سے تو بطور ہرجانہ یا وعدہ خلافی کے جرمانہ کے طور پر یہ رقم لی جانی چاہیے نہ کہ وعدہ خلافی پر بطور انعام اسے یہ رقم دی جائے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جوابی خط

جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوتی خط میں لیکھ رام کو اس کی معمولی حیثیت کے پیش نظر مخاطب نہ کیا تھا۔ پھر بھی حضور علیہ السلام نے ۵/اپریل ۱۸۸۵ء کو لیکھ رام کے پہلے خط کا جواب دیتے ہوئے اس کو لکھا کہ آپ آریہ سماج کی پانچ مختلف شاخوں کی طرف سے کم از کم پانچ افراد کا حلف نامہ پیش کریں جس میں ان کی طرف سے یہ اقرار ہو کہ وہ لیکھ رام کو اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں تو ہم آپ کو اپنے دعوتی خط کا مخاطب سمجھیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ نشان صداقت دیکھنے کی خاطر قادیان ضرور آئیں۔ دعوتی خط میں بیان شرائط کے ہم پابند رہیں گے۔ آپ کے خط کا متن یہ ہے۔

"پنڈت لیکھ رام صاحب! آپ کا خط ملا۔ آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گزرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپ نے مطالعہ نہیں کیا کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ہے اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ

لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں جن کا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں اور اگر میں نے اس رائے پر غلطی کی ہے اور آپ فی الحقیقت پیشوائے قوم ہیں تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لدھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ کہ پنڈت لیکھ رام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہو گا بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دیں گے کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیج دیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائیں گے جو قابل خطاب نہیں۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ اس معاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو۔ اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسی کو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ کوئی

گروہ اس کا اتباع کر کے راہ راست پر آوے حق کی ہدایت یابی کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اس کے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے لیکن ایک عامی آدمی کے قائل اور مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائے گی۔ عامی کا عدم قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبروں کی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر ہوگی حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے۔ حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہر حال ہم کو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جس کو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونے کے لئے مخصوص نہ ہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہو گا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اس کا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اس کے بعد طے ہوں گے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سال بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ یعنی مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریں گی اپنے اپنے حصہ ٹھہرالیں ۔۔۔۔۔۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اس کو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ در حقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اس کے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ سو مناسب ہے کہ آپ

سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جس قدر ممبر ہوں ان سے
حلفاً اقرار نامہ لے لیں اور نام بنام ان سے دستخط کرائیں اور اس اقرار
نامہ پر دس یا بیس متفقہ مسلمانوں اور بعض پادریوں کے دستخط بھی ہوں تا
کہ وہ اقرار نامہ مع آپ کے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں
چھپوایا جائے لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ
کریں تب تک آپ عوام الناس میں محسوب ہوں گے۔" (۱)

## لیکھ رام کی طرف سے دوسرا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خط کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے ۹؍ اپریل ۱۸۸۵ء کو لاہور سے ایک اور خط تحریر کر کے بھجوایا۔ اس خط و کتابت کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مقابل پر لیکھ رام کی تحریر میں درشتی اور سختی پائی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ پنڈت لیکھ رام کی بدحواسی اور سراسیمگی بھی عیاں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پہلے خط میں ایک معقول تجویز دی تھی کہ آریہ سماج کی پانچ شاخوں کے ارکان کی طرف سے اپنی اعلیٰ حیثیت کی حلفی تصدیق کروا کر بھیج دو تو میں مان لوں گا۔ مگر پنڈت لیکھ رام کو اپنی قیمت کا اندازہ ہو گیا تھا چنانچہ بدحواس ہو کر اس نے لکھا کہ مرزا صاحب جس سماج سے چاہیں براہ راست یا میری معرفت تسلی کر لیں۔ گویا برملا اس امر کا اظہار تھا کہ میری حیثیت کی تصدیق آپ خود کر لیں۔ میں نہیں کر سکتا اور پھر اس خط میں پنڈت جی نے مرزا صاحب سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا اور وہ دو صد روپیہ ماہوار کے مطالبہ سے بھی دستبردار ہو گئے۔ لیکھ رام کی حواس باختگی اور از خود رفتگی اس خط کے لفظ لفظ سے

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۸

ظاہر ہے۔ جس قلم سے ۲۴ سو روپیہ سرکاری خزانے میں جمع کروانے کا لکھا۔ اسی قلم سے یہ لکھتے ہوئے انکار کیا کہ:

"میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنے کی کسی طرح کی تمنا ہے۔"

اگر لیکھ رام کو ۲۴ سو روپے کا لالچ نہ تھا تو اتنی لمبی چوڑی خط و کتابت اور بحث و تمحیص کی ضرورت ہی نہ تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فورا" قادیان آتا اور نشان کا مطالبہ کرتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے ہی تحریر فرما چکے تھے کہ:

"جو لوگ حرجانہ اور جرمانہ کے طالب نہیں ہیں ان کو (ایک سال تک رہنے کے لئے قادیان آنے کی) اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔"

مگر پنڈت لیکھ رام پر طمع نفسانی غالب آئی اور چوبیس سو روپے کا لالچ بار بار خط لکھنے پر اکساتا رہا۔ پنڈت لیکھ رام نے حضرت مرزا صاحب کو جو خط تحریر کیا۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

"مرزا صاحب۔ میرا خیال تھا کہ آپ بموجب مضمون خط کے وعدہ کے بھی ویسے ہی سچے ہوں گے مگر وہ غلط نکلا۔ بے شک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس کے مختلف ہے۔ آریہ سماج والے لکیر کے فقیر نہیں ہیں اور نہ کسی بشیرو نذیر کے دام میں اس پر ہر ایک شخص بصحت عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے اور وید مقدس کا پیرو۔ ہم کسی انسان کے بندے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گرویدہ۔ ہماری پاک سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ نار دوزخ کے ارادے ٹھن گئے جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے۔ آپ بقول شخصے ۔ آب ندیدہ و موزہ از پاکشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے

خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لا سکتا۔ مہربانمن تلوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور اتحاد کے دین۔ طمع کے ایمان اور صداقت کے بیان میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے سے جاہل قوم بھی مائل ہو جاتی ہے مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھادھند کارروائی سے شرماتی ہے------

آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان' آریہ سماج لاہور' آریہ سماج پشاور' آریہ سماج امرتسر' آریہ سماج لودھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفا اس مضمون کا پیش کریں کہ پنڈت لیکھ رام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ الخ۔ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ حیلہ جورا بہانہ بسیار میں اوپر تحریر کر چکا ہوں کہ ہم آریہ دھرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں----

مرزا صاحب! اپنے گھر میں کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایان شان عقل مندی نہیں ہے' بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں تو کیا آپ کے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کریں گے۔ کبھی نہیں پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے باندازۂ بود باید نمود خجالت بزد آنکہ ننمود بود۔ مرزا صاحب ادعائے بے معنی سے سوائے خجالت کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جاویں تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہے۔ ویسا ہی ایک میرے جیسے کا

خدانخواستہ مسلمان ہوجانا۔ دین اسلام کی خوارق عادات کاایک بہتر و برتر معجزہ ہوگا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج قادیان کے ممبروں سے آپ کے کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ پس آزمودہ را آزمودن جہل است۔ علاوہ برآں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر آریہ سماج والے رہتے ہیں۔ آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کرے گی۔ اپنے اپنے حصہ ٹھہرالیں۔الخ۔

یہ درحقیقت آپ کی خوش فہمی ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد و خواہش نہیں ہے۔ پس اب آخری خلاصتہً عرض ہے کہ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ ہرپانچ سماجوں کے ممبروں سے اقرار نامہ حلفاً تحریر کرواکر ارسال کریں۔ صرف ٹال مٹول اور حیلہ پردازی و ظاہر آرائی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ جس سماج سے چاہیں آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کرسکتے ہیں۔ میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنے کی کسی طرح کی تمنا ہے۔ صرف تحقیق حق منظور ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلوتہی فرمارہے ہیں ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتاہوں۔ کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں۔" (۱)

## حضرت مرزا صاحب کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۶راپریل ۱۸۸۵ء کو لیکھ رام کے دوسرے خط کا جواب روانہ فرمایا۔ جس میں آپ نے کمال رحم دلی اور اعلیٰ ظرفی سے پنڈت لیکھ

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۹

رام کے لئے حق کی طرف آنے کا راستہ آسان کر دیا اور پنڈت جی کے فرار کی راہیں مسدود کر دیں۔ اپنے دعوتی خط والے مضمون کو دہراتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر لکھا کہ اگر آپ اپنی اعلیٰ حیثیت ثابت نہ بھی کر سکیں اور قادیان آکر نشان دیکھنا چاہیں تو تب بھی نشان دیکھ کر تسلی نہ پانے کی صورت میں ہم لیکھ رام کو اس قدر ہرجانہ دینے کو تیار ہیں جس قدر وہ اپنی نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں اور اس کے لئے بہتر ہو گا کہ دو تین روز کے لئے قادیان آکر بالمشافہ گفتگو کریں تا کوئی تصفیہ ہو سکے اگر ایسا نہیں تو لاہور کے دو تین شریف اور معزز آریہ میرے ساتھ ملاقات کر کے جو تصفیہ کریں وہ مجھے منظور ہو گا۔

حضرت مرزا صاحب کے خط کا متن پیش خدمت ہے:

"مشفق پنڈت لیکھ رام صاحب۔

آپ نے بجائے اس کے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپ نے اسی اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں۔ اور بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کر کے دوبارہ آپ کو اپنی منشاء سے مطلع کروں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپ نے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط لکھا تھا۔ اس کا خلاصہ مطلب یہی ہے جو اب میں گذارش کرتا ہوں یعنی ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو

خط چھپوا کر ان مخالفین مذہب کی طرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنی درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھو کھہا ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ ان چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی طرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہرنے کے لئے بلائے جائیں تو ان کی دُنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے دو سو روپیہ ماہواری ان کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہو گا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہو گا غرض جو دو سو روپیہ کی رقم تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجوہ معاش ان اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا دو سو روپیہ ہرج متصور ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج پایا کہ اگر دو سو روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دُنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو ان کو دو سو روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائے گا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ دو سو روپیہ کہ جو اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دُنیوی ان کے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے اسی قدر روپیہ ملنے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اس قدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ دو سو روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کر دیں کہ میں اسی حیثیت کا آدمی ہوں اور اگر

ایسا ثابت نہ کریں تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں وہی تنخواہ حسب شرائط متذکرہ خطوط مطبوعہ آپ کو دوں گا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیویں کہ جو تنخواہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے ان کی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور ان کے ہرجہ کثیرہ کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دی جائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں اور اگر ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں نے خطوط کے چھاپنے کے وقت انتظام کیا ہے اس کو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اس بات کا تصفیہ کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیوند اس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کر کے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے آخیر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنے کے لائق ہیں۔ جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدورفت رکھتے ہیں اب تک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں اگر آپ راستی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور میرے مواجہ میں ان لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ

پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگا رہے ہیں۔"(۱)

## لیکھ رام کا تیسرا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اتنے واضح اور پیار بھرے خط کے جواب میں لیکھ رام نے اپنی عادت کے مطابق یاوہ گوئی اور تمسخر پر مبنی خط ۲۹ر اپریل ۱۸۸۵ء کو پشاور سے تحریر کر کے بھجوایا۔ جس میں وہی باتیں دوبارہ دہرائیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت لیکھ رام فرار کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے دوسرے خط کے برعکس اس خط میں ۲۴ سو روپے داخل خزانہ کرنے کا مطالبہ دوبارہ دہرا دیا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے خط کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"یہ خط آپ کا بھی میں نے غور سے پڑھا اور...... ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲ کو حرف بحرف مکرر مطالعہ کیا مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب اس میں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپ نے اس خط سے اس قدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتا ہے تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و کذب سراپا محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ا کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو اور میرے صاف خط کو بھی مہذبانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم جتلانا مراد ہے تو وہ علیحدہ امر ہے ورنہ اس میں کوئی امر مانع اخلاق نہیں ہے جس طرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کئے ہیں۔ اسی طرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپ کے پہلے خط

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۹۔۴۱۰

مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۵ر اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط محررہ ۱۶ر اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ علم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے بر خلاف یا اس کی اندرونی تائید کے واسطے بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب براری کے واسطے پوشیدہ ہوں گی۔ آپ کا خیال نہیں ہے۔ نمے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم۔ کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا۔ جو نتیجے آپ کی مختلف تحریروں سے بر آمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گا۔

بماہ ستمبر ۱۸۸۴ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرت سر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپ نے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ در حقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کی گئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپ کا پورا واقف تھا معلوم ہوا کہ آپ اس قدر جائیداد بھی نہیں رکھتے بلکہ مقروض ہیں۔ اب اس کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہو گئی۔ کہ اگر ہر ایک کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اس سے لاؤ جس نے آپ کو بقول آپ کے نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیان کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین احمدیہ کے جواب تکذیب براہین احمدیہ میں درج ہو کر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ ان کی خط و کتابت ہے

ان کو تہمت آپ نے لگائی ہے کہ ان کو میں نے کراماتیں بتلائی ہیں۔ جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے میں آپ کے روبرو بھی آنے کو مستعد تھا مگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپ کی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گزرا کہ شاید ان کی اس قدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کرسکوں۔ اس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔۔۔۔۔ اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کر چکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بفضل ایزدی چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں۔ صراط المستقیم یعنی بابت وید مقدس کی تعلیم دوں۔ قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ کتب ہائے ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے ان کی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں اور میرے پاس اکثر دوست مسلمان جو آپ کی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جن کو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھے آپ کی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گزارش ہے کہ اگر درحقیقت وعدے کے سچے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب دو سو روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرمادیں اور اقرار نامہ تحریر

کردیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ کے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھ کو مل جاویں اور وہ روپیہ تاانقضائے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں مکفول رہے۔ اس کے واپس لینے کا آپ کو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ و ادخال روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپ کو اپنے کراماتی سکہ پر امید ہے کہ قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و حیلہ جوئی بیکار ہے۔ جب خدا نے پیشگوئی فرمائی اور علاوہ بر آں آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو ملزم لاجواب و مغلوب ہونا ہی پڑے گا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلوتہی فرمار ہے ہیں جیسا کہ آپ کے خطوطات سے ظاہر ہے۔ پس کس طرح مانا جاوے کہ اس میں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کو ہی اس کا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کروں گا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو بٹہ لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپ کے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپ کے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ کرر تحریر کرتا ہوں کہ کراماتی زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپ کی شاگردی اور قادیان کی حاضرباشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔"(۱)

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول ۴۱۰-۴۱۱

# لیکھ رام کو تیسرے خط کا جواب

خدا کے مامور خلق خدا کی ہدایت کے بہت حریص ہوتے ہیں۔ دنیا دار انسان ایسے نامعقول، مجہول کی فضول گوئی کو دیکھ کر اپنا منہ موڑے تو خیر مگر خدا کا برگزیدہ مد مقابل کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر طریق آزماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مد مقابل فریق کو لاجواب کرنے کا وقت اس وقت آپہنچا۔ جب کہ ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کو شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نوع انسان کی ہمدردی سے مجبور ہو کر اس کی فرار کی تمام راہیں بند کر دیں اور لیکھ رام کی تجویز کے مطابق کمال دریا دلی سے کام لیتے ہوئے ۲۴ سو روپیہ جمع کروانے کی حامی بھر لی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ حق کی طرف بلانے کا آخری حربہ بھی استعمال میں لایا جائے۔ ساتھ ہی لیکھ رام کو لکھا کہ آپ بھی اس قدر رقم بطور تاوان برائے انکار اسلام کسی جگہ جمع کروائیں تا فتح کی صورت میں یہ رقم فتح کی ایک یادگار رہے۔ حضور علیہ السلام کے خط کا متن ذیل میں درج ہے۔

"مشفقی پنڈت لیکھ رام صاحب۔ بعد ما واجب اگرچہ اس خاکسار نے آپ کے ان خطوط کے جواب میں جن میں آپ نے قادیان میں ایک سال ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپ کا ایسی درخواست کرنا آپ کی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ اب تک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے اسی دعویٰ کو بعض اخباروں میں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں، میں ایک عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے

دکھلانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور
کیوں چوبیس سو روپے دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک
ٹھہرا کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دی جاتی۔ سو
آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آج تک آپ کی درخواست منظور کرنے میں
توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوع میں یہ شرط درج
کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ
اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہرچند ہم نے کوشش کی
مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ ان معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں
سے ہیں جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے
مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعویٰ پر غایت درجہ تک پہنچ
گیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک
جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ
اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ
مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپ کی درخواست منظور کر لیتے ہیں اور
جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرانے کو تیار اور مستعد۔ لیکن جیسا کہ
آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کر کے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے
مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے
ہیں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقرار
کو جو بعد میں دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان
ہو جاؤں گا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول
کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کریں گے۔ ایسا ہی میں بھی آپ
کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا

پورا یقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی در حالت انکار اسلام اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ سو عدالت کی بات جس میں میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴ سو روپیہ حسب نشاندہی آپ کے کسی جگہ جمع کراوے اور ایک طرف آپ بھی اسی قدر روپیہ حسب نشان دہی اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں۔ تا جس کو خدا تعالیٰ فتح بخشے اس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار رہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے کیونکہ جیسے آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپ کو جبرًا مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ در حالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں۔ تو آپ کو روپیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونے کے مسلمان ہو جائیں گے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جائے گا کہ جب آپ عہد شکنی کر کے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی اختیار کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپ کی طرف سے جمع ہوگا اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اس قدر روپیہ کہاں سے لائیں گے تو اس کا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے

ہو گیا جب کہ آپ نے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ آپ کے دولت خانہ میں جمع ہو گا اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کریں گے بلکہ وہ تو سنتے ہی ہزارہا روپیہ آپ کے قدموں میں رکھ دیں گے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائے گا۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا کہ آریہ سماج کے دولت مند اور ذی مقدرت لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانت داری اور امانت گزاری میں ان کو کلام ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی جیسے چوہڑے چمار یا سانسی اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اس قدر مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ ان کی امداد کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپ کے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جن کی عزت سارے آریہ سماجوں میں تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اس کے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپ کے ہاتھ میں دیں گے یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپ کی ملک کر دیں گے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپ کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور اگر بیس دن تک آپ نے ہمارا جواب نہ بھیجا اور قادیان میں آکر ایک سال تک ٹھہرنے کے لئے بات نہ ٹھہرالی اور ان شرائط کو جو عین انصاف اور حق پسندی پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا تو پھر بعد گزرنے بیس روز کے یہ حال کنارہ کشی آپ کا چند

اخباروں میں شائع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاوے گا کہ آپ کا ایک سال تک قادیان میں ٹھہرنے کے لئے مجھ سے دریافت کرنا سراسر لاف و گزاف پر مبنی تھا نہ آپ کی نیت صاف و درست تھی نہ آپ کی ایسی حیثیت و عزت تھی جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں اور مدت مقررہ تک ہر روز آپ کے جواب کے منتظر رہیں گے۔"(۱)

## پنڈت لیکھ رام کا چوتھا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۷ر جولائی والے مسکت خط کے مقابل لیکھ رام کو کوئی جواب نہ بن پایا تو امرتسر سے لکھے جانے والے اپنے ۲۰ر جولائی کے خط میں اپنی پرانی باتوں کو دہراتا رہا جو اس کے چاروں خطوط میں مختلف نظر آتی ہیں۔ گو آریہ مسافر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شرط کو منظور کر لیا کہ وہ بھی ۲۴ سو روپیہ بطور ضمانت کے داخل کر دے گا۔ کہ اگر وہ بمشاہدہ نشان صداقت اسلام مسلمان نہ ہو تو یہ رقم بطور جرمانہ بحق مرزا صاحب ضبط ہوگی۔

مگر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کی راہیں بھی ڈھونڈتا رہا جیسا کہ اس کے چوتھے خط سے ظاہر ہے۔ وہ مسلسل اس امر پر زور دیتا رہا کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوتی خط میں نشان دیکھنے والے کو نشان دیکھنے کے بعد مسلمان نہ ہونے کی صورت میں ۲۴ سو روپیہ دینے کا جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے قادیان آنے کی صورت میں ملنا چاہیے خواہ میں مسلمان نہ ہوں۔

لیکھ رام نے اپنے اس خط میں یہ مضحکہ خیز تجویز بھی شامل کر دی۔ کہ آسمانی نشان کی بھی وضاحت ہونی چاہیے۔ اس موقعہ پر لیکھ رام کا باطن بے نقاب ہو گیا۔

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۱۔ ۴۱۲

کیونکہ اس نے واضح طور پر لکھا کہ خواہ نیا سورج چڑھاؤ۔ نیا چاند بناؤ۔ سورج کو غرب سے طلوع کر دیا غروب مشرق میں ہو یا شق القمر کا معجزہ دوبارہ دکھلا دو میں مطلوبہ نشان کو دیکھ کر بھی صداقت کو قبول نہیں کروں گا بلکہ میں یہ سمجھوں گا کہ میں نے دو اڑھائی ہزار روپیہ خرچ کر کے دنیا کو تماشا دکھلایا ہے۔ پنڈت لیکھ رام کے ان الفاظ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ آریہ مسافر کی نیت صداقت کو پرکھنا نہیں ہے۔ اس نے خود اپنے قلم و زبان سے اپنا تماش بین ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت عاجزی سے وہی جواب دیا جو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے **سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا** کہہ کر دیا تھا۔ آپ نے لکھا:

"پنڈت صاحب! ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہے اس طور سے ہم کر کے دکھاویں۔ ہم صرف بندۂ مامور ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کرے گا۔ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا نشان دکھائے گا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں۔"(۱)

قارئین کی دلچسپی کے لئے لیکھ رام کا خط یہاں دیا جا رہا ہے۔

"مشفقی جناب مرزا صاحب!

بعد از شوق ملاقات بموجب خط مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپ کے خط و کتابت کے سلسلہ کی بنیاد فقط آپ کا وہ اشتہار ہے جو آپ نے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شائع کیا تھا اور جس میں آپ نے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ منجانب اللہ آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۳

دعوت کریں اور جو کوئی شخص آپ کے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق عادات و صداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرکے اور تسلی نہ پاکر مسلمان نہ ہوجاوے تو آپ مبلغ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے کل دو ہزار چار سو روپیہ بابت سال تمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ کے دیویں گے۔ جس پر میں نے معقولیت کے ساتھ آپ کی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپ کی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپ کے امانتاً داخل کروں تاکہ اگر آپ کے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کرکے اور تسلی پا کر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کروں گا آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من آپ اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قائم نہ رہے اور کس واسطے اپنے جادہ و انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس انحراف قطعیہ کو نہایت عمدہ اور مستحسن فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ پہلے اس بات کا اشتہار دے دیں کہ جو آپ نے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (i) اس ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴۰۰ روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت داشتہ راقم آپ لے لیویں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اس کے لکھتے ہیں اس لئے پہلا اشتہار قائم نہ رہا۔ (ii) جبکہ آپ نے معجزہ کا دعویٰ

بذریعہ اشتہار کے شائع کیا تو آپ کا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہیے تھا کہ ضرور معجزہ دکھاویں گے اور تاثیر اس کی تیر بہدف ہوگی اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کرے گا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کرنے کے ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کر سکتا اس لئے آپ کو اپنے دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہو گیا کہ میں آپ کے معجزہ سے عاجز نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کروں گا۔ اس کے عوض آپ نے روپیہ مدخلہ میرے سے لینے کی تمنا کی ہے دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید۔ آپ کے اس ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپ نے نئی حجت اٹھائی ہے میں اس کے واسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں چوبیس سو روپے داخل کر سکتا ہوں مگر مجھ کو آپ کے استقلال پر شک ہے اس لئے اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہیے کہ کونسا نشان آسمان آپ مجھ کو دکھاویں گے۔ آسمانی نشان یعنی سورج، چاند، ستارے ہیں پس علاوہ ان قدرتی نشانات کے آپ کوئی ذیل کا آسمانی نشان دکھادیں یعنی دوسرا آفتاب جس کا طلوع غرب سے اور غروب مشرق ہو یا شق القمر کا معجزہ جس کا اشارہ حدیث میں ہے اور جو عقلاء کے نزدیک غیر مسلم اور آپ کے خیال میں حق ہے۔ پس اگر اسی کو اعادہ کر کے دوبارہ دکھادیں یعنی پورنماشی کی رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جاویں۔ دوسرا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے ظہور ہووے ان میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور تاریخ وقت معجزہ کے دکھلانے کا بھی آپ مقرر کریں تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے اور میں سمجھوں گا کہ چوبیس سو روپیہ خرچ کر کے میں نے دنیا کو ایک تماشا دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپ نے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلاحجت

بازی کے نہ دیا تو تصور کیا جاوے گا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعاوی کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور من بعد اس کے خط و کتابت بند ہووے گی اور چونکہ آپ نے اس ۱۷ر جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کیا ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اس کو بھی اس کے ذیل میں سمجھتا ہوں جس میں آپ کے اور دعاوی ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں" (۱)

## لیکھ رام کے چوتھے خط کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریہ مسافر پنڈت لیکھ رام کے اس خط کا بھی ایسا جواب دیا جس کا جواب دینا بھی آریہ مسافر کے لئے مشکل بن گیا۔

اس خط کے بارہ میں پنڈت لیکھ رام نے اپنی تحریر "تکذیب براہین احمدیہ" جلد اول میں لکھا کہ یہ خط مطبع میں بغرض اشاعت بھجوایا تھا مگر وہاں سے ضائع ہو گیا۔ اور یوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اہم معرکہ آراء تحریر سے محروم ہو گئے۔ پنڈت جی نے لکھا۔

"جو خط مرزا صاحب کا (بجواب میرے خط نمبر ۷۔ کاتب کی غلطی سے ۷ درج ہے ۴ ہونا چاہیے۔ ناقل) آیا تھا وہ مطبع سے پس و پیش ہو گیا ہے۔ اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرائط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہو گا یا نہ ہو گا۔" (۲)

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۲
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۲

## لیکھ رام کا پانچواں خط اور اس کا جواب

پنڈت لیکھ رام نے حضور علیہ السلام کے اس آخری خط کا جواب امرتسر سے ۵ر اگست ۱۸۸۵ء کو دیا۔ لیکھ رام کے اس خط میں بھی ان پرانی باتوں کا ذکر ہے۔ جن کا ذکر وہ اپنے پہلے خطوط میں کر چکا ہے۔(۱) اس تکرار کی وجہ سے وہ خط ہم یہاں نہیں دے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا کہ خطوط کا سلسلہ لمبا ہو رہا ہے اور بات حتمی فیصلہ پر نہیں پہنچ رہی تو حضور علیہ السلام نے ایک کارڈ کے ذریعے لیکھ رام کو اطلاع بھجوائی کہ

"قادیان کوئی زیادہ دور تو نہیں آن کر ملاقات کر جاؤ امید ہے یہاں پر باہم ملنے سے شرائط طے ہو جاویں گے۔"(۲)



(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۲۔۴۱۳
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع صفحہ ۴۱۴

باب چہارم

# پنڈت لیکھ رام قادیان میں

اس خط و کتابت کے بعد لیکھ رام بالآخر نومبر ۱۸۸۵ء کے اواخر میں قادیان آیا۔ قادیان آنے کی دعوت گو حضرت صاحب کی طرف سے تھی مگر حضور کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین صاحب نے لیکھ رام کو قادیان آنے پر اکسایا۔ جس کے بعد لیکھ رام نے قادیان آکر آریہ سماج قادیان کے ہاں قریباً دو ماہ قیام کیا۔

لیکھ رام چونکہ حضرت صاحب کی شرائط تسلیم کئے بغیر قادیان آیا تھا اس لئے اس نے یہاں پہنچ کر بھی خط و کتابت شروع کر دی اور پرانی باتوں کو دہرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مباحثہ کی طرف بلاتا رہا۔ حضرت صاحب نے اس دوران بھی اسے ایک سال قادیان میں رہ کر نشان دیکھنے کی ترغیب دلائی بلکہ ایک سال کے عرصہ کو چالیس دن کر دیا۔ چنانچہ قادیان قیام کے دوران حضور علیہ السلام کی طرف سے اسے بار بار کہا گیا کہ اپنی حیثیت کے موافق بلکہ اس تنخواہ سے دوچند جو پشاور میں نوکری کی حالت میں پاتے تھے ہم سے بحساب ماہواری لیناکر کے ایک سال تک ٹھہرو اور اخیر پر یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سال تک منظور نہیں تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی کو منظور نہیں کیا۔ (۱)

قادیان قیام کے دوران لیکھ رام نے پانچ خطوط حضرت مسیح موعود علیہ

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۸

السلام کو لکھے جو حضورؑ نے اپنی کتاب استفتاء میں نقل فرمائے ہیں۔ پانچویں اور آخری خط میں لیکھ رام نے ان الفاظ میں نشان طلب کیا۔

"مرزا صاحب! افسوس کہ آپ اسپ خود کو اسپ اور اوروں کے اسپ کو خچر قرار دیتے ہیں۔ میں نے ویدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے بسا بعید ہے۔ اگر آپ فارغ نہیں تو مجھے بھی کام بہت ہے۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔"(۱)

لیکھ رام مسلسل نشان طلب کرتا رہا اور اس امر کا اعادہ بھی کرتا رہا کہ آپ بحث کیوں نہیں کرتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس گفتگو کے دوران بحث کا یہ آسان طریق مقرر فرمایا کہ:

"وہ وید کی پابندی سے اور اس کی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اس کی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔"(۲)

چونکہ لیکھ رام کی طبیعت میں جھوٹ اور افتراء کا مادہ خوب تھا۔ اس لئے وہ چالاکی سے اصل مطالبہ سے توجہ ہٹا کر ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔

تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ان الفاظ میں آخری خط لکھ کر حجت تمام فرمائی۔

"جناب پنڈت صاحب! آپکا خط میں نے پڑھا۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور نہ نشان دکھلانے سے۔ مگر آپ سیدھی نیت سے

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۶

طلب حق نہیں کرتے۔ بے جا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں۔ آپ کی زبان بد زبانی سے رکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بے باکوں کو تنبیہہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے یہ خود آپ کی ناسمجھی ہے۔ مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کے عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں۔ اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلاوے۔"(۱)

## معاہدہ

اس خط و کتابت کے نتیجہ میں یہ تبدیلی ضرور ہوئی کہ لیکھ رام ۲۰۰ روپے ماہوار کی بجائے ۳۰ روپے ماہوار پر آگیا اور اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لیکھ رام کے درمیان ایک تحریری معاہدہ طے پایا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کے لئے اس راقم اور لیکھ رام کے مابین تحریر پایا تھا اس کا عنوان جو لیکھ رام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے:۔

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷

اوم پرماتمنے نم۔ بھی سچاانند سروپ پرماتما ست کا پرکاش کر اور است کا ناش کر تاکہ تیری ست وید ودیا سب سنسار میں پرمرت ہووے۔

(یہ لیکھ رام نے پیشگوئی کے انجام کے لئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو ان کی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو ان کی پیشگوئی جو کریں گے جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھ رام والی پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بد اثر پڑے گا۔ منہ۔حاشیہ) پھر بعد اس کے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھ رام کو بتلائی جائے اور وہ سچ نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھ رام کو دے دے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھ رام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔"(۱)

قادیان سے واپس جاکر لیکھ رام کی شوخی و گستاخی، ہنسی، مذاق، تمسخر، ٹھٹھے بازی اور بہتان طرازیوں میں اضافہ ہوگیا۔ وہ رسول مکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف مذاق اُڑاتا رہا بلکہ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے گندی گالیاں بھی دیتا رہا۔ لیکھ رام مسلسل اسلام اور قرآن پر پھبتیاں اڑاتا رہا۔

گویا کہ قادیان سے واپس جاکر وہ پورے طور پر تیار ہوکر مقابلہ کے لئے میدان میں اترا۔ لیکھ رام نے بڑی دلیری و بے باکی سے اپنے دستخط کے ساتھ ایک کارڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف روانہ کیا۔ جس میں لکھا ہے۔

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔" (۱)

لیکھ رام نے دروغ بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ میں یہ بھی لکھا کہ

"مرزا صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانے کے واسطے تین مرتبہ مرزا جی کے بالا خانہ (الہامی کوٹھہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے ایک دن سے لے کر دو سال تک رہنے کی شرط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے۔" (۲)

پھر اپنے ایک اشتہار ۲۸ر اپریل ۱۸۸۶ء میں لکھا:

"حضرت کو اس نیاز مند اور منشی اندر من صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی نسبت الہام ہوئے ہیں مگر نہیں بتلاتے ہیں۔ جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیویں۔ منشی اندر من صاحب کا حال مجھے معلوم نہیں مگر میں نے ان کو تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا جس پر اب تک کچھ انکشاف نہیں ہوا کہ خیر الماکرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے۔" (۳)

بلکہ یہاں تک تعلی سے لکھ دیا کہ

"آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔" (۴)

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷-۱۱۸
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۶
(۳) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۵-۴۱۶
(۴) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۵

پھر لکھا:

"اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا۔" (۱)

پھر اپنی کتاب خبط احمدیہ کے اختتام پر ویدوں کی تائید اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

"اے پرمیشور! ہم دونوں مرزا صاحب اور لیکھ رام میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کرا اور مخالف (مرزا صاحب) کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر۔ تاکہ جہالت اور تعصب و جور و ستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔" (۲)

جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نمونہ مضمون مباہلہ اسے دستخط کرنے کے لئے بھجوایا تھا وہ اس سے مختلف تھا۔ اس مضمون سے ضروری حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"اے ایشر! تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جس فریق کے اصول اور اعتقاد جھوٹے اور ناپاک ہیں جن کو وہ کسی ناپاک کتاب کی رو سے مانتا ہے۔ اس کو ذلیل و رسوا کر اور ہم دونوں (لیکھ رام اور مرزا صاحب) میں سے وہ شخص جو تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے اور اس کے عقائد اور اصول تیری توہین اور ہتک کا موجب ہیں اور دانستہ ان کا پابند ہو رہا ہے اس کو اے ایشور! ایسی دکھ کی مار پہنچا اور ایسی لعنت سے بھری

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۹
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۵۸۵

ہوئی اس کی رسوائی کر کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ لعنت کا اثر جو عذاب
مولم ہے ظاہر ظاہر اس کو پہنچ جائے۔ اے ایشور! تو ایسا ہی کر۔ کیونکہ
کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔ آمین" (۱)

پنڈت لیکھ رام کو جب آریہ سماجیوں میں کچھ رسائی اور شہرت حاصل ہوئی تو وہ دربار خداوندی میں مقرب ہونے کا دعویدار بن بیٹھا۔ چنانچہ اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتا ہے:

"اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی او تعالیٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے۔ کسی وقت اور کسی مقرب یا خود او تعالیٰ سے آپ کا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر رہا تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ او تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہوں گے۔ میں نے عرض کی کہ بار خدایا! ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے؟ فرمایا۔ ابھی اس کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا دی جائے گی۔" (۲)

## ایک وضاحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ سراج منیر کی تالیف کا ذکر کرتے

(۱) سرمہ چشم آریہ از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۵۷۔۲۵۸
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۵۔۴۹۶

ہوئے ایک اعلان فرمایا تھا۔ جو بعنوان ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء ہے اور آئینہ کمالات اسلام کے آخری صفحات میں شامل ہے۔ اس میں حضور فرماتے ہیں:

"چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے تا ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں اس لئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرماویں بالخصوص وہ صاحب جو بباعث مخالفت و مغائرت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کرسکتے ہیں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضا و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا۔" (۱)

حضور علیہ السلام نے مزید تحریر فرمایا:

"اگر کسی کی نسبت کوئی بات ناملائم یا کوئی پیشگوئی وحشت ناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر ہو تو وہ عالم مجبوری ہے جس کو ہم غم سے بھری ہوئی طبیعت کے ساتھ اپنے رسالے میں تحریر کریں گے۔...... بایں ہمہ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو۔ ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے اور

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۸

کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے۔" (۱)

## سرخ چھینٹوں والا کشف

انہی دنوں ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کشف دیکھا۔ جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے...... غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بیچوں وبیچگون کے آگے وہ کتاب قضاء و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔" (۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرخ چھینٹوں سے مراد لیکھ رام کا خون لیا ہے۔ (۳) اور قضاء و قدر پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کرنے کی یہ تطبیق فرمائی کہ

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۹۔۱۰۰
(۲) سرمہ چشم آریہ از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۔۱۳۲
(۳) نسیم دعوت از روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۲۷

لیکھ رام کی پیشگوئی پر اللہ تعالیٰ نے دستخط کر کے تشہیر کی اجازت دے دی ہے۔

واقعہ قتل کے بعد ایک دفعہ آپ نے ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں اس سرخی کے چھینٹوں والے کشف کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا اور وہ خون کپڑوں پر پڑا جواب تک موجود ہے۔ یہ خون کیا تھا وہی لیکھ رام کا خون تھا۔"(۱)



(۱) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۵۹

باب پنجم

# خدائے رحمان کی وحی بابت مصلح موعود اور لیکھ رام کی یاوہ گوئی

## نظر اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

ایک طرف لیکھ رام بے باکی اور گستاخی میں بڑھتا جا رہا تھا تو دوسری طرف خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر احسانات اور انعامات کی بارش فرما رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لیکھ رام کی ہلاکت، رسوائی اور ذلت کے سامان پیدا کرنے شروع کئے جبکہ حضرت مرزا غلام احمد کے پھلنے پھولنے کے دروازے وا کئے۔ آپ کی ذریت منقطع ہونے کی بجائے بڑھتی گئی اور آپ کے ماننے اور آپ پر جان دینے والے اکناف عالم میں پھیل گئے۔ زمین غیر کے مقابل پر ہمیشہ بڑھتی رہی۔ روز بروز برکت پر برکت دی یہاں تک کہ بادشاہوں نے آپ کے مادی اور روحانی کپڑوں سے برکت پائی۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

لیکھ رام کے خدا کے مقابل پر عاشق رسول حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کے خدا نے جہاں لیکھ رام کی ہلاکت اور اس کی ترقی کے راستے مسدود ہونے کی اطلاعات دیں۔ اس کی ذلت اور ہلاکت کے لئے وقت اور دن متعین کئے۔ وہاں حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کو ان کے پنپنے، پھلنے، پھولنے اور نسل کی بڑھوتی کی خوشخبری دی۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد　　بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد　　بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہیں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس باب میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم پیشگوئی جو رحمت کا نشان تھی کا اختصار کے ساتھ احاطہ کریں گے جو ایک عظیم الشان وجود یعنی پسر موعود کی ولادت کے بارہ میں ہے کیونکہ اس پیشگوئی کا لیکھ رام کی ہلاکت والی پیشگوئی کے ساتھ گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عرصہ میں کوئی خوشخبری ملتی تو آپ اس کو شائع کر دیتے جس سے لیکھ رام کے غصہ اور غضب میں اضافہ ہو جاتا اور وہ جھنجلاہٹ میں آکر حضرت مرزا صاحب اور آپ کی نسل کی تباہی اور بربادی کے الہامات شائع کرتا اور بڑی تعلی سے یہ اعلان کرتا کہ میرا الہام یہ کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی ذریت کا جلد خاتمہ ہو جائے گا۔

فریقین کے اشتہارات کے باعث ایک مقابلے کی سی کیفیت پیدا ہوگئی اور دونوں مذاہب کے پیروکاروں میں زبردست جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ عوام میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ دیکھیں فتح کس کے قدم چومتی ہے۔ کون ابتر اور بے نسل ٹھہرتا ہے اور کس کو روحانی جسمانی اور کثیر اولاد سے نوازا جاتا ہے۔

اسی دوران قادیان کے ساہوکاران اور بعض ہندو صاحبان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ نشان نمائی کے لئے لندن اور امریکہ والوں کو دعوت دے رہے ہیں جبکہ ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہونے کی بناء پر زیادہ حق دار ہیں کہ ہمیں نشان دکھایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس دعوت کو بھی قبول فرمایا اور اپنے عالمگیر مشن کے لئے ایک عالمگیر حیثیت کا نشان طلب کرنے کے لئے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس غرض سے جنوری ۱۸۸۶ء میں آپ نے ہوشیار پور کے قصبہ میں ایک مکان میں تنہا ۴۰ دن کے لئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ چالیس دن شب و روز عبادت اور گریہ و زاری کرتے ہوئے آپ نے اپنے رب سے ایک ایسے باکمال فرزند کی ولادت کی التجا کی جو دین اسلام کی فضیلت اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ہر ضروری صفت سے متصف ہو اور اسے دین اسلام کی کامیاب خدمت کی بھرپور توفیق عطا ہو۔

## پیش گوئی مصلح موعود

آپ نے چالیس روز کے اس چلہ کے اختتام پر بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا کہ جو کچھ میں نے خدا سے مانگا تھا۔ وہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت اور کمال شفقت کے نتیجہ میں مجھے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ایک ایسے متصف بہ صفات حسنہ ذی شان بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دی ہے جو اپنی غیر معمولی صفات اور عظیم الشان خدمت اسلام کے ذریعہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سبز رنگ کے اشتہار میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اس عظیم الشان فرزند کی تمام صفات خدائی الفاظ میں بیان کیں۔ جن کی تعداد ۵۲ کے قریب ہے۔

فرزند جلیل جس کے آنے سے ایک روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جانے والی تھی کی خوبیوں میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"عمر پانے والا ہو گا' نہایت ذکی اور فہیم ہو گا' صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی' وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا' کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہو گا اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائے گا کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔"

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر بیٹے کے بارے میں یہ وہ خدائی الفاظ ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی پورا کرنے کی کسی انسان کو قدرت نہیں۔ کجا یہ کہ باون علامات کو پورا کرے۔ کون ایسا مسلمان ہے جو سخت جرات اور بے باکی دکھاتے ہوئے اپنے اس دعویٰ کو خدا کی طرف منسوب کر سکتا ہے کہ اسے ایک ایسا بیٹا عطا ہو گا جو کلام اللہ کا مرتبہ اور شرف تمام دنیا پر ظاہر کر دے گا۔ کیا کوئی ہندو ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کے بیٹے کو ویدوں کا ایسا علم عطا ہو گا جو تمام دنیا پر ویدوں کی فضیلت ثابت کر دکھائے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا پر مکمل بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے اس پیشگوئی کی شان ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے

ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور در حقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے۔ جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح و قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اس کو آرام ملتا تھا اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو در حقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی۔ تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی؟ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ

نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟" (۱)

اس عظیم الشان فرزند کی ولادت کے عرصہ کی تعیین کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (۲)

## پنڈت لیکھ رام کی پیش گوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کے بعد بدزبان اور گندے دہن کے مالک لیکھ رام کی بے باکی، گستاخی اور زبان درازی انتہائی عروج کو پہنچ گئی اور اس نے نہایت غلیظ اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے۔

لیکھ رام نے حضرت صاحب کے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے مقابلے میں ۱۸ر مارچ ۱۸۸۶ء کو اشتہار دیا جس میں بطور "الہام" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ پیشگوئیاں شائع کیں:

---

(۱) اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۴-۱۱۵

(۲) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۳

(الف) "آپ کی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپ کی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیج دیں۔ آپ سے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھول کر درج کیجئے۔ ادھر ہمارا شعلہ طور تیار ہوتا ہے۔ ہم بھی اپنا الہام سنائیں گے اور غیب کی باتیں بتائیں گے۔" (۱)

(ب) "میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے فرمایا.... تین سال میں سزا دی جائے گی۔ میں نے عرض کی کہ خداوند اس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی۔" (۲)

(ج) "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔" (۳)

(د) "خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائے گا۔" (۴)

اور جب حضور نے پسر موعود کی ۹ برس کے اندر اندر ولادت کی خبر بذریعہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸٦ء میں دی تو پنڈت جی نے لکھا کہ:

(ز) "ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا جیسا کہ عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے۔"

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۵
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹٦
(۳) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۸
(۴) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۸

اور پھر لکھا کہ:

(س) "پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ ۹ برس تک آپ اور آپ کی بیوی زندہ رہے گی؟ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ سب کا خاتمہ بتلاتا ہے" (۱)

(ط) "ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔" (۲)

(ع) "یہ شخص تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائے گا کیونکہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے۔"

پنڈت لیکھ رام کی ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی دھمکیوں پر مبنی گمنام خطوط ملنے لگے۔ بلکہ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کو مطبع چشمہ نور امرتسر سے آریوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں کھلے الفاظ میں کہا گیا:

"تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔" (۳)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف خفیہ طور پر کوئی سازش اور سکیم ایسی بنائی گئی تھی جس کے نتیجہ میں یہ کہا جاسکے کہ پنڈت لیکھ رام کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی کتاب سوانح فضل عمر میں اس سارے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے اور لیکھ رام کی پیشگوئیوں کے بعض منفی پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس کا تذکرہ یہاں بے جا نہ ہوگا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۹
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۵۰۱
(۳) شحنہ حق از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۹

"آریہ مت کا نامور پہلوان لیکھ رام بھی دندناتا ہوا آن کودا۔ حضرت مرزا صاحب کے مدمقابل تمام مذہبی راہنماؤں میں وہ واحد شخص تھا جس نے یہاں تک بے باکی سے کام لیا کہ حضرت مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ آپ کی پیشگوئی کے مقابل پر ایک اپنی پیشگوئی بھی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے شائع کر دی۔ اس پیشگوئی نے ایک نیا اور نہایت ہی دلچسپ عنصر اس مقابلہ میں شامل کر دیا یعنی عملاً اس دعویٰ کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹی پیشگوئیاں منسوب کرنا کس قدر آسان ہے۔

لیکھ رام کی یہ پیشگوئی منفی پہلو رکھتی تھی یعنی ہر وہ خوشخبری جو حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حق میں بیان فرمائی، لیکھ رام کی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کر کے اس کا رد کیا گیا اور ہر اچھی خبر کے مقابل پر ایک بری اور منحوس خبر رکھ دی گئی اور اس طرح یہ انتہائی دلچسپ مذہبی مقابلہ اپنے معراج کو پہنچا جبکہ وہ بچہ جس کے بارہ میں شرق و غرب کا بعد رکھنے والی متقابل پیشگوئیاں کی جارہی تھیں ابھی نیست سے وجود میں نہ آیا تھا۔

بغرض موازنہ لیکھ رام کی پیشگوئی بھی غیر معمولی اہمیت کی حامل اور اس لائق ہے کہ اس کا نہایت غور سے مطالعہ کیا جائے کیونکہ:۔

i۔ اس کے مطالعہ سے رات اور دن، ظلمت اور نور کا فرق بڑا کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی مثبت پیشگوئی رکھیے اور دوسری طرف پنڈت لیکھ رام کی منفی پیشگوئی۔ اور یہ حقیقت نہ بھولئے کہ یہ دونوں ہی خدائے واحد کی طرف منسوب کی جارہی ہیں۔ یہ ایک نہایت دلچسپ اور بصیرت افروز موازنہ ہے۔

ii۔ پیشگوئی کا مطالعہ اس لئے بھی اہم ہے کہ اس پیشگوئی کے نتیجہ

میں ہمیں اپنے ہی زمانہ میں عملاً یہ موقع نصیب ہو گیا کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والوں سے خدا تعالیٰ کے سلوک کا مشاہدہ کر سکیں۔ ایک خدا کی طرف دو مختلف مذاہب کے رہنماؤں کی طرف سے دو متضاد اور متخالف پیشگوئیوں کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹی ہے۔

iii۔ پیشگوئی کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس میں مخالفین کے جذبات کی ساری روح سمٹ کر آگئی ہے اگرچہ لیکھ رام بحیثیت آریہ لیڈر ہونے کے عیسائی یا مسلمان مخالفین کی نمائندگی نہیں کر سکتا تھا لیکن مرزا صاحب سے خدا تعالیٰ کے جس سلوک کی بے قرار تمنا سب مخالفین کے دلوں میں شدت سے مچل رہی تھی۔ اس کی اس سے زیادہ صحیح اور مکمل تصویر نہیں کھینچی جا سکتی تھی۔" (۱)

پسر موعود کے مقابل پر جو پیشگوئی لیکھ رام نے کی وہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۳ تا صفحہ ۵۰۱ پر درج ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے درج ذیل تبصرہ کے ساتھ اس کا کچھ حصہ اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ جو یہاں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ لیکھ رام کی گندی زبان کا علم ہو سکے۔

"لیکھ رام کی پیشگوئی کے اہم نکات حسب ذیل ہیں۔ یہ تمام پیشگوئی لکھنے سے ہم اس لئے قاصر ہیں کہ اس کی زبان نہایت دل آزار ہے جسے دہرانے کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ پس بامر مجبوری اس میں سے صرف وہ مخالفانہ دعاوی پیش کئے جا رہے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے کسی حصہ کی تردید یا نفی میں کئے گئے ہیں۔ الفاظ من و عن پنڈت لیکھ رام کے اپنے ہیں":

---

(۱) سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۵۷-۵۹

# تقابلی نقشہ

| پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بہ نسبت مصلح موعود | مخالفانہ پیشگوئی پنڈت لیکھ رام بہ نسبت پسر موعود (نقل کفر کفر نہ باشد) |
| --- | --- |
| ○ "خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔" | ○ "رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور "ر" "ز" میں امتیاز نہیں رکھتے۔" |
| ○ "تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔" | ○ "خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے آپ نے شاید لودہانہ میں بنا کنجر کی سرائے میں جیل خانہ کے متصل فروکش ہونے کو مبارک سمجھا ہوگا۔" |
| ○ "سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔" | ○ "خدا کہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف بنا کنجر کی سرائے تھی اور بس۔" |
| ○ "اے مظفر! تجھ پر سلام" | ○ "اے منکر و مکار تجھ پر آلام" |
| ○ "خدا نے کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں، تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔" | "خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کو فی النار کروں گا اور قبر سے نکال کر جہنم میں ڈالوں گا۔" "آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض خیال خام تھا اور جس کا نام قرآن تھا وہ شرف کے مرتبہ سے برکسران تھا اب مرزا کی بدولت شرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔" |

○ "اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔"

○ "مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق مع اپنی برکتوں کے مفقود۔ اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آوے گا اور باطل جاوے گا۔"

○ "میں تیرے ساتھ ہوں۔"

○ "پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا؟ کیا شیطان بے عنوان تھا۔ البتہ خدا کا یہ فرمان تھا کہ مرزا کا ساتھی نہیں، اس کا مددگار شیطان ہے۔"

○ "سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام لڑکا تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہو گا۔"

○ "خدا نے یہ فقرہ سن کر مسکرا کر فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا؟ عرض کیا کہ میں تو دو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے.... کیا واقعی لڑکا ہو گا فرمایا "نہیں لڑکی۔ مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اس وقت ضرور فریب کھیلے گا اور اسی وقت ہم تجھ کو اطلاع دیں گے۔

مرزا صاحب اب میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے یہ لڑکا اب کی دفعہ ہو گیا یا دوسری نوبت الہام میں؟ تاہم عبارت اصل لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہو گیا تو الہام سچا ثابت ورنہ دوسری دفعہ کی تاریخ بتادیں گے۔ کیوں

صاحب! اب خدا نے آپ کو پاک اور ذکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔ کیا پہلے لڑکے دو کریہ منظر، ناپاک تر غبی ہیں اور کیا اپنی ذریت سے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے؟ مرزا صاحب! واقعی اب آپ کے کمالات پیغمبروں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلے......."

○ "اس کا نام عنموائل اور بشیر بھی ہے۔"

○ "ہم نے سنا خدا کہتا ہے اس کا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔"

○ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔"

○ "خدا کہتا ہے کہ وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔"

○ "وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔"

○ "شاید صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہو گا۔"

○ "وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

○ "خدا کہتا ہے کہ وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعزاز شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے واصل فی النار کرے گا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑے گا اور اس کا خر دجال ہو گا۔"

○ "وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔"

○ "وہ نہایت غبی اور کودن ہو گا۔"

○ "اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔"

○ "خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہو گا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم ہو گا۔"

○ "نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔"

○ "اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔"

○ "اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"

○ "میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

○ "مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت ہوں گے۔"

○ "تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔"

○ "آیا آپ اور آپ کے دونوں لخت جگر ظلم محض تھے جن کو خدا نے اپنے قہر اور غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اس کو بھی خدا اسی تھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔"

○ "کیا پہلا ثلاثہ امیروں فقیروں کی قید کا باعث ہوا۔ اب خدا کہتا ہے کہ وہ دائم الحبس ہو گا۔"

○ "پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا؟ اب کہتا ہے محض خلاف ہے اس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانیں گے۔"

○ "شاید خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست دوں گا۔ مرزا صاحب! آپ ہر ایک بات کو الٹی ہی سمجھتے ہیں۔۔

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الٹا
تم الٹے بات الٹی یار الٹا"

○ "بعض قادیانی ہے اصل میں کلھم حکم ربانی ہے۔"

○ "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔" (١)

---

(١) سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۵۹ تا ۶۳

دونوں پہلوانوں کی پیشگوئیوں کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ پنڈت لیکھ رام مسلسل مرزا صاحب کی ذریت کے خاتمہ کی پیشگوئی کر رہا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاں جلیل القدر بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لیکھ رام سے اس کے خدا کی غیرت نے کیا سلوک کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید نے کس شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی آسمانی بشارتیں کس صفائی سے پوری ہوئیں اور کس طرح یہ بچہ (پسر موعود) ناموافق حالات کے باوجود اور دشمن کی قہری نگاہوں کے علی الرغم بڑھتا، پھولتا اور پھلتا رہا۔ حتی کہ اس مقام محمود تک جا پہنچا جس کی اس کے حق میں خوشخبری دی گئی تھی۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۷ء تک گیارہ سال کے عرصہ میں دونوں پہلوانوں کی نسل کا تقابلی موازنہ کریں تو فوراً دو اور دو چار کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں بے ساختہ ہاتھ اٹھتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی مبشر اولاد اور جماعت کو ایسی ایسی حیرت انگیز ترقیات و نصرتوں سے نوازا کہ ساری دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی جبکہ لیکھ رام نے اپنے اس مصنوعی اور بناوٹی الہام میں ناکامی اور نامرادی کا عبرت ناک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

## تقابلی موازنہ

| | |
|---|---|
| "پیشگوئی اور واقعہ قتل کا دورانیہ گیارہ سال سے زائد کا عرصہ بنتا ہے اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔ | پنڈت لیکھ رام کی ۱۸۹۳ء میں شادی ہوئی اور اسی سال اس کے قتل کی واضح پیشگوئی ہوئی اور پیشگوئی سے لے کر واقعہ قتل تک گیارہ سال کے عرصہ میں لیکھ رام کے خاندان کے ساتھ اوتعالیٰ نے یہ سلوک کیا۔ |
| (۱) صاحب زادی عصمت ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوئیں۔ | (۱) ۱۸ر مئی ۱۸۹۵ء کو اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اور ۱۸ر اگست ۱۸۹۶ء کو سوا سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اس طرح لیکھ رام ابتر اور لاولد ٹھہرا کیونکہ اس کے بعد اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ |

(۲) صاحب زادہ بشیر اول جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہو کر ۱۸۸۸ء میں وفات پا گئے۔

(۳) حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود جو ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور اشاعت قرآن اور خدمت دین حق کا بے نظیر کام اپنی ۷۷ سالہ عمر اور ۵۲ سالہ خلافت میں سرانجام دے کر ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو خدا کو پیارے ہو گئے۔

(۴) صاحب زادی شوکت ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئیں۔

(۵) حضرت صاحب زادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے جو ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۳ء میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(۶) حضرت صاحب زادہ مرزا شریف احمد صاحب جو ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۱ء میں ۶۷ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

(۲) جون ۱۸۹۵ء میں اس کا بھائی طوطا رام بھی فوت ہو گیا۔

(۳) ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کو خود لیکھ رام دروغ گوئی کا ٹیکہ ماتھے پر اور حسرت و یاس پہلو میں لے کر بصورت قتل موت کے پنجہ میں چلا گیا۔

اور یوں قرآن مجید کی آیت کریمہ **قد خاب من افتری** کے مطابق پنڈت لیکھ رام جس نے خدا تعالیٰ پر افترا کرتے ہوئے من گھڑت جھوٹی پیشگوئیاں کی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرزا غلام احمد قادیانی کے مقابل خائب و خاسر ہو کر اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا اور ناکام مرا اور اس کی ذریت صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئی۔

یہ سزا تھی اس **تقول علی اللہ** اور **افتراء علی اللہ** کی جو قطع الوتین کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

(۷) حضرت صاحب زادی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو لیکھ رام کی موت سے چار دن پہلے مورخہ ۲ر مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں اور اسی سال عمر پا کر ۲۳ر مئی ۱۹۷۷ء کو فوت ہوئیں۔(۱)

لیکھ رام کے واقعہ قتل کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں اولاد ہوئی جن میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں ان میں سے حضرت صاحب زادی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی ہیں جو ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئیں اور ۸۳ سال کی عمر پا کر ۱۹۸۷ء کو رحلت فرما گئیں اور اپنے پیچھے ایک کثیر نسل چھوڑ گئیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۳۲ تک پہنچ چکی ہے۔

اس پیشگوئی سے قبل بھی دو بیٹے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ جن میں سے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی اولاد بھی بڑھی

(۴) ایک اس کی بیوہ لکشمی دیوی باقی بچی جو بعد میں ٹی بی کے مرض کا شکار ہو گئی۔ بے چاری کبھی لاہور کبھی لدھیانہ کبھی راولپنڈی اپنے سسرال کے طعنوں کا شکار رہ کر آخر ۳ر جولائی ۱۹۰۲ء کو وہ بھی فوت ہو گئیں۔

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی سزا یہی ہے

(۱) حیاۃ طیبہ از عبدالقادر سوداگر مل صفحہ ۸۸-۸۹



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد

اور لیکھ رام کی کوئی؟

پھولی اور پھیلی۔ اور اب ان کے
نفوس کی تعداد ۱۱۷ تک پہنچ چکی ہے
اور خود حضرت مرزا سلطان احمد
صاحب جو روحانی لحاظ سے حضرت مسیح
موعود علیہ السلام سے منقطع رہے بعد
میں سلسلہ بیعت میں شامل ہوئے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت کے بعد ۱۱ سال تک زندہ رہے اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ ہر لحہ، ہر گھڑی تازہ بتازہ نشانات دکھاتا رہا۔ آپ کے جسمانی اور روحانی باغات میں خوب بہار آئی۔ ایسی بہار جو سدا بہار کا رنگ رکھتی ہے۔ جو دائمی اور غیر محدود ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہو گا۔

آپ کی ذریت اور اولاد ؎

اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں

کی مصداق بن کر بڑھتی پھلتی پھولتی اور ترقی کرتی رہی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی وارث قرار پائی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھٹی نسل کا آغاز ہو چکا ہے۔

اوپر آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد تو دے دی گئی ہے ایک سو سال کے کے عرصہ میں آپ کی نسل کی تفصیل یوں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| پہلی نسل | بیٹے بیٹیاں<br>(جو زندہ رہے) | ۷ |
| دوسری نسل | پوتے۔ پوتیاں | ۵۳ |

| | | |
|---|---|---|
| | نواسے۔نواسیاں | |
| تیسری نسل | پڑپوتے۔پڑپوتیاں | ۱۴۰ |
| | پڑنواسے۔پڑنواسیاں | |
| چوتھی نسل | سکڑپوتے۔سکڑپوتیاں | ۲۴۹ |
| | سکڑنواسے۔سکڑنواسیاں | |
| پانچویں نسل | لکڑپوتے۔لکڑپوتیاں | ۷۲ |
| | لکڑنواسے۔لکڑنواسیاں | |
| چھٹی نسل | | ۱ |

یہ کل تعداد ۵۲۲ بنتی ہے۔ اللھم زد فزد (۱)

## ایک اور دلچسپ موازنہ

ایک اور حوالہ سے اگر موازنہ کریں تو دلچسپ صورت حال یہ پیدا ہوتی ہے کہ لیکھ رام کی ہلاکت کی پیشگوئی کے مقابل پر مصلح موعود کی نہ صرف پیدائش کی خبر دی گئی بلکہ اس کے بڑھنے، پھولنے اور پھلنے اور ترقی کرنے کی خبر بھی ساتھ دے دی گئی۔ ادھر اب اگر صرف لیکھ رام کی اولاد اور مصلح موعود کی اولاد کا ہی موازنہ کریں تو لیکھ رام کی اولاد کا نام و نشان نہیں ملتا نہ لاہور میں نہ پشاور میں اور نہ جائے ولادت سید پور میں کوئی نام لیوا ہے۔ جبکہ مصلح موعود کی اولاد ۳۳۰ کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی اس امر کی گواہی دے رہی ہے کہ مصلح موعود زندہ ہیں۔ آپ کی اولاد کی پوزیشن سو سال میں یوں ہے۔

---

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل مبارک کا شجرہ مجھے میرے بہت ہی پیارے میاں فاروق احمد خان ابن میاں عباس احمد خان صاحب نے بڑی محنت سے بنا کر دیا جس سے خاکسار نے یہ تعداد نکال کر درج کی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔

| | | |
|---|---|---|
| بیٹے بیٹیاں | ۲۲ | مسیح موعود کی دوسری نسل |
| پوتے پوتیاں۔ | | |
| نواسے' نواسیاں | ۸۹ | مسیح موعود کی تیسری نسل |
| پڑپوتے' پڑپوتیاں | | |
| پڑنواسے' پڑنواسیاں | ۱۹۲ | مسیح موعود کی چوتھی نسل |
| لکڑپوتے' لکڑپوتیاں | | |
| لکڑنواسے' لکڑنواسیاں | ۲۷ | مسیح موعود کی پانچویں نسل |

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولی سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

## روحانی اولاد اور ترقی

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ایک عظیم برکت جو دنیا کو عطا ہوئی وہ ایک پاک' بے نفس اور بنی نوع انسان کی ہمدرد' تزکیہ نفس کا اہتمام کرنے والی اور اسلامی تعلیمات پر کاربند رہنے والی جماعت ہے۔ جس کو جماعت احمدیہ کہا جاتا ہے۔ ہاں وہی پاک جماعت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہونی تھی۔ ہاں وہی پاک اور مبارک گروہ جس کو قرآن کریم کی سورۃ جمعہ میں **واخرین منھم** کے الفاظ سے یاد فرمایا گیا ہے۔

یہ وہ آپ کی روحانی نسل ہے جو صدق و اخلاص کے ساتھ آپ کے پیغام کو کامیابی کے ساتھ دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ایک آواز جس کو قادیان میں ہی دبانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی گئیں سو سال کے اندر اندر ڈیڑھ کروڑ آوازوں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ سو سال کے قلیل عرصہ میں جو قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا تین کروڑ آنکھیں اپنے امام مقتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نچھاور

ہونے اور قربان ہونے کو تیار ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک ایسے تناور درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے کہ جس کی شاخیں چاروں اطراف عالم میں پھیل گئی ہیں اور دنیا کی قومیں اس کے سایہ میں آکر سکون و آرام پا رہی ہیں۔ لیکھ رام کے اس الہام کے برعکس کہ تین سال تک قادیان میں مرزا صاحب کا ذکر بھی معدوم ہو جائے گا۔ آپ کی شہرت کو چار چاند لگے۔ آپ کا یہ سلسلہ بڑھا، پھولا پھلا اور زمین کے کناروں تک پہنچ گیا۔ اور اب یہ کارواں بڑی تیزی کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پر رواں دواں ہے اور آج MTA کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے۔ ہر سال لاکھوں لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر کے ۱۵۲ ممالک میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو گئی ہے۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے علاوہ ان ممالک میں ۱۰۵۲۷ جماعتیں قائم ہیں۔ ۵۶۰ دارالتبلیغ اور ۵۲۰۷ بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان ممالک میں خدمت دین بجالانے والے مرکزی مربیان کی تعداد ۸۹۱ ہے جبکہ لوکل مربیان کی تعداد ان کے علاوہ ہے جو بہت زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ دنیا کی ۵۱ زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم شائع کرنے کی سعادت پا چکی ہے اور مزید ۴۹ زبانوں میں ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔ اس سال جماعت احمدیہ کا مالی بجٹ پہلی دفعہ ایک ارب روپے سے تجاوز کر گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک (۱)

یہ تمام ترقیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی اور زندہ ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جبکہ لیکھ رام کو اب دنیا میں کوئی جاننے والا موجود نہیں۔ بیگانے کیا اپنوں میں بھی اپنا نام کھو چکا ہے۔۔

---

(۱) جماعت احمدیہ ترقی کی شاہراہوں پر صفحہ ۴ تا ۶

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

؎

جو متقی ہے اس کا خدا خود نصیر ہے
انجام فاسقوں کا عذاب سعیر ہے

؎

مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
ایسا ہی پاؤ گے سخن کردگار میں

## اعتراف حقیقت

اعتراف حقیقت کے طور پر یہاں غیروں کے بعض اقتباسات درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ "ترجمان القرآن" کے مدیر نے لکھا:

"میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن ..... میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی؟ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کرسکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی

ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہوجاتے ہیں ---- دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں..... ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیے۔ کس قدر زوردار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہوکر رہ گئی.....“ (۱)

لیکھ رام کے واقعہ قتل کو مدیر ”ترجمان القرآن“ کے ان الفاظ ”دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں“ کی روشنی میں دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سلوک اور آپ کی جماعت پر عنایات روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آتی ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(ب) ایک اور مخالف احمدیت رسالہ کا اعتراف ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار المنبر لائل پور (حال فیصل آباد) نے ۱۹۵۶ء کی ایک اشاعت میں لکھا تھا:

”ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی

---

(۱) ترجمان القرآن اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۵۷۔۵۸ بحوالہ ہفت روزہ ”بدر“ قادیان مسیح موعود نمبر ۲۱۔۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء جلد ۴۴ شمارہ ۵۱۔۵۲ صفحہ ۱۲۷

جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں..... لیکن ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے۔ تقسیم ملک کے بعد اس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنس دان ربوہ آتے ہیں.... اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ کا ہو۔" (۱)

لیکھ رام آج اگر زندہ ہوتے تو خدا کی قسم وہ اس تلخ نوائی پر مجبور ہوتے اور اعتراف کرتے کہ میری پیشگوئیوں کے مقابل پر مرزا صاحب کی پیشگوئیاں سچ نکلیں۔ آریہ سماجی لاہور اور پشاور وغیرہ میں تو نظر نہیں آتے مگر ہندوستان میں تو ضرور موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی ان کے لئے کہیں بھی تکلیف، درد اور کرب سے کم نہیں ہوگی۔

(ج) آریہ سماج والے خود جماعت احمدیہ کی اس ترقی کے معترف ہیں۔

---

(۱) ہفت روزہ بدر قادیان جلد ۴۴ شمارہ ۵۱-۵۲-۲۱،۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء مسیح موعود نمبر صفحہ ۱۲۷

چنانچہ "تیج" دہلی اپنی اشاعت ۲۵؍جولائی ۱۹۲۷ء میں رقم طراز ہے:

"تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت صرف جماعت احمدیہ ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا مگر اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقع پاکر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔" (۱)

ایک فاضل مصنف نے اپنی کتاب "قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی" میں ۱۹۹۵ء تک جماعت احمدیہ کی رفتار کار کا ذکر یوں کیا ہے۔

قادیانیوں کی رفتار کار کے حوالے سے ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ کا خاکہ کچھ اس طرح بنا ہے۔

| | ۱۹۹۳ | ۱۹۹۴ | ۱۹۹۵ | ٹوٹل |
|---|---|---|---|---|
| ملک کی تعداد جہاں احمدیت Established ہو چکی ہے | ۱۳۵ | ۷ | ۶ | ۱۴۸ |
| احمدیہ بیت الذکر (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) | ۲۶۴۶ | ۲۲۵۱ | ۹۸۱ | ۵۸۷۸ |
| احمدیہ تبلیغی مراکز (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) (سینٹرل و لوکل) | ۴۶۳ | | | ۸۲۲ |

(۱) بحوالہ الفضل ۴؍مارچ ۱۹۶۵

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| احمدیہ مبلغین (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) | ۷۴۴ | | | ۸۱۱ | |
| جماعت ہائے احمدیہ (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) | ۴۵۷۶ | ۱۵۵۱ | ۲۲۵۹ | ۸۳۸۶ | |
| تراجم قرآن | ۵۰ | ۲ | | ۵۲-۲۷ زبانوں میں کام ہو رہا ہے۔ | |
| ہسپتال | ۲۸ | | ۲ | ۳۰-دو ممالک میں منصوبہ زیر غور ہے۔ | |
| ہائیر سکینڈری سکول | ۳۵ | | ۴ | ۳۹ | |
| جونیئر سکینڈری سکول | ۴۴ | | | ۴۴ | |
| پرائمری سکول | ۲۱۹ | | ۱ | ۲۲۰ | |
| نرسری سکول | ۵۸ | | | ۵۸ | |
| اخبارات و رسائل | ۷۹ | ۶ | | ۸۵ | |
| وقف نو۔ اس تحریک کے تحت ۱۴۵۷۱ احمدی والدین نے اپنے امام مرزا طاہر احمد کے کہنے پر اپنے بچوں کو دوسری صدی میں خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ | | | | | |
| پریس | ۶ | | | ۶ | |
| | عالمی بیعت میں پندرہ | ۸۴ ممالک کی ۱۵ قوموں | ۹۶ ممالک کی | ۱۶۲ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| قوموں کے ۲ لاکھ ۴ہزار ۳سو آٹھ افراد نے بیعت کی۔ | کے ۴لاکھ ۲۰۰لوگوں نے بیعت کی۔ | قوموں کے آٹھ لاکھ ۴۵ہزار ۱۲۹افراد نے بیعت کی۔ | |

یورپ کے ملک البانیہ میں صرف ایک سال میں ۴۵ ہزار یورپین نے بیعت کی۔
فرنچ بولنے والے ممالک نے ایک سال میں ۳لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳لوگ شامل ہوئے۔
ان میں سے ایوری کوسٹ سرفہرست رہا جہاں سے دو لاکھ کے قریب بیعتیں ہوئیں۔
اس طرح قادیانیوں کی ٹوٹل تعداد دنیا بھر کے دو کروڑ کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔" (1)

ایسا کیوں نہ ہوتا۔ خود خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ جس کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے

(۱) قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ ۲۵۰-۲۵۱ ناشر پاپڑا مطبع طیب اقبال رائل پارک لاہور

نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدوں کو پورا کرے گا......

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔" (۱)



(۱) تجلیات الٰہیہ از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹۔۴۱۰

باب ششم

# پیش گوئی بابت لیکھ رام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لیکھ رام کے بارے میں پیشگوئی در حقیقت متعدد پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی تفصیل ہم اس باب میں پائیں گے۔ تاہم قارئین کی سہولت اور ان کی دلچسپی کی خاطر یہاں پیشگوئی کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔ جو مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے اپنی تصنیف "پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت" میں تیس روشن نشانات کے تحت درج کیا ہے۔

## پیش گوئی کا خلاصہ اور تیس روشن نشانات

(۱) پنڈت لیکھ رام کی موت۔

(۲) ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر ہوگی۔

(۳) جو نہ پانی میں غرق ہونے سے، نہ زہر خوانی سے، نہ آگ میں جلنے سے، نہ درندہ کے کھانے سے، نہ گاڑی موٹر اور ہوائی جہاز کے حادثہ سے، نہ چوٹ لگنے سے، نہ چھت وغیرہ کے نیچے آنے سے، نہ اونچائی سے گرنے سے، نہ گلا گھونٹنے سے، نہ کسی بیماری سے، بلکہ "تیغ بر آن محمدؐ" یعنی محمدی تلوار سے وہ موت خون کا نشان بنے گی۔

(۴) اور تلوار سے بھی یک دم موت واقع نہ ہوگی تاکہ "عذاب شدید" کا مزہ چکھ سکے۔

(۵) اور یہ واقعہ گوسالہ سامری کی مانند یہود کی عید کے روز (احبار ۲/۲۳) یعنی بروز ہفتہ۔

(۶) اور اسلامی عید (عید الفطر) کے دن سے۔

(۷) بالکل ملحق دن کو۔

(۸) بتاریخ چھ کو ہو گا۔ لیکن

(۹) یہ موت ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو

(۱۰) صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے ہوگی۔

(۱۱) قاتل کا حلیہ یہ ہے قوی ہیکل، مہیب شکل، خونی چہرہ والا گویا انسان نہیں ملائک میں سے ہو گا۔

(۱۲) قاتل گرفتار نہ ہو سکے گا۔

(۱۳) لیکھ رام کے بچاؤ کے لئے آریوں کی تمام دعائیں رد ہوں گی اور وہ نہ بچا سکیں گے۔

(۱۴) بلکہ یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی قبولیت دعا کا نشان۔

(۱۵) سر سید احمد خان صاحب

(۱۶) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور

(۱۷) خود حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔

(۱۸) جو حضور علیہ السلام کو ملہم اور مامور من اللہ ثابت کرے گا۔

(۱۹) قرآنی ارشاد ولو تقول اور انا لننصر رسلنا کی حقانیت اور

(۲۰) اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش ہونے کا ثبوت اور

(۲۱) شیعہ اصحاب کے لئے بھی نشان عظیم ہو گا۔

(۲۲) لیکھ رام بوجہ موت پھر قادیان میں جانے نہ پائے گا۔

(۲۳) اس کی موت کے بعد ایک اور نشان طاعون کا ظاہر ہو گا۔

(۲۴) سرخی کے چھینٹے یعنی خون لیکھ رام سے آریوں کو "نیست سے ہست" کرنے والے خدائے قادر کا پتہ ملے گا۔

(۲۵) یہود کے گوسالہ سامری کی طرح (خروج ۲۰/۳۲) ہنود کا گوسالہ لیکھ رام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جلایا جاکر راکھ اس کی دریا برد ہوگی۔

(۲۶) جس طرح یہود کے گوسالہ سامری کے مرنے پر طاعون پڑی تھی (خروج ۳۵/۳۲) اس کے مثیل کے مرنے کے بعد بھی طاعون پڑی۔

(۲۷) قتل لیکھ رام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پوتر و پاک مگر لیکھ رام کو بدکار ثابت کر دیا۔

(۲۸) دعائے مباہلہ نے دین حق کی سچائی کا بذریعہ موت لیکھ رام فیصلہ کر دیا۔

(۲۹) حضور علیہ السلام کو سازش کا الزام دینے والا خواہ کوئی آریہ ہو

(۳۰) یا اور مولوی جو بھی موکد بعذاب حلف اٹھائے گا وہ بھی لیکھ رام کی مانند قہر وغضب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔

سو سو نشان دکھا کر لاتا ہے وہ مجھ کو
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے (۱)

## پیش گوئی کا ذکر حدیث میں

(۱) پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت صفحہ ۷۲ تا ۷۵ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

موعود علیہ السلام کو اس دشمن اسلام کی عبرت ناک موت کے بہت سے پہلوؤں کی خبر دی گئی اور اس سلسلہ میں اس کی بہت سی ایسی جزئیات تک سے اطلاع دی گئی جو انسانی علم اور اٹکل سے بالاتر تھیں۔ اور جن کا اپنے منصوبہ یا سازش سے پورا کرکے دکھلانا کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہ تھا۔ چنانچہ آپ کو بتایا گیا کہ لیکھ رام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور بے باکی اور بد زبانی کی پاداش میں تیغ بران محمد کے ذریعہ جوانی کی حالت میں قتل ہو گا۔ کسی بیماری تپ دق یا ہیضہ وغیرہ سے ہلاک نہ ہو گا۔ اس کے قتل کا واقعہ دلوں کو ہلا دے گا۔ یہ واقعہ چھ برس کے اندر ظہور میں آجائے گا۔ روز قتل شنبہ کا دن ہو گا اور وہ عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا یعنی شوال کی دوسری تاریخ ہوگی۔ وہ گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ نیز یہ نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔ بلکہ اس نشان قتل تک سرسید احمد خان بانی علی گڑھ کالج بھی زندہ رہیں گے اور اس نشان کے ظہور کے بعد ہندوستان میں طاعون پھیلے گی اور بالآخر ایک دوسرے شخص کے قتل سے، جو لیکھ رام کا روپ اور بروز ہو گا۔ اس خارق عادت نشان کے آسمانی ہونے پر ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق ثبت ہو جائے گی۔

## لیکھ رام نے خود نشان طلب کیا

قبل اس کے کہ پیشگوئی کی تفصیلات اور اس کے مختلف پہلو قارئین کے سامنے تفصیل سے رکھے جائیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ یہ نشان لیکھ رام نے خود طلب کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لکھا گیا کہ لیکھ رام پشاوری اور بعض دیگر آریوں کے قضاو قدر کے متعلق کچھ تحریر ہو گا اگر کسی صاحب پر

ایسی پیشگوئی کچھ شاق گزرے تو وہ اطلاع دیں تا اس کی نسبت کوئی پیشگوئی شائع نہ کی جائے تو اس پر پنڈت لیکھ رام کا کارڈ پہنچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہیے۔" (۱)

بلکہ اپنی کتاب استفتاء میں لیکھ رام کے یہ گستاخانہ الفاظ تحریر فرمائے:

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔" (۲)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

"لیکھ رام نے بار بار مجھے لکھا تھا کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی کتابوں میں بھی بارہا بیان کیا تھا کہ مجھے کرامت دکھاؤ مگر خدا تعالیٰ جو حکیم ہے ہر ایک کے مناسب حال اس کو کرامت دکھاتا ہے پس جبکہ لیکھ رام کی زبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے میں چھری کی طرح چلتی تھی اور اپنی زبان سے ہزارہا دل اس نے زخمی کر دیئے تھے اس لئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اس کی بد زبانی ایک چھری مجسم ہو کر اس کے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔" (۳)

لیکھ رام نہایت درجہ بے باکی میں اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے اپنی کتاب "خبط احمدیہ" میں پر میشور سے سچے فیصلہ کی درخواست کرتے ہوئے یہ لکھ دیا:

"میں نیاز التیام لیکھ رام ولد پنڈت تارا سنگھ شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے

---

(۱) نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۴۹

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷۔۱۱۸

(۳) حقیقتہ الوحی روحانی خزائن ۲۲ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ

اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ پڑھ لیا..... میں اپنے جگت پتا کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ..... اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتمانے ویدوں کو شری اگنی وایو شری آدت شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتما میں الہام دیا مگر جبرائیل یا کسی اور چٹھی رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی...... آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ سب کے استاد اول ہیں۔ کیونکہ تواریخ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے آریہ ور ت سے باہر جو بقول مسلمان کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر (۵-۶ ہزار سال) میں آئے ہیں اور تورات' زبور' انجیل' قرآن وغیرہ لائے ہیں۔ میں دلی یقین سے ان پستکوں کے مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے (باستثنائے ان باتوں کے جو وید مقدس اپ نشندوں یا شاستروں میں درج ہیں) ان کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی۔ اصلی الہام کو بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں..... لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے.... اے پرمیشور ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر...... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔" (۱)

راقم

آپ کا ازلی بندہ

لیکھ رام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور

حال ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب

---

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۸

# لیکھ رام پشاوری کی نسبت ایک پیش گوئی

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار دیا۔ یہی اشتہار پیشگوئی کی بنیاد ٹھہرا۔ اسی اشتہار کے ابتداء میں پنڈت لیکھ رام کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

الا اے دشمن نادان و بے راہ　　بترس از تیغ بران محمد
رہ مولی کہ گم کردند مردم　　بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد　　ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است　　بیا بنگر زغلمان محمد

یعنی خبردار اے اسلام کے نادان اور گمراہ دشمن! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا رستہ جسے لوگ کھو بیٹھے ہیں آ اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندوں اور آپ کے لائے ہوئے دین کے مددگاروں میں تلاش کر۔ ہاں اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے کھلے کھلے نور کا بھی منکر ہے۔ اگرچہ کرامت بے نام و نشان ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے اس کا مشاہدہ کر لے۔

ان اشعار کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ کا نشان بنا کر یہ الفاظ لکھے ہیں "لیکھ رام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی"۔ ہاتھ کے نشان سے آپ کا اپنے خدا تعالیٰ پر کامل یقین ظاہر ہوتا ہے کہ یہی وہ لیکھ رام ہے جس کی شوخی اور شرارت کی وجہ سے اس کی ہلاکت کی خبر دی جا رہی ہے۔ اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"اخیر میں ایک ہاتھ بنا ہوا ہے جو لیکھ رام کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔" (۱)

---

(۱) تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۴

بقیہ اشتہار کے الفاظ یوں ہیں:



## لیکھ رام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں....... منشی اندر من مراد آبادی اور لیکھ رام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں تو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھ رام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا **عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب** یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بد زبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج کا عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔" (۱)

پھر فرمایا:

"یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے۔ پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۲۔۳۷۳

یادرہے کہ عبارت لہ نصب و عذاب کی تصریح کے موافق تفہیم یہ ہے کہ لہ کمثلہ نصب و عذاب۔"(۱)

## عذاب کا وقت

اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کی ہلاکت کے وقت کی بھی تعیین فرمائی۔یعنی چھ سال کے اندر عذاب کو پہنچے گا۔چنانچہ آپ نے لکھا:

"اور اس کے بعد آج جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء روز دو شنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا

سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے....اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے۔"(۲)

---

(۱) حقیقتہ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۰
(۲) اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

(ب) عذاب کے وقت کی اطلاع بھی لیکھ رام ہی کے مطالبہ "بقید وقت و تاریخ" پر کی گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس میعاد کو یقین محکم تک پہنچانے کے لئے کئی بار اس کی اطلاع دی۔ ایک دفعہ الہاماً یہ بتلایا گیا۔

"یقضی امرہ فی ست" (۱)

کہ چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

(ج) کرامات الصادقین میں اپنی ایک بشارت کا ذکر ان الفاظ میں آپ نے بیان فرمایا:

"فدعوت علیہ فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ ان فی ذالک لاٰیۃ للطالبین۔" (۲)

اور جب میں نے اس پر بد دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

(د) پھر کتاب شہادۃ القرآن میں اگست ۱۸۹۳ء کو تحریر فرمایا:

"ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ..... پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے۔" (۳)

## پنڈت لیکھ رام کا واویلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا علم لیکھ رام کو اس وقت ہوا

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۵ حاشیہ
(۲) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۶۳
(۳) شہادۃ القرآن از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۷۵

جب وہ کسی مشن پر "جودھ پور" جارہا تھا۔ اس نے اس اشتہار کو بغور پڑھا مگر ہنسی اور مذاق میں اڑا دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا:

"کہ بہادر لیکھ رام گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی قتل وغیرہ کے خوف سے تمہاری طرف رجوع لا سکتا ہے۔ ہاں اگر تم سچ مچ مسیح موعود ہو اور معجزوں کی طاقت رکھتے ہو تو مندرجہ ذیل باتوں میں سے ایک ہی کر دکھاؤ۔

(i) ایک ماہ تک الہامی خدا سے سنسکرت میں لیکچر دینا اور وعظ کرنا سیکھ کر آریہ سماج کے مشہور پنڈتوں ویووت و شیام کرشن کے ساتھ شاستر ارتھ کر کے فتح حاصل کر لو۔

(ii) چھ شاستروں میں سے تین کے رشی کرت ترجمے نہیں مل سکے۔ خدا کی معرفت وہ ترجمے منگوا کر حاضر کریں۔

(iii) تیس سال کی مرض بواسیر تین ماہ میں دور کر دیں۔

ان تین باتوں میں سے ایک بھی پورا کر دینے پر وہ مسلمان ہو جائیں گے اور الہامی خدا کے قائل۔" (۱)

## عید سے ملحقہ دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساتھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پاکر لیکھ رام کے بارے میں پیشگوئی کی وضاحت کر رہے تھے۔ لیکھ رام اسی طرح بلکہ پہلے سے تیز رفتاری کے ساتھ شوخی اور شرارت میں بڑھتا گیا۔ جیسا کہ اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے دن کی بھی تعیین کر دی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء

---

(۱) سرکفن مسافر صفحہ ۲۸

میں ہی مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے ایک عربی قصیدہ میں یہ خبر دی۔

**وبشرنی ربی وقال مبشرا**

**ستعرف یوم العید والعید اقرب** (۱)

یعنی سنئے! مجھے خدا تعالیٰ نے ایک نشان کی بشارت دے کر کہا ہے کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن پہچان لے گا اور وہ خوشی اور عید کا دن اسلامی عید سے ملحق و قریب ہو گا۔

## ہیبت ناک عذاب

اخبار انیس ہند میرٹھ نے اپنی اشاعت ۲۵ر مارچ ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ اگر معمولی تپ یا سردرد لیکھ رام کو ہوئی تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اس اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رقم فرمایا:

"اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کئے۔ چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵ر مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے ایڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لیکھ رام کو تھوڑی سی درد سر یا تپ آیا تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ میں نے اس کے جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو میں سزا کے لائق ٹھہروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ جواب برکات الدعا کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا۔ چاہو تو دیکھ لو۔" (۲)

---

(۱) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۹۶

(۲) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۶

علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں بدیں الفاظ رقم فرمایا:

"ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہ جائیں گے اس اعتراض کی نسبت میں خوب جانتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کچھ درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اس کی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔" (۱)

## لیکھ رام قتل ہو گا

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو رقم فرمایا ہے وہ نیچے من و عن درج کیا جاتا ہے:

"اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائے گا۔ پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں اول ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعاء میں لیکھ رام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی اور وہ اس کے قتل کی صاف

(۱) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۵۵

طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب یعنی لیکھ رام گوسالہ سامری ہے جو بے جان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں روحانیت نہیں اس لئے اس کو وہ عذاب دیا جائے گا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا تھا اور دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھ رام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔" (۱)

دوسری پیشگوئی جو لیکھ رام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ:

۲ر اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھ رام اور دوسرے کی سزا کے لئے مقرر کیا گیا ہے دیکھو ٹائٹل پیج برکات الدعا مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اس کے بعد ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھ رام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اس کی موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعاء میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔" (۲)

---

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷۔۲۹۸

علاوہ ازیں آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

"تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھ رام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ (۱)

یعنی اے لیکھ رام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔"

## قتل کی یقینی پیش گوئی اور غیروں کا اعتراف

پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت کے بعد یہ کہا جانے لگا کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی ہی نہیں کی تھی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر ایسے عذاب کی خبر دی تھی جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت رکھتا ہوگا۔ آپ خود اپنی پیشگوئی کے بارہ میں تشریحات میں فرماتے ہیں:

(الف) لیکھ رام کی موت کے لئے تیغ بران کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور موت کی قسم کو ہیبت ناک قسم بیان کیا گیا جو معمولی موتوں سے نرالی ہے۔ (۲)

(ب) وہ معمولی موت سے نہیں مرے گا بلکہ خدا کا غضب کسی وجہ سے اس کا کام تمام کرے گا۔ (۳)

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۲
(۲) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳۔۳۸۴
(۳) حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۷

(ج) پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے۔ (۱)

ان حوالہ جات میں واضح طور پر موت کا لفظ ہے اور موت بھی وہ جو ہیبت ناک ہو۔ خود آریوں نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام جی کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ ہم بات پنڈت لیکھ رام سے شروع کرتے ہیں وہ خود لکھتے ہیں:

(الف) ''اس (قرآنی خدا) نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا۔'' (۲)

(ب) ''لالہ منشی رام جو بعد میں شردھانند کہلائے نے گواہی دیتے ہوئے لکھا۔ ''مرزا غلام احمد قادیانی آریہ مسافر کے دلائل سے گھبرا کر انہیں موت کی دھمکی دے چکا تھا اور لکھ چکا تھا۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ

بترس از تیغ بران محمد

کہ محمدی تلوار سے ڈر کر اسلام کے خلاف کہنا چھوڑ دے۔'' (۳)

(ج) رسالہ ''دافع الاوہام'' پر ریویو لکھتے ہوئے پنڈت امر سنگھ نے لکھا۔ ''دھرم ویر پنڈت لیکھ رام جی آریہ مسافر کی موت کے متعلق بھی اسی طرح کی پیشگوئی مرزا صاحب نے کی۔'' (۴)

(د) ایڈیٹر اخبار انیس ہند میرٹھ نے لکھا تھا:

''ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۳۲
(۳) سوانح عمری لیکھ رام صفحہ ۱۵۱
(۴) ضمیمہ دافع الاوہام صفحہ ۴

وفات کی پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا۔" (۱)

(ھ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

"کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دردناک حالت میں مرے گا۔" (۲)

(خ) تارا چند گجراتی آریہ نے جو "پنڈت لیکھ رام جی کا قتل" ایک رسالہ ۱۹۰۴ء میں لاہور سے پنجابی نظم میں شائع کیا اس میں لکھا ہے۔

"غلام احمد نے ظاہر کر دتا اعلان
چھ وریہاں تک ایس نے جانے چھڈ پران
موت اذائیں جاونا آیا ایہ الہام
وچ دہاڑے عید دے مرنا لیکھ رام

جماعت احمدیہ کے اشد ترین معاند و مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ڈگری دے دی اور لکھا:

"ہاں اس قدر مسلم ہے کہ ۶ سال میعاد اور قتل لیکھ رام کے لئے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء میں ضرور مقرر کی گئی۔" (۳)

## لیکھ رام کا قاتل نہیں ملے گا

گورنمنٹ نے قاتل کو پکڑنے کی پوری کوشش کی۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ حتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی بھی لی گئی اور بھی کوششیں کیں مگر

---

(۱) ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء
(۲) ضمیمہ پنجاب سماچار ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء
(۳) اشاعۃ السنۃ جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۶۱

ناکام ہوئیں اور قاتل نہ پکڑا گیا۔ آپ نے فرمایا:

"یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں۔ (i) ایک یہ کہ لیکھ رام کے مارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اسکے مارے جانے کا دن بتلایا گیا ہے موت کی قسم بتلائی گئی۔ وقت بتلایا گیا۔ (ii) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا۔ اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھ رام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔" (۱)

پھر فرمایا "غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک شخص نے جس کا آج تک پتہ نہیں لگا کہ کون تھا شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دوسرا دن تھا لیکھ رام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دیہاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اس کا پتہ نہ لگا حالانکہ لیکھ رام کے ساتھ کتنی مدت سے رہتا تھا اور اس قتل کی خبر کے ساتھ سب ہندو، مسلمان، عیسائی پر ایک رعب اور ہیبت طاری ہوئی اور آریوں نے بڑا شور مچایا اور سرکردہ مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کی خانہ تلاشیاں کروائیں اور ہر جگہ اس مقتول کی ہمدردی کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے اور تجویزیں قرار پائیں کہ سال بسال اس ماتم کا ایک دن مقرر کیا

---

(۱) حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۴

جائے تا کہ یہ واقعہ ہمارے دلوں سے بھولنے نہ پائے۔" (۱)

## قہری تجلی کی پیش گوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے آغاز میں ہی آریوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ "اب سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔" (۲)

اس دعا کی طرف حضرت صاحب بار بار آریوں کو مخاطب کرتے رہے۔ تا معلوم ہو کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور خدا کی قہری تجلی کس کے خلاف ظاہر ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے وکیل لیکھ رام کو بچالو اور جہاں تک ممکن ہے اس کے لئے دعائیں کرو اور دعاؤں کے لئے مہلت بہت تھی لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔" (۳)

## لیکھ رام کا قتل اور طاعون کی وبا

لیکھ رام کو گوسالہ سامری سے تشبیہ دی گئی تھی۔ ضروری ہے کہ وہ تمام واقعات لیکھ رام سے بھی پیش آئیں جو گوسالہ سامری کے حوالہ سے تاریخ میں محفوظ ہیں۔ گوسالہ سامری کے توڑے جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں طاعون

---

(۱) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۶۰
(۲) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
(۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲

بھیجی تھی۔(۱) اسی طرح لیکھ رام کے مرنے کے بعد ہندوستان میں طاعون پھیلی۔(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت اس کا ذکر پیشگوئی کی صورت میں کر دیا تھا۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں لکھا:

"میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس (لیکھ رام) کے مرنے کے تھوڑی مدت کے بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔"(۳)

اور طاعون کے بعد اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"جیسا کہ گوسالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں سخت طاعون پڑی تھی کہ انہوں نے اس بت کو خدا کے مقابل عظمت دی۔ ایسا ہی جب قوم نے لیکھ رام کو بہت عظمت دی تو پھر بعد میں اس کے طاعون پڑی کیونکہ انہوں نے خدائے ذوالجلال کی پیشگوئی کو تحقیر کی نظر سے دیکھا۔"(۴)

## قتل سے ایک ماہ قبل واضح انکشاف

پیشگوئی سے قتل تک کے پورے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شامل حال رہی۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلیاں دیں حتی کہ قتل سے ایک ماہ قبل اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر عذاب کے قریب آنے کی خبر دی اس وقت جبکہ لیکھ رام قادیان میں قیام پذیر تھا۔

---

(۱) توریت باب ۳۲ آیت ۳۵

(۲) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۱

(۳) تذکرہ مطبوعہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۳۴ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۴ر جون ۱۹۰۳ مندرجہ الفضل جلد ۵/۳۹ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ ۴

(۴) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۵۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(الف) ”میں نے اسی لیکھ رام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھ رام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزہ سے پرو دیا ہے اور کہا گیا کہ پھر یہ قادیان نہ آئے گا۔“ (۱)

(ب) ”۱۸۹۷ء میں ایک بزرگ شیعہ عالم حاجی شیخ محمد رمضان طہرانی نجفی نے لاہور میں وارد ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فارسی خط میں لکھا کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ ان کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فارسی اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء کو بعنوان ”اشتہار واجب الاظہار“ میں تحریر فرمایا کہ:

”حضرت شیخ الاسلام در خط خود وعدہ می فرماید کہ در چہل دقیقہ نشانے توانم نمود بسیار خوب است یکے از اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شائع فرمانید۔ بجائے چہل دقیقہ مہلت و چہل ساعت اوشا نرامی دہیم۔ پس اگر در چہل روز نشانے از ما ظاہر نشد و از ایشان در چہل ساعت ظاہر شد۔ یا فرض کنید کہ از ایشاں نیز در چہل روز ظاہر شد بر بزرگی او شان ایمان خواہیم آورد۔ و ترک دعوی خود خواہیم کرد۔ و اگر نشانے از ما دریں مدت بظہور آمد و از ایشان چیزے بظہور نیامد۔ ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں خواہد بود۔“ (۲)

یعنی حضرت شیخ الاسلام اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں بہت اچھا۔ وہ اشتہار کے ذریعہ سے کوئی پیشگوئی شائع کریں۔ ہم انہیں چالیس منٹ کی بجائے چالیس گھنٹے کی مہلت

---

(۱) تذکرہ صفحہ ۳۰۱ بحوالہ البدر ۱۶ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۰ و ملفوظات طبع جدید جلد ۲ صفحہ ۶۳۴

(۲) تذکرہ صفحہ ۳۰۰ مندرجہ اشتہار واجب الاظہار از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۲۳

دیتے ہیں پس اگر چالیس روز کے عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور ان کی طرف سے چالیس گھنٹے کے اندر نشان ظاہر ہو گیا بلکہ چالیس گھنٹے نہ سہی چالیس روز کے اندر بھی اگر ان کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا تو ان کی بزرگی پر ہم ایمان لے آویں گے اور اپنے دعویٰ کو چھوڑ دیں گے اور اگر اس عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا اور ان کی طرف سے کوئی ظاہر نہ ہوا تو یہ ہمارے صدق اور ان کے کذب کی دلیل ہو گی۔

## پیش گوئی اور پنڈت لیکھ رام کی عمر

پیشگوئی کے وقت لیکھ رام بھرپور جوانی کے ایام گزار رہا تھا جبکہ شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑھاپے میں داخل ہو رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکھ رام کو للکارنا اور اس کی موت کی پیشگوئی کرنا خود اپنی ذات میں ایک پیشگوئی ہے۔ قانون قدرت کے مطابق بوڑھوں کی شرح اموات نوجوانوں سے زیادہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر میں نے انکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں انکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے۔ لیکھ رام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہو گی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور

طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے...." (۱)

## پیش گوئی کی غرض و غایت

پیشگوئی کے شائع کرنے کا مقصد و مدعا یہ نہیں تھا کہ لیکھ رام کو مرتے ہوئے دیکھا جائے بلکہ اصل غرض و غایت اس کی صرف اور صرف یہ تھی کہ دنیا میں خدا کی قہری تجلی ظاہر ہو۔ اپنے پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دنیا میں عیاں اور ان کے لئے رشد و ہدایت کا دروازہ کھلے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھ رام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر کرے فقط۔" (۲)

(ب) پھر فرمایا:

"اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت (یعنی جو عوارض اور

---

(۱) برکات الدعا از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۲

بیماریاں انسان کے لئے طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے ان میں سے نہ ہو ) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے (یعنی میرے صدق و کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے ) اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔"(۱)

## ایک آسمانی فیصلہ

ایک اور موقعہ پر آپ نے اس کے مقاصد بیان فرمائے اور اس کو مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک آسمانی فیصلہ قرار دیا۔ چنانچہ ان مقاصد کی وضاحت میں حضور فرماتے ہیں:

"یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں..... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے..... خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا، چاہیے کہ ہر ایک شخص اس سے عبرت پکڑے جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی اہانت میں زبان کھولتا ہے۔ کبھی اس کا

(۳) اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۹۳ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔" (۱)

گویا کہ درج ذیل تین مقاصد تھے:

(اول) اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اظہار۔

(دوم) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا اظہار۔

(سوم) اہل ملک پر اتمام حجت۔

## پنڈت لیکھ رام کی طرف سے پیش گوئی کی تشہیر

پنڈت لیکھ رام اپنے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی تشہیر کا خود بھی موجب بنا۔ چنانچہ جابجا اس پیشگوئی کا تذکرہ اس نے اپنی کتب میں کیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"اس نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا۔" (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھ رام خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔ خود لیکھ رام نے اسے شہرت دی وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا۔ یہ نشان اسلام کی سچائی کے لئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کے لئے بطور معیار قائم کیا تھا۔ آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون سے شہادت دینے والا ٹھہرا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اس کی پروا نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو

---

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن بندو رہ خ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲
(۲) کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۳۲

خود لیکھ رام بنتا ہے اور کیا۔" (۱)

## سرسید احمد خان کو دعوت

سرسید احمد خان صاحب علی گڑھ جو دعا کی قبولیت کے منکر تھے ان کے خیالات کے رد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب برکات الدعا ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ کو مخاطب ہو کر تحریر فرمایا کہ لیکھ رام کی موت کے لئے میں نے دعا کی اور وہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہیں یہ نمونہ مستجاب کافی ہے۔ فرمایا:

"یہ کہیں کہ دعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے؟ تو میں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دوں گا۔" (۲)

پھر حسب وعدہ رسالہ کے آخر میں ایک فارسی نظم میں انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست — سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق — قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب (۳)

یعنی اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعا میں کچھ اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے میری طرف آکہ میں تجھے دعا کا اثر سورج کی طرح دکھاؤں گا۔ تو خدا تعالیٰ کی باریک در باریک قدرتوں سے انکار نہ کر اور اگر دعا کا اثر دیکھنا چاہتا ہے تو آ اور میری دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا کہ وہ قبول ہوگئی ہے یعنی لیکھ رام کے متعلق.

---

(۱) ملفوظات طبع جدید جلد ۳ صفحہ ۶۵۰

(۲) برکات الدعا از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۲

(۳) برکات الدعاء از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۳

میری دعا۔

سرسید احمد خان نے اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دعائے مستجاب کا عملی رنگ میں ظہور یعنی قتل لیکھ رام مشاہدہ کرلیا:

## پیش گوئی کا خلاصہ مسیح موعود کی زبانی

اس باب کے اخیر میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی کا خلاصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی زبان مبارک سے بیان کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ لیکھ رام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اسے چاہیے کہ اول میری کتاب آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعاء کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں میں نے سید احمد خان کی طرف لکھا تھا کہ آپ سن رکھیں کہ میں نے لیکھ رام کی موت کے لئے دعا کی تھی۔ پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائے گا پھر طالب حق کو چاہیے کہ اس کے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جس میں میں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھ رام کی موت کی نسبت میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہیے کہ برکات الدعاء کے اخیر میں میرے اس کشف کو پڑھے جس میں میں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھ رام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہیے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے

جس میں لکھا ہے کہ لیکھ رام عید کے دن کے قریب ہلاک ہو گا اور پھر چاہیے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام کا الہام پڑھے جس میں لیکھ رام کی نسبت لکھا ہے **عجل جسدلہ خوار لہ نصب و عذاب** یعنی لہ کمثلہ **نصب و عذاب** ترجمہ - یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے۔ پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ عبارت **لہ نصب و عذاب** کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ **لہ کمثلہ نصب و عذاب**۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ لیکھ رام کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اول خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی **عجل جسدلہ خوار لہ نصب و عذاب** یعنی لیکھ رام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھ رام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے:

الا اے دشمن نادان و بے راہ      بترس از تیغ بران محمد

یعنی اے لیکھ رام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔" (۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے سوال و جواب کی ایک محفل میں اس پیشگوئی کا تجزیہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جس طرح آریوں کو رگیدا ہے

---

(۱) حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۰-۳۰۱

اور بہت زور سے پچھاڑا ہے چیلنج دے دے کر، اس کے گہرے زخم ان پر لگے جس کے نتیجہ میں لیکھ رام بدتمیزی میں بہت بڑھ گیا اور تمسخر شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو چیلنج بھی دیا کہ تم جس رسول کے پیروکار ہونے کے دعویدار ہو اور اس پر فخر کرتے ہو اس کے متعلق گستاخی کرتا ہوں تم میرا کیا کر سکتے ہو۔ بدتمیزی کروں گا اور تمہارے متعلق بھی اور تم بھی اپنے خدا کو بلاؤ، میں بھی بلاتا ہوں اور پھر دونوں الہامی مقابلہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور نشر کریں۔ چونکہ لیکھ رام کی بدگوئی اور بدتمیزی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے نتیجہ میں دعا کی ہے اور اس پر آپ کو رویا میں وہ فرشتہ دکھایا گیا جو سرخ آنکھوں والا اور لیکھ رام کا پتہ پوچھ رہا تھا اور خنجر کے ساتھ اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور پھر ساتھ ہی عید والا الہام "**ستعرف یوم العید و العید اقرب**" کہ تو عید والے دن اس بات کو جان لے گا اور عید قریب تر ہے یعنی عید سے ملے ہوئے دن کو یہ نشان ظاہر ہوگا اور آپ نے اس کی مدت گنتی کے چھ سال لکھی تھی کہ اس عرصہ میں یہ نشان ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ پر لیکھ رام نے جو پیشگوئی کی اس میں تین سال کی مدت معین کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چھ سال کا لمبا عرصہ ہے وہ تین سال کا توڑ تھا اور اس کی نامرادی کو اس پر ظاہر کرنا اور سو فیصد ثابت کرنا پیش نظر تھا۔ ورنہ عموماً اتنے لمبے عرصے کی دور کی خبر عجیب لگتی ہے اور یہ واقعہ حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) کی پیدائش سے پہلے ہوا۔ یہ جو مباہلہ ہوا یہ دراصل حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور وہ جو چھ سال کا وقت مقرر ہوا ہے۔ یہ بعد میں ہوا ہوگا۔ حضرت مصلح موعود کی پیدائش ۱۸۸۹ء کی تھی۔ اس سے پہلے لیکھ رام نے اپنا وہ دعویٰ شائع کر دیا اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے کا

ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے جو الہام بتایا ہے کہ خدا مجھے ایک بیٹا دے گا جو دنیا میں شہرت پائے گا اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا لیکن لیکھ رام کہتا ہے مجھے میرے خدا نے مطلع کیا ہے کہ سب جھوٹ ہے' شیطانی توہمات کا ایک پلندہ ہے اور کچھ بھی پیدا نہیں ہو گا۔ اگر پیدا ہوا تو گویا وہ ایک لوتھڑا ہو گا اس میں کوئی جان نہیں ہوگی اور چند دن کے اندر اندر وہ ذلت کی موت مرجائے گا اور تین سال کے اندر اندر قادیان سے مرزا اور اس کے پیرو کاروں کا نشان مٹا دیا جائے گا اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا' کناروں تک تو کیا قادیان میں ہی اس کی شہرت دفن ہو کر ختم ہو جائے گی۔ پس لیکھ رام کی یہ جو پیشگوئی ہے یہ لازمی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد اور مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے ہوئی ہے۔" (۱)



باب ہفتم

# لیکھ رام کا قتل

جوں جوں دن اور سال گزر رہے تھے لوگوں کی بے تابی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا کہ ۱۸۹۷ء آن پہنچا اور اس کے آنے کے ساتھ ہی غیر معمولی نقل و حرکت شروع ہوئی کیونکہ اس سال مارچ کے مہینہ میں ایسی عید آرہی تھی جو جمعہ کے دن ہو۔ یہی اس واقعہ کی معین علامت بتائی گئی تھی۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے تابی دیکھ کر لیکھ رام کو خود بھی دھڑکا لگ گیا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے خصوصی اہتمام کرتے ہوئے دو تنخواہ دار سپاہی اپنی حفاظت کے لئے اپنے مکان واقع شاہ عالمی لاہور میں تعینات کر لئے۔ (۱) یہ تین منزلہ عمارت تھی۔ جو اس گلی میں تھی جو آریوں کی گلی کہلاتی تھی اور آگے سے بند تھی۔ پنڈت لیکھ رام بالائی منزل پر رہائش پذیر تھا۔ اسی جگہ وہ پنڈت دیانند کی سوانح عمری لکھنے میں مصروف کار تھا۔

لیکھ رام کی حفاظت کے حوالے سے حکومت نے پولیس کو بھی ہدایت جاری کر دی تھی۔ چنانچہ کلیات آریہ مسافر میں لکھا ہے:

> "گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھ رام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ ان کی حفاظت کو مد نظر رکھیں۔" (۲)

---

(۱) اخبار الحکم ۲۸؍ ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

(۲) کلیات آریہ مسافر دیباچہ صفحہ الف۔ کا۔

مگر دنیاداروں کو کیا معلوم ۔

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نیز ۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

یہ انتظامات خدا تعالیٰ کے عذاب سے کیونکر اسے بچا سکتے تھے۔ مارچ کا مہینہ اور پھر اس کی پانچ تاریخ آگئی جب تمام مسلمانوں نے عید الفطر منائی۔ ★

---

★ یہ امر یقینی ہے کہ لیکھ رام کے قتل کا واقعہ عید الفطر کا ہے جو ۵ر مارچ ۱۸۹۷ء کو تھی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی پیدائش اس واقعہ سے صرف ۴ دن قبل کی ہے یعنی ۲ر مارچ بمطابق ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ (حیات طیبہ از عبدالقادر سوداگر مل صفحہ ۲۲۲)

چنانچہ اس واقعہ قتل کے بعد جب ہندو کا غیض و غضب بھڑکا تو انہوں نے حضرت صاحب کو مخاطب ہو کر متنبہ کیا "پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ بھی بقرعید کی قربانی نہ ہو جاوے۔" (سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۵)

نیز کہا "مرزا قادیانی خبردار رہے اس کی قربانی بھی بقرعید پر ہو جائے گی۔" (اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ واقعہ عید الفطر کا ہی قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۵ حاشیہ)

اگلا روز ۲ر شوال یعنی ۶ر مارچ ہفتہ کا دن تھا۔ دن ڈھل چکا تھا کہ شام ۶ بجے ایک نامعلوم شخص جس کے چہرہ سے خون ٹپکتا تھا۔ قوی ہیکل اور مہیب شکل تھا۔ پنڈت جی کے پیٹ میں اس وقت تیز خنجر مارا جب انہوں نے بوجہ تھکاوٹ انگڑائی لی اور پھر اس کو کئی چکر دے کر ہلایا۔ یہاں تک کہ انتڑیاں کٹ کر باہر آنکلیں۔ قاتل تو فرشتہ کی طرح غائب ہو گیا مگر درد و تکلیف کی وجہ سے لیکھ رام کی کرب ناک آوازیں **عجل جسدلہ** خوار کا منظر پیش کرنے لگیں۔ اس کے منہ سے درد و دہشت ایسی آوازیں سن کر اس کی بیوی اور والدہ تیسری منزل سے لپکیں۔ آہ و فغاں میں لوگ جمع ہو گئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مخالفوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دکھایا۔ شک کرنے والوں کو یقین کامل عطا فرمایا اور مومنین کے دلوں کو نور ایمان سے منور کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے بھیجے ہوئے مسیح موعود کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ حملہ کے بعد لیکھ رام کو فوری طور پر میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس وقت ڈیوٹی پر تھے مگر انگریزی سرجن ڈاکٹر پیری موجود نہ تھے۔ جب ڈاکٹر کے آنے میں تاخیر ہوئی تو لیکھ رام نے بار بار یہ کہنا شروع کر دیا کہ "ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں بوہڑدا یعنی نہیں پہنچتا" آخر لمبے انتظار کے بعد رات ۹ بجے ڈاکٹر پیری آئے۔ آپریشن سے پہلے ڈاکٹر پیری نے مدد کی خاطر کئی دفعہ جب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو مرزا صاحب' مرزا صاحب کہہ کر پکارا تو لیکھ رام کانپ اٹھا کہ ہائے مرزا یہاں بھی ٹپک آیا۔ آخر بعض آریوں کی درخواست پر کہ پنڈت لیکھ رام کو مرزا صاحب کے لفظ سے تکلیف ہوتی ہے مرزا یعقوب بیگ صاحب کو وہاں سے ہٹالیا گیا۔

ڈاکٹر پیری نے آپریشن کیا۔ آپریشن بہت پیچیدہ تھا۔ خیر ڈاکٹر پیری نے زخم سیے لیکن قریباً بارہ بجے رات جب وہ انتڑیاں وغیرہ صاف کر کے اور پیٹ کو سی کر ہاتھ دھونے لگے تو لیکھ رام کے ٹانکے ٹوٹ گئے جو ان کو دوبارہ سینے پڑے۔ اس وقت

پولیس نے پنڈت جی کا بیان لینا چاہا مگر ڈاکٹر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس میں جان کا خطرہ ہے آخر شب ہوگئی اور پنڈت لیکھ رام تقریبا آٹھ گھنٹے بقائمی ہوش و حواس "عذاب شدید" کا مزا چکھتے ہوئے اور عمدہ سے عمدہ علاج کے باوجود تڑپ تڑپ کر دو بجے رات یعنی اتوار کی صبح کے چار بجنے سے پہلے تیغ بران محمد سے چل بسے اور خداوند تعالیٰ کا کلام پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر رہا۔

کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

# واقعہ قتل کی تفصیلات

## اعتراف حقیقت

اس عظیم الشان پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کے بارے میں مخالف و موافق تاثرات کا ہر جگہ چرچا ہونے لگا۔ گو بعض آریوں نے اس کے قتل پر ویدک دھرم کے لئے سرخ باش ہونے کا نعرہ لگایا اور پیشگوئی کے مطابق قتل سے نکار کر دیا۔ مگر اندرون اور بیرون ہند میں ایک شور مچ گیا کہ مرزا کی پیشگوئی سچی نکلی۔ یہی وجہ تھی کہ حکومت نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک قاتل کے پکڑنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے مگر لیکھ رام کے قاتل کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا کچھ پتہ نہ چلا۔

## اعتراف از طرف آریہ سماج

قتل سے متعلق آریہ سماج کی طرف سے شائع ہونے والی تفصیلات پر غور کیا

جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ان حوالوں کے ایک ایک لفظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پورا ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ خود لیکھ رام کے عقیدت مندوں، حواریوں اور ساتھیوں کے زبان قلم سے اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ لکھوائے:

(الف) ۱۵ر فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنس راج جی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں پنڈت لیکھ رام سے ملنا چاہتا ہوں اگلے دن پنڈت جی سے ملاقات ہوئی اور کہا کہ میں کچھ دن پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا مگر اب اپنے مذہب پر آنا چاہتا ہوں۔ پنڈت جی نے کہا اچھی بات ہے میں تمہیں ضرور شدھ کروں گا۔ اس شخص کا حلیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ بدن موٹا، رنگ کالا، چہرہ پر ماتا کے داغ، ناک بیٹھی ہوئی، سر کے بال کچھ موٹے موٹے، آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئیں۔ اور عمر لگ بھگ ۲۵ سال۔ لوگ پنڈت جی کو اس شخص سے ہوشیار کرتے مگر پنڈت جی نے کوئی پرواہ نہ کی اور اس اجنبی کا کچھ اتہ پتہ بھی دریافت نہ کیا اور اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ یہ شخص دن رات سایہ کی طرح پنڈت جی کے ساتھ لگا رہا۔ کبھی کسی بات کا سیدھا جواب نہ دیتا۔ معلوم ہوتا تھا کوئی بوچڑ ہے۔ دو تین بار پنڈت جی کے مکان پر کھانا کھاتے بھی اسے دیکھا گیا۔

یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت جی ملتان پہنچے اور ۸ر مارچ تک وہاں رہنا تھا۔ سکھر سے تار کے ذریعہ ان کو وہاں بلایا گیا مگر موت سر پر کھڑی تھی۔ سکھر میں پلیگ ہونے کے سبب ملتان والوں نے وہاں جانے سے روکا۔ پھر مظفر گڑھ جانے کی تیاریاں ہوئیں مگر پتہ نہیں۔ وہاں کا جانا بھی کیوں ملتوی ہوا۔ ۵ر مارچ کو عید کا دن تھا اس دن قاتل نے کبھی اسٹیشن پر کبھی پنڈت جی کے گھر پر اور کبھی سبھا کے دفتر میں لگ بھگ بیس چکر لگائے ہوں گے۔ ۶ر مارچ کی صبح کو وہ پنڈت جی کے گھر پر پہنچا۔ دو بجے کے قریب پنڈت جی بھی ملتان سے لاہور

آ پہنچے۔ قاتل کی طبیعت کچھ خراب معلوم ہوئی۔ پنڈت جی نے اسے ڈاکٹر وشنوداس کی دکان سے شربت پلایا۔ ایک بزاز کی دکان پر پہنچے کچھ کپڑا پسند کرنے کے لئے اس شخص کے ہاتھ ماتا جی کے پاس گھر بھیجا۔ بزاز نے پنڈت جی کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ پنڈت جی جسے آپ اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ یہ تو بھینکر (مہیب) اکرتی (شکل و صورت) کا منشیہ (شخص) مرتیو کی مورتی پرتیت ہوتا ہے (یعنی یہ مہیب شکل و صورت کا شخص موت کا فرشتہ معلوم ہوتا ہے) پنڈت جی نے کہا۔ ایسا مت کہو یہ تو دھرماتما پرش ہے۔ پنڈت جی نے موت کے فرشتہ کو ہی کبھی کا اپنے گھر پر مدعو کر رکھا تھا۔

آگے چل کر لکھا:

شام کے چھ بجے جبکہ ماتا جی رسوئی (خانہ) میں تھیں اور لکشمی دیوی (پنڈت جی کی بیوی) دوسرے کمرہ میں پڑھ رہی تھیں۔ پنڈت جی باہر چارپائی پر بیٹھے سوامی دیانند کی سوانح حیات کے مسودہ کو ترتیب دے رہے تھے اور یہ شخص پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔ ماتا جی نے چوکے میں سے آواز دی۔ پتر تیل نہیں ہے۔ پنڈت جی کاغذات رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور انگڑائی لی اور کہا اوہو! بھول گیا۔ جب پنڈت جی انگڑائی لے رہے تھے اور چھاتی آگے نکالی کھڑے تھے تو اس شخص نے جو کہ اس پوزیشن کا منتظر تھا۔ اچھل کر چھرا پنڈت جی کے پیٹ میں گھونپ دیا اور گھمایا جس سے انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں۔ خون کا دھارا بہہ رہا تھا۔ لکشمی دیوی باہر نکل آئیں اور اس خیال سے کہ قاتل کہیں اور وار نہ کردے۔ پنڈت جی کو رسوئی کی طرف کھینچا۔ مگر قاتل کو ابھی صبر نہ آیا تھا وہ اپنی خونی آنکھیں دکھاتا ہوا پھر پیچھا کرنے لگا۔ اتنے میں رسوئی سے ماتا جی بھی باہر نکل آئیں۔ قاتل نے پاس بیلن (بیلنا) اٹھا کر ماتا جی کے بھی دو تین چوٹیں کردیں جس سے وہ بے ہوش ہو کر

گر پڑیں۔ اتنے میں قاتل یہ جا، وہ جا، آن کی آن میں آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔" (۱)

(ب) ایک اور آریہ نے اپنے تاثرات یوں قلم بند کروائے۔

"اور باوجود اس کے کہ جیسا کہ ڈاکٹر کرسٹی نے بتایا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت جی پر حملے ہوں گے۔ (دیباچہ کلیات) اس کا بعد میں بھی کوئی سراغ نہ لگ سکا۔ اس وقت پنڈت جی کو میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ پونے دو گھنٹے کے بعد ڈاکٹر پیری آگئے۔ دو گھنٹے تک کٹی ہوئی انتڑیوں کو سیتے رہے ایک انتڑی کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے آٹھ بڑے بڑے اور کئی چھوٹے زخم تھے۔ دو بجے شب پنڈت جی کے طور بدل گئے۔ دو بار زور سے ہاتھ ہلائے اور مر گئے۔" (۲)

(ج) اب ایک آریہ سماج کی کتاب سربکف مسافر سے ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جارہا ہے جس میں نہ صرف میعاد کا اعتراف کیا گیا ہے بلکہ لکھا ہے کہ پنڈت لیکھ رام نے سچے اور جھوٹے میں خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہتے ہوئے جو دعائے مباہلہ کی تھی وہ مرزا صاحب کے حق میں پوری ہوئی۔

"پیغمبر قادیانی نے ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے چھ سال کے اندر پنڈت لیکھ رام اپنی بد زبانیوں اور بے ادبیوں کی سزا میں جو اس نے رسول اللہ کی نسبت کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ اور اس اشتہار کے سرے پر یہ شعر درج تھا۔

---

(۱) آریہ پرتی ندھی سبھا کا اتہاس ہندی صفحہ ۲۱۰

(۲) ملخص از "دھرم ویر پنڈت لیکھ رام" ہندی مصنفہ انو بھوانند شانت صفحہ ۵۶ تا ۶۹

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد

مرزے کے اشتہار کو شائع ہوئے قریباً چھ سال گذر گئے..... یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو آپ (لیکھ رام) ملتان گئے اور چھ مارچ کو واپس لاہور پہنچے.... بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مہرشی کے جیون چرتر کے کاغذات مکمل کر رہے تھے۔ کچھ تھکاوٹ سے چارپائی سے اٹھے۔ دونوں ہاتھ سر کی طرف اٹھا کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً خنجر کلیجہ میں بھونک دی۔ اور آٹھ دس زخم لگا کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ ہسپتال پہنچائے گئے مگر وہاں بھی جانبر نہ ہو سکے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے کر دنیا سے چل بسے۔ (۱)

## (د) پنڈت دیو پرکاش کا بیان

ایک اور مشہور آریہ سماجی پنڈت دیو پرکاش نے اپنی کتاب دافع الاوہام میں پنڈت لیکھ رام کے واقعات قتل پر مفصل روشنی ڈالی ہے جس کے لفظ لفظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ہر حصہ کے پورے ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں:

"۱۳ر فروری یا ۱۴ر فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنس راج جی کے پاس گیا پھر دوسرے روز دیانند کالج ہال میں دکھائی دیا۔ وہ پنڈت لیکھ رام جی کو تلاش کرتا تھا پھر پنڈت جی کو ملا۔ اس نے ظاہر کیا کہ وہ پہلے ہندو تھا"

---

(۱) سرکٹ مسافر صفحہ ۲۷ تا ۲۳۳ ملخص

عرصہ دو سال سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اب پھر اپنے اصل دھرم میں واپس آنا چاہتا ہے.... وہ پنڈت جی کے ساتھ سایہ کی طرح رہنے لگا کھانا بھی عام طور سے پنڈت جی کے گھر ہی کھایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ پنڈت جی یکم مارچ کو ملتان تشریف لے گئے۔ ۵ر مارچ کو عید کا دن تھا۔ قاتل نے اس دن پنڈت جی کے گھر ریلوے اسٹیشن آریہ پرتی ندھی سبھا کے دفتر میں ۱۸ یا ۱۹ چکر لگائے مگر پنڈت جی ۵ر مارچ کو ملتان سے نہ آسکے۔ اس سے اس ظالم کا ارادہ پنڈت جی کو عید کے دن شہید کرنا تھا۔

۶ر مارچ کی صبح ہی پنڈت جی کے مکان پر پہنچا اور بعد ازاں پرتی ندھی کے دفتر سے ہوتا ہوا ریلوے اسٹیشن پر گیا۔ اس روز پنڈت جی ملتان سے تشریف لے آئے۔ قاتل خلاف معمول کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور بار بار تھوکتا تھا اور کانپ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر پنڈت جی نے سوال کیا کہ کیا بخار ہے۔ اس نے کہاں ہاں ساتھ کچھ درد بھی ہے۔ تب پنڈت جی اسے ڈاکٹر بشن داس کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا اسے بخار وغیرہ تو کچھ نہیں لیکن خون میں کچھ جوش ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پلستر لگانے کو کہا مگر اس مکار نے انکار کر دیا اور کہا کہ کوئی پینے کی دوا دیجئے۔ تب پنڈت جی نے ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے اسے شربت پلایا۔ اس کے بعد پنڈت جی نے کچھ کپڑا خریدا اور گھر کو چلے آئے اور وہ ظالم بھی ساتھ ہی تھا۔ جس مکان میں پنڈت جی کام کرتے تھے وہ گلی وچھو والی لاہور میں واقع ہے اور اس کا نقشہ حسب ذیل ہے زینہ چڑھتے ہی چھت پر اس کے ساتھ لگا ہوا ایک بر آمدہ ہے اس میں پنڈت جی کام کیا کرتے تھے۔ دو طرف دیوار ایک طرف اندرونی کمرہ کا دروازہ۔ جس میں ان کی ماتا اور دھرم پتنی بیٹھی تھیں اور کواڑ بند تھا۔ چوتھی طرف بالکل کھلی ہوئی تھی۔

پنڈت جی چارپائی پر جا بیٹھے اور رشی دیانند کے جیون چرتر کے کاغذات مکمل اور مرتب کرنے میں مشغول ہو گئے اور سفاک بھی بائیں طرف بیٹھ گیا..... عین اس وقت جبکہ پنڈت جی نے مہرشی کے جیون کے اس آخری حصہ کو جس وقت کہ انہوں نے اپنی زندگی کو ویدک دھرم کے راستہ میں قربان کیا اور کہا کہ ایشور تیری اچھیا (خواہش) پورن (پوری) ہو ختم کیا اور تھکاوٹ کے سبب اٹھ کر ۷ بجے شام کے وقت انگڑائی لی۔ اس وقت اس ظالم نے جو صبح سے موقعہ کی گھات میں تھا فوراً اٹھ کر پنڈت جی کے پہلو میں چھرا گھونپ دیا جس سے انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پنڈت جی نے ایک ہاتھ سے انتڑیوں کو تھاما اور ایک سے چھری چھین لی۔ تب پنڈت جی کی ماتا اور دھرم پتنی اس کی طرف دوڑیں اس وقت اس بے رحم ظالم نے پنڈت جی کی بوڑھی ماتا کو بیلنا اس زور سے مارا کہ وہ اچانک چوٹ لگنے کے سبب سے بے ہوش ہو کر گر گئیں اور وہ بے ایمان قاتل فرار ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد لوگ جمع ہو گئے اور پنڈت جی کو ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے زخموں کا ملاحظہ کیا اور سینے میں مصروف رہے اور کہا کہ اگر صبح تک بچ گئے تو امید زیست ہے ورنہ نہیں۔ پنڈت جی جب تک ہسپتال میں جیتے رہے وید منتروں کا پاٹھ کرتے رہے اور آخر ایک بجے رات کے اپنی آخری وصیت کہ آریہ سماج سے تحریر کا کام بند نہ ہو کر کے آپ کی پاک روح اس قفس فانی سے عالم جاودانی کی طرف پرواز کر گئی۔" (۱)

## (۵) بابو گھانسی رام صاحب ایم اے ایل ایل بی کا اعلان حق

ایک اور آریہ سماجی بابو گھانسی رام صاحب ایم اے ایل ایل بی کھلے الفاظ

---

(۱) دافع الاوہام مصنفہ دیوپرکاش صفحہ ۸۱ بحوالہ الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۰

میں فرماتے ہیں ”صوبہ پنجاب کے دارالخلافت لاہور میں یہ قتل ہوا مگر پولیس قاتل کا پتہ چلانے میں ناکامیاب رہی۔ اتفاق دیکھئے غلام احمد کی پیشگوئی پوری ہوئی اور پنڈت لیکھ رام کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس بات کو پرمیشر ہی جان سکتا ہے کہ یہ اس کا بھیجا ہوا عذاب تھا یا انسان کا۔“ (۱)

## (و) مہاشہ سنت رام آشفتہ کا بیان دربارہ قتل لیکھ رام

ایک اور آریہ سماجی مہاشہ سنت رام آشفتہ نے پنڈت لیکھ رام کی ہندی سوانح عمری میں یوں لکھا:

”۱۴ر فروری ۱۸۹۷ء کے دن جبکہ دیانند کالج کے ہال میں ایک شخص آپ کو تلاش کرتا ہوا دیکھا گیا اور آپ سے مل کر کہا کہ عرصہ دو سال سے مسلمان ہو گیا ہوں۔ شدھ کر لیں تو فوراً وعدہ کر لیا کہ ضرور شدھ کریں گے حالانکہ صورت شکل خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ اس کی آواز مہیب لہجے لئے ہوئے تھی..... آریہ بھائیوں نے بہتیرا مسافر سے کہا کہ یہ خوفناک شخص ہے اس کا ہرگز اعتبار نہ کریں مگر اس نے یہ کہہ کر کہ بھائی یہ دھرم گرہن کرنا چاہتا ہے سب کو ٹال دیا..... سخت حیرانی پیدا ہوتی ہے کہ جب تمام لوگ اس بدمعاش کو خوفناک اور بھیانک بیان کرتے تھے اور اس کو ریاکار دھوکہ باز سمجھتے تھے تو لیکھ رام جیسا تجربہ کار اور جہاندیدہ شخص جس نے پولیس میں سالوں تک ملازمت کی تھی..... کس طرح دھوکا کھا سکتا ہے۔..... ۶ر مارچ کا نامبارک دن اور شام کا وقت ہے..... بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کاغذات مکمل

---

(۱) رسالہ مسافر آریہ شہید نمبر ۶ر مارچ ۱۹۱۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۴۲۲

کر رہے ہیں سامنے وہی سفاک بیٹھا ہوا ہے جو شدھ ہونے کا بہانہ کر کے آیا ہوا ہے۔ آج اس کی حالت عجیب و غریب ہے۔ بدن کانپ رہا ہے۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے۔ چہرہ دم بدم بدلتا جاتا ہے۔ اتار چڑھاؤ جاری ہے کبھی وہ باہر کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کمبل کے اندر ہاتھ ڈالتا ہے۔ پنڈت لیکھ رام مہرشی دیانند کے جیون چرتر کا وہ حصہ ختم کرتے ہیں جبکہ انہوں نے ویدک دھرم پر اپنی جان قربان کر دی تو پھر تھکاوٹ سے اور دل پر چوٹ لگنے سے چارپائی سے اٹھے۔ دونوں ہاتھ سر کی طرف اٹھا کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً خنجر کلیجے میں گھونپ دیا اور آٹھ دس زخم لگا کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ اس نے کسی قسم کا شور نہیں مچایا۔ اگر ایسا کرتا تو ممکن تھا کہ قاتل پکڑا جاتا مگر اس نے خود ہمت کی اور انتڑیاں پیٹ میں ڈالیں۔ قاتل اپنا کام کر کے چلتا بنا۔ پنڈت لیکھ رام ہسپتال پہنچائے گئے پیٹ چاک تھا انتڑیاں باہر تھیں۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ جسم سے خون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر دو گھنٹے تک بہتے رہے باوجودیکہ زخم سیئے گئے۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ کر علاج کیا مگر پیغام اجل آپہنچا۔" (۱)

## (ص) پنڈت مدن گوپال سناتن دھرمی کا واضح اعتراف

آریہ سماجی دوست احباب کے بیانات پڑھ آئے اب ایک کٹر سناتن دھرمی فاضل جناب مدن گوپال پاراشر سابق ایڈیٹر "رندھیر" پٹی ضلع لاہور کا واضح اعتراف درج کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) ترجمہ از بہادر لیکھ رام (ہندی) مصنفہ مہاشہ سنت رام آشفتہ

"لیکھ رام کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی اور الزام قتل سے انجام کار اپنے بری ہونے کی پیشگوئی پوری ہوئی۔"

پھر لکھتے ہیں:

"میں نے احمدیت کا مطالعہ تو ان کی مخالفت کی غرض سے شروع کیا تھا لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس برآمد ہوا۔ میں جو کبھی احمدیت کا نام سن کر چڑ جایا کرتا تھا۔ احمدیت کا تھوڑا بہت مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا قائل ہو گیا کہ احمدیت ان مومنوں کی جماعت ہے جو اخوت کے علمبردار اور آہنسا کے پجاری ہیں اور جس کی بنیاد ان اصولوں پر قائم کی گئی ہے جو پرماتما کے بنائے ہوئے ہیں اور جنہیں اپنا لینے سے منش کا کلیان ہو سکتا ہے۔" (۱)

## واقعات قتل لیکھ رام

منشی فضل حسین مہاجر احمدی نے کتب آریہ سماج خصوصاً لالہ منشی رام کی تحریر کردہ لیکھ رام کی ہندی سوانح عمری سے ان واقعات کا خلاصہ تیار کیا ہے۔ اس خلاصہ پر مبنی مضمون قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں من و عن نقل کیا جا رہا ہے۔

ہے اس میں لیکھ رام کے آلام کا بیاں
سینہ تھا جس کا وقف عذاب شدید کا

"فروری ۱۸۹۷ء کے درمیان میں ایک کالا گٹھے ہوئے بدن کا، بھیانک' ناٹا

---

(۱) آہنسا کا اوتار مولفہ مدن گوپال مدن پاراشر مطبوعہ رانا آرٹ پریس امرتسر نومبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۳۔۴

جوان دیانند کالج میں پنڈت لیکھ رام کو پوچھتا ہوا پایا گیا۔ وہاں سے پتہ لیتے ہوئے پنڈت لیکھ رام کے جائے قیام پر پہنچا اور پنڈت جی سے درخواست کی کہ وہ اصل میں ہندو تھا مگر دو سال سے مسلمان ہو گیا ہے اور اب دوبارہ شدھ ہو کر ہندو بننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ پنڈت لیکھ رام نے وعدہ کیا کہ وہ اسے ضرور شدھ کر لیں گے۔

پنڈت لیکھ رام کو کئی مقامات سے آریہ بھائی خبردار کر رہے تھے کہ محمدی لوگ ان کے مروا ڈالنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر ایسی اطلاعیں لیکھ رام پر الٹا اثر کرتی تھیں اور انہوں نے اس اجنبی کے بارے میں کچھ بھی تحقیق نہ کیا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اور نہ اس سے کچھ پوچھا۔ بعض آریہ بھائیوں نے پتہ لگانا چاہا جس پر اس نے اپنے آپ کو بنگالی بتلایا لیکن ہر آٹھ لفظوں میں سے صرف دو بنگالی لفظ سمجھ سکتا تھا۔ جس نے اس کی شکل دیکھی بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ وہ بوچڑ ہے۔ گمان ہوتا تھا کہ وہ پٹنہ کے علاقہ کا رہنے والا تھا۔

یہ پٹنوی بوچڑ پنڈت لیکھ رام کے ساتھ پھرتا رہا۔ دو تین بار پنڈت جی کے گھر کھانا کھاتا بھی دیکھا گیا۔ دن میں وہ پنڈت جی کے ساتھ رہتا تھا مگر اس کے متعلق کسی کو پتہ نہ تھا کہ وہ رات کہاں بسر کرتا تھا؟

دہرم ویر کے قتل ہونے کے بعد پولیس کی تفتیش کرنے کے موقع پر پتہ لگا کہ رات کو وہ اس جگہ رہتا تھا جہاں لیکھ رام کے قتل کی سازش ہوتی تھی۔

یکم مارچ کو پنڈت لیکھ رام سبھا (انجمن) کے حکم سے ملتان پہنچے جہاں ۴ مارچ تک چار لیکچر دئے (اس کے بعد) سبھا نے سکھر جانے کے لئے تار دیا مگر طاعون کے باعث ملتان کے ممبران آریہ سماج نے وہاں جانے سے روک لیا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ ایک موہوم خطرہ سے بچا کر اپنے بہادر کو سیدھا موت کے منہ میں بھیج رہے ہیں پھر پنڈت لیکھ رام مظفر گڑھ کے لئے تیار ہوئے مگر نہ جانے کیوں پھر سیدھے لاہور کو لوٹ

پڑے؟ جہاں وہ ۶ر مارچ کی دوپہر کو پہنچ گئے۔

۵ر مارچ کو عید کا دن تھا اس سے بڑھ کر محمدی مت کی جڑ کھوکھلی کرنے والے کو (لیکھ رام) قتل کرنے کا اعلیٰ موقع کب مل سکتا تھا۔

اس دن بوچڑ نے آریہ مسافر کی جائے رہائش آریہ پرتی ندھی سبھا کے دفتر اور ریلوے اسٹیشن پر اٹھارہ چکر لگائے۔ ۶ر مارچ کی صبح کو پھر پنڈت جی کے گھر پہنچا مگر وہ ابھی لوٹے نہ تھے پھر سبھا کے دفتر میں گیا لیکن وہاں سے بھی ناامید لوٹا۔

۲ بجے پنڈت لیکھ رام کے ساتھ سبھا کے دفتر میں پھر پہنچا۔ گلی کی طرف منہ کر کے کھڑکی میں بیٹھ گیا۔ اس دن تھوکتا بہت تھا۔ سبھا کے کلرک نے کہا:

"پنڈت جی! یہ (آدمی) جگہ خراب کر رہا ہے۔"

بھولے آریہ مسافر بولے:

"بھائی بیٹھا رہنے دو تمہارا کیا لیتا ہے"

اس دن عادت کے خلاف اس نے اپنا تمام بدن کمبل سے ڈھکا ہوا تھا۔ سبھا سے چلتے وقت کانپا۔ پنڈت جی نے پوچھا کہ بخار تو نہیں ہے؟ آہستہ سے بولا:

"ہاں! اور کچھ درد بھی ہے"

پنڈت لیکھ رام اس کو علاج کے لئے ڈاکٹر وشنو کے پاس لے گئے۔ نبض دیکھ کر ڈاکٹر نے کہا۔

"بخار وخار تو معلوم نہیں ہوتا اس کا خون جوش میں ہے اور تھکن معلوم ہوتی ہے اگر درد ہے۔ تو پلاسٹر (ٹیکہ) لگا دیا جائے۔"

قاتل نے کہا۔

"کہ لگانے کی نہیں کوئی پینے کی دوا دیجئے۔"

اگر اس وقت کمبل اتار کر اسے دوائی لگانے کا ارادہ ہوتا تو کمر میں لگی ہوئی چھری پکڑی جاتی مگر آریہ مسافر تو خود بلیدان ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکھ رام

نے سفارش کی کہ پینے ہی کی دوائی دیجائے۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"کوئی شربت پی لیوے۔"

نہ جانے کہاں سے شربت پلوا کر بزاز کی دکان پر لے گئے اور اسی قاتل کے ہاتھ ایک تھان والدہ کو دکھانے کے لئے بھیجا۔ بزاز نے قاتل کے چلے جانے پر کہا:

"پنڈت جی! کیا بھیانک آدمی ساتھ لئے پھرتے ہو؟"

دھرم ویر شدھی کی دھن میں مست جواب دیتے ہیں۔

"بھائی! ایسا مت کہو یہ دھرماتما آدمی ہے شدھ ہونے آیا ہے۔"

گھر جاکر پنڈت جی جس کھلے برآمدے میں کام کرتے تھے وہاں چارپائی پر بیٹھ کر سوامی دیانند کے جیون چرتر کے متعلق کام کرنے لگ گئے۔ ان کے بائیں طرف کرسی پر قاتل بیٹھ گیا۔

٦ بجے شام لالہ جیونداس اور لالہ کیدارناتھ جی آئے اور اگلے دن اتوار کے لئے لیکچر دینے کا وعدہ لے کر چلے گئے۔ قاتل بیٹھا رہا۔ والدہ باورچی خانہ میں تھی اور اہلیہ الگ دوسرے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ تب پنڈت لیکھ رام نے قاتل کو کہا۔

"اب دیر ہوگئی ہے بھائی! تم بھی آرام کرو۔"

قاتل نہ ہلا۔ دس منٹ کے بعد ماتا جی نے چوکے میں بیٹھے ہوئے کہا۔

"بیٹا لیکھ رام! تیل نہیں آیا۔"

پنڈت لیکھ رام اس وقت رشی دیانند کی موت کا آخری نظارہ کھینچ رہے تھے کاغذات وہیں رکھ دیئے اور چارپائی سے اس طرف اتر کر جدھر قاتل بیٹھا تھا اپنی عادت کے مطابق آنکھیں بند اور دونو بازو اوپر اٹھا کر زور سے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"افوہ! بھول گیا۔" (یعنی تیل منگانا۔ ناقل)

اس موقع پر آریہ مسافر اس طرح سینہ تان کر کھڑے ہوئے کہ جس کی انتظار قاتل کو تھی

اور وہ موقع آگیا (بس پھر کیا تھا) یک دم مشاق ہاتھ نے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اس طرح گھمائی کہ آٹھ دس گھاؤ اندر آئے اور انتڑیاں باہر نکل پڑیں۔"

(سوانح عمری لیکھ رام ہندی صفحہ ۱۹۷ تا ۲۰۰)

اس کے بعد سوامی شردہانند لکھتے ہیں:

"مگر کیا آریہ مسافر اس بے رحم کمینے کے حملہ سے مجبور ہو کر گر پڑے اور اپنی چلاہٹ سے محلّہ کو جگا دیا؟ وہاں نہ کوئی سینہ فگار چیخ سنائی دی اور نہ کسی قسم کی چلاہٹ ماں اور بیوی نے سنی۔ اگر دھرم ویر میں یہ کمزوری ہوتی تو لوگ دوڑ پڑتے اور قاتل اسی وقت پکڑا جاتا مگر وہاں گرے ہوئے کے لئے رحم کا جذبہ موجود تھا جس نے قاتل کو صاف بچا لیا۔"

لیکن یہ جس قدر لکھا ہے محض تکلف ہے اور غلط۔ کیونکہ اس وقت نہ صرف لیکھ رام نے چیخ ماری جس کو سن کر اس کی ماں اور بیوی دوڑی آئیں بلکہ ان دونوں عورتوں نے بہت زور سے واویلا اور ماتم کیا اور دوہائی دی اور لوگوں کو امداد کے لئے بلایا اور ساتھ ہی ساتھ لیکھ رام کے ساتھ مل کر قاتل سے ہاتھا پائی بھی کی اور شور مچاتے ہوئے کئی منٹ تک اس ہندو قاتل کو اپنی طرف متوجہ رکھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے۔ ایک آریہ شاعر ہندو قاتل کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"پا کے غافل انہیں بس وار کیا اس نے شتاب
پیٹ کا زخم تھا کاری ہوئے پنڈت بے تاب
مار کر چیخ اسے پکڑا مگر ہاتھ چھڑا
نہیں معلوم ہوا کدھر کو وہ اڑا"

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ۶/۱۶ صفحہ ۶۴-۶۵)

اسی طرح ایک پنجابی شاعر کہتا ہے کہ اسی وقت ؎

"نکل آئیاں بس آندراں اودیں باہروار
خونوں خون زمین بھی ہوگئی وچہ پلکار
اندروں ماتا استری کر کے ہاہا کار
نکل آئیاں بس دونوں ہتھوں کھون کٹار

(پنڈت لیکھ رام کا قتل مصنفہ ٹی۔سی گجراتی صفحہ ۷)

اسی طرح مہاشہ آریہ چرنجی لال پریم نے لکھا ہے کہ جب قاتل نے وار کیا ہے تو اس وقت ؎

خاک و خون میں تھا پڑا طائر بسمل کی طرح
شاخ ہستی سے گرا خاک پہ وہ گل کی طرح
شور و غل سن کے جو دوڑی ہوئی آئی ماتا

------------

دیکھی پتنی نے پتی کی جو یہ حالت زار
دم بخود رہ گئی اور رونے لگی پیٹ کے سر
آہیں بھر بھر کے لگی کہنے کہ میرے ایشور!
کوہ غم آج گرا ٹوٹ کے میرے سر پر
تاج سر آج مرا ٹوٹ کے ہے چور ہوا
تا قیامت نہ بھرے ایسا ہی ناسور ہوا

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر جلد ۱۵ نمبر ۶ صفحہ ۱۱)

ان بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت قاتل نے وار کیا تو اسی وقت لیکھ رام نے چیخ ماری۔ اور اس کی ماں اور بیوی بھی آہ و بکا کرتی ہوئیں اس کے پاس آگئیں اور قاتل سے جھپٹ پڑیں اور اسی طرح کئی منٹ تک یہ کشمکش رہی جیسا کہ خود سوامی

شردھانند صاحب کے ہی مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"انتڑیوں کا باہر نکلنا تھا کہ بائیں ہاتھ سے باہر نکلی ہوئی انتڑیوں کو سنبھال کر داہنے ہاتھ کو قاتل کے ہاتھ پر ڈال دیا......... پہلی جھپٹ میں لڑتے بھڑتے سیڑھیوں کے پاس جا پہنچے اور قاتل کے ہاتھ سے چھری چھین لی۔ قاتل کے دو ہاتھ مگر دھرم ویر کا ایک ہاتھ تھا اور خون کی دھار بہہ رہی تھی۔ ممکن تھا کہ قاتل پھر چھری چھین لے مگر لکشمی دیوی نے جھوٹی لوک لجا (دنیا کی شرم و حیا) کو پرے پھینکا اور ہاتھ جا مارا اور چھری دھرم ویر کے ہاتھ میں رہ گئی۔ لکشمی دیوی نے اس ڈر سے کہ قاتل پھر کہیں حملہ نہ کرے دھرم ویر کو رسوئی (خانہ) کی طرف کھینچا مگر قاتل کے سخت دل کو اس پر بھی صبر نہ ہوا اور وہ خونی آنکھوں سے ڈراتا ہوا پھر پیچھے (یعنی سیڑھیوں کے پاس سے لوٹ کر لیکھ رام کی طرف) دوڑنے لگا کہ ماتا جی نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا۔ اس وقت قاتل بھی ہانپنے لگ گیا تھا اور اس نے پاس ہی پڑا ہوا بیلنا جھپٹ کر اٹھا لیا اور ماتا جی کو دو تین چوٹیں لگائیں اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں اور قاتل سیڑھیوں سے اتر کر نہ معلوم کہاں غائب ہو گیا؟"

(سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۰۱ و ۲۰۲)

پس جب خود پہلے قاتل اور مقتول میں کافی کشمکش ہوئی اور بعد میں بیوی اور ماں کے آجانے سے اور بھی کئی منٹ اس دھکا پیل میں لگ گئے اور اس عرصہ میں چیخ و پکار، آہ و بکا، نالہ و شیون کی آوازیں بھی عورتوں کی طرف سے بلند ہوتی رہیں تو پھر کس بنا پر لالہ منشی رام نے لکھ دیا کہ لیکھ رام نے زخم کھا کر بھی رحم کا اظہار کیا اور کسی قسم کا شور نہ کیا جس کی وجہ سے قاتل کو بھاگ جانے کا موقع مل گیا؟

جب خود لیکھ رام چیخا اور اس کے بعد بھی قاتل سے لڑتا رہا اور اس کے ہاتھ

سے چھری چھین لی اور بعد ازاں اس کی ماں اور بیوی بھی آکر قاتل سے لڑیں اور سیڑھیوں کے پاس جاکر پھر قاتل باورچی خانہ کی طرف لوٹا اور لیکھ رام کی ماں کو مارا جس سے وہ بے ہوش ہوگئی تو کیا یہ تمام کارروائی کچھ وقت نہیں چاہتی؟ اور اس عرصہ میں محلہ والے شور و غل سن کر امداد کے لئے نہ آسکتے تھے؟

جیسا کہ دیگر بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ محلّہ والوں نے شور و غل سنا اور فوراً ہی مدد کے لئے پہنچے۔ مگر بروئے تحریر لالہ منشی رام قاتل کہیں غائب ہوگیا اور بقول ایک آریہ شاعر ؎

"نہیں معلوم ہوا کدھر کو وہ اڑا"

اور اسی طرح ٹی۔ سی گجراتی نے بھی حیرت اور تعجب کا اظہار بایں الفاظ کیا ہے کہ ؎

---

نکل گیا اوہ دوڑ کے قاتل زور زور
چھائیں مائیں ہوگیا ہتھ نہ آیا فیر
رولا سارا پے گیا دم نہ لگی دیر"

(لیکھ رام جی کا واقعہ قتل پنجابی صفحہ ۷)

یہ وہی ٹی۔ سی گجراتی ہے جو بھیس بدل کر خود یاغستان تک لیکھ رام کے قاتل کی تلاش میں گیا مگر اسے ناکام لوٹنا پڑا۔ اور یہی آخری شعر میں لکھتا ہے کہ جس وقت قاتل نے وار کیا اور عورتوں کو بھی مارا تو معاً اردگرد شور مچ گیا مگر خود قاتل چھائیں مائیں ہوگیا۔

اس کے بعد سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ جب:

"چند لمحوں کے بعد لالہ جیون داس جی باہر سے لوٹے تو بڑا ہی روح فرسا نظارہ دیکھا۔ چارپائی پر دھرم ویر دم سادھے لیٹے ہوئے ہیں۔ انتڑیاں ایک ہاتھ سے دبائے ہوئے ہیں مگر خون کی دھار بہ رہی ہے۔ بوڑھے

جیون داس گھبرا گئے۔ پھر اور لوگ آ گئے.... پوچھنے پر اس سادگی مگر مردانگی سے جواب دیا کہ:

وہی دشٹ جو شدھ ہونے آیا تھا مار گیا۔"

پھر بولے:

"ڈاکٹر کو بلاؤ۔ جلدی بلاؤ۔"

اور چاروں طرف یہ خبر پھیل گئی۔ ڈاکٹر اور ڈاکٹری کے طلباء جمع ہو گئے۔ چارپائی پر دھرم ویر کو لٹا کر میو ہسپتال کی طرف لے چلے۔ میں سوامی شردھانند اس دن اتفاقاً ۴ بجے کی گاڑی سے لاہور پہنچا تھا اور یہ خبر سنتے ہی دھرم ویر کے گھر کی طرف چلا آیا۔ آگے گلی کے موڑ پر "شہید کی سواری" آتی ہوئی ملی۔ میں کلیجہ تھام کے ساتھ ہو لیا۔

ہسپتال پہنچتے ہی دھرم ویر کو میز پر لٹایا گیا اور میں دکھی دل کو سنبھال کر آگے بڑھا۔ اس وقت انتڑیاں ہاؤس سرجن کے ہاتھ میں تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی دونو ہاتھ جو سر کے نیچے تھے اٹھا لئے اور ہاتھ جوڑے۔ میرے آنسوؤں کی دھار بہنے کو ہی تھی کہ پیارے لیکھ رام نے اپنی معمولی بہادرانہ زبان سے کہا:

"نمستے لالہ جی! آپ بھی آ گئے۔"

اس نظارہ نے میرا دل دہلا دیا۔ انتڑیوں کی طرف دیکھ کر یقین ہی نہیں آتا تھا کہ میں اپنے پیارے متر لیکھ رام سے بات کر رہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید شملہ کے جلسہ سے لوٹ کر مجھے نمستے کر رہے ہیں۔ پھر بولے:

"لالہ جی! بے ادبیاں معاف کرنا۔"

میں نے بڑی کوشش سے طبیعت پر قابو پا کر کہا:

"پنڈت جی آپ تو پرماتما پر وشواس رکھنے والے ہیں اس کا دھیان کیجئے"

وہ ویر جواب دیتا ہے:

"اچھا! تو شاید میں اچھا ہو جاؤں گا۔ مگر لالہ جی! میرے قصور معاف کرنا۔"

چھری لگنے سے پورے دو گھنٹہ کے بعد ڈاکٹر پیری صاحب آئے۔ اور پھر برابر دو گھنٹے تک ڈاکٹر صاحب کٹی ہوئی آنتوں کو سیتے رہے ایک جگہ کی آنت کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔ آٹھ بڑے گھاؤ اور بہت سے چھوٹے گھاؤ بھی تھے۔ ڈاکٹر پیری حیران تھے کہ دو گھنٹہ تک جس کے جسم سے خون بہتا رہا وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ اس لئے انہوں نے کہا کہ معمولی حالت میں تو ایسے زخم لگنے پر کوئی آدمی نہیں بچ سکتا۔ لیکن جو اتنا عرصہ باہوش رہا شاید وہ بچ جائے۔ اگر یہ بچ گیا تو معجزہ ہی سمجھنا چاہیے۔

رات کے ڈیڑھ بجے تک لیکھ رام ہوش میں رہے.... دو بجے کے قریب ویر کے طور بدل گئے۔ دوبار زور سے ہاتھ ہلائے اور پانچ منٹ میں ہاتھ سیدھے کر کے سدا کی نیند سو گئے۔"

(ہندی سوانح عمری لیکھ رام مرتبہ شردہانند صفحہ ۲۰۳)

دم نکل جانے کے بعد جو حالت آریوں کی ہوئی اس کا ذکر کرنا طوالت کو چاہتا ہے اس لئے صرف اتنا ہی کہنا کافی ہو گا کہ ان سے جہاں تک ممکن ہوا اپنے پنڈت جی کا جی کھول کر ماتم کیا اور مرثیے پڑھے گئے۔ نوحہ خوانی ہوئی اور سیاپے کئے گئے۔ بوجہ عدم گنجائش اس جگہ صرف ایک پنجابی سیاپا (نوحہ) ذیل میں بطور نمونہ نقل کیا جاتا ہے جو آریوں کی اس وقت کی حالت کو بخوبی ظاہر کرتا ہے اور واقعی وہ موقع ہی ایسا تھا کہ اس سیاپے کو سن کر آریہ ماتم کناں اور چشم پر آب ہوئے۔

## سیاپا

ہائے ہائے لیکھ رام! لیکھ رام! لیکھ رام!
کتھے جا کے ڈھونڈیئے لیکھ رام! لیکھ رام!
کتھوں جا کے پچھیے؟ لیکھ رام! لیکھ رام!
نہیوں ہائے دسدا! لیکھ رام! لیکھ رام
کیہڑے پاسے جاویئے لیکھ رام! لیکھ رام
مار لاہیا ویریاں لیکھ رام! لیکھ رام
پے وگوچے بھارے لیکھ رام! لیکھ رام
اجے تیری لوڑ سائی لیکھ رام! لیکھ رام
بھائیاں دیا موہریا! لیکھ رام! لیکھ رام
مٹھے بولاں والیا! لیکھ رام! لیکھ رام
آریہ مسافرا! لیکھ رام! لیکھ رام
کھبی پگ والیا لیکھ رام! لیکھ رام
مویا نہیوں بھاسدا لیکھ رام! لیکھ رام
کتھے شیرا چھپیوں لیکھ رام! لیکھ رام
کل سماجاں روندیاں لیکھ رام! لیکھ رام
سہرے بدھے موت دے لیکھ رام! لیکھ رام
گھوڑی چڑھیوں کاٹھ دی لیکھ رام! لیکھ رام
پچھے جانجی رہ گئے لیکھ رام! لیکھ رام
ٹھہر جا وے لاڑیا! لیکھ رام! لیکھ رام
ویلا نہیوں لبھدا لیکھ رام! لیکھ رام
ہن رویاں کی بنے لیکھ رام! لیکھ رام
کجھ نہیوں کھسدا لیکھ رام! لیکھ رام

(لیکھ رام کا واقعہ قتل پنجاب)

ہمارے قارئین میں سے جو پنجابی زبان سے واقف ہیں وہ اس سیاپا یا نوحہ کو پڑھ کر ضرور اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کریں گے۔اور حقیقت بھی یہی ہے کہ لیکھ رام کی موت جوانان مرگ اور دل میں ٹیس پیدا کرنے والی موت تھی اور یہی وجہ ہے کہ سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود لیکھ رام کی بد کلامی اور دل آزاری روش کے یہ لکھ کر اپنی سچی فطرت کا صحیح نمونہ دکھایا کہ "اگرچہ انسانی ہمدردی کے رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہوگئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے۔"

یہ الفاظ واقعی ایک پاکیزہ دل سے نکلے اور سچی ہمدردی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص ایسے موقع پر انسانی تقاضہ سے مجبور ہے کہ وہ اظہار ہمدردی کرے۔

مگر جہاں ایسے موقع پر انسان کے دل میں بالطبع ایک جوش ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔وہاں عبرت بھی حاصل ہوتی ہے۔پس دوستوں کو چاہیے کہ ان واقعات کو قصہ کے طور پر نہ پڑھیں بلکہ ان سے عبرت اور سبق حاصل کریں اور دنیا والوں کو بتلائیں کہ کسی کا دل دکھانا اور خدا کے پیاروں کو گندی اور شرمناک گالیاں دینا اور دل سے خدا کا خوف دور کر دینا مآل کار ضرور ہم اور غم کا موجب ہوتا ہے۔

بہرحال مرنے والا تو مرگیا مگر بقول مہاشہ شادی رام آریہ پانی پتی اس وقت

"آریہ سماج کے جوان کام کرنے والے انتقام لینے پر تلے ہوئے تھے۔"

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ۶/۱۵ صفحہ ۷)

اور قاتل کے پکڑنے کے لئے انتہائی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ چونکہ وہ ہندو قاتل بقول ٹی۔سی گجراتی چھائیں مائیں ہوگیا تھا۔اس لئے انسانی گرفت سے بالا تھا اور باوجود ہر قسم کی سعی کے وہ کسی کے قابو نہ آیا۔یہاں تک کہ بقول آریہ شعراء۔

رہے حکام و پولیس ڈھونڈنے میں سرگرداں
کردیا حلیہ و انعام کا ہر سو اعلاں
اور بھی لوگ رہے خفیہ تجسس میں دوراں
لیک مردود کا اب تک نہ ملا کوئی نشاں

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ۶/۱۶ صفحہ ۴۶۷)

ڈھونڈا قاتل کو بہت پایا مگر مطلق نہیں
کیا کریں مجبور تھے بس رہ گئے اندوہگیں

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ۱۶/۱۵ صفحہ ۳۸)

مگر ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ یہ سب کچھ الٰہی تصرف سے وقوع پذیر ہوا جس کے آگے انسانی طاقتیں اور منصوبے بے حقیقت اور لاشے ہیں۔" (۱)

## عینی شہادت

حضرت شیخ عبد القادر صاحب مصنف حیات طیبہ بیان کرتے ہیں:

آج بروز جمعہ مورخہ ۶۰-۲-۱۲ کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں محترمی مولوی محب الرحمٰن صاحب ابن حضرت منشی میاں حبیب الرحمٰن کپور تھلوی نے چند دوستوں کے روبرو مندرجہ ذیل بیان اپنے قلم سے لکھ کر عنایت فرمایا۔

"خاکسار محب الرحمٰن عرض کرتا ہے کہ ۱۹۰۹ء کے قریب خاکسار کو ایک صاحب پنڈت گوکل چند ہیڈ ماسٹر نڈالوں ضلع ہوشیار پور نے بتایا کہ جس وقت پنڈت لیکھ رام قتل ہوئے اس سے کچھ عرصہ پیشتر وہ ان سے

---

(۱) اخبار فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۴۰ تا ۴۳ جلد ۱۰ شمارہ نمبر ۴۳ تا ۴۶

سنسکرت پڑھا کرتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک مسلمان ان کے پاس آیا جس نے سنسکرت پڑھنے کا شوق ظاہر کیا اور چند دن پڑھتا رہا۔ جس دن واقعہ قتل ہوا اس دن وہ وہاں موجود تھے اور واقعہ قتل کے وقت جس وقت چھری اسے لگی۔ اس نے ماں کہہ کر آواز نکالی۔ اس کی والدہ دوڑتی ہوئی آئی تو دیکھا کہ قاتل بڑے اطمینان سے آہستہ آہستہ لیکھ رام کے پاس سے چل کر سامنے ایک کوٹھڑی میں چلا گیا۔ لیکھ رام کی والدہ نے بڑھ کر کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی اور پولیس کو بتایا کہ قاتل اس کوٹھڑی میں ہے۔ اس وقت انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھا۔ کوئی سپاہی کوٹھڑی میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس خود ایک ہاتھ میں پستول اور ایک ہاتھ میں لالٹین (کیونکہ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا) لے کر اندر گیا اور اس نے لالٹین سے تمام کوٹھڑی کو اچھی طرح دیکھا اور کہا کہ یہاں کوئی نہیں۔ لیکھ رام کی والدہ نے اصرار کیا کہ قاتل اسی کوٹھڑی میں ہے۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ اگر مکھی بن کر نکل گیا ہو تو ممکن ہے ورنہ انسان کے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ پنڈت گوکل چند صاحب نے حلفیہ بیان کیا ہے اور میں بھی اس کو حلفیہ بیان کرتا ہوں۔" الراقم محب الرحمٰن ۶۰-۲-۱۲

گواہ شد ڈاکٹر عبید اللہ خاں بٹالوی

گواہ شد ماسٹر محمد ابراہیم صدر حلقہ دہلی دروازہ (۱)

(نوٹ۔ تمام ہندی روایات میں لیکھ رام کی ماتا کو قاتل کے بیلنا مارنے اور اس کا زخمی ہو کر گر جانے کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ اس شہادت میں آخر وقت تک ماتا کا پولیس کو قاتل کی نشاندہی کروانے کا ذکر ہے۔ ناقل)

---

(۱) حیات طیبہ ایڈیشن دوم آخری ٹائٹل پیج

# ہندی اخبارات کا واویلا

## ہندوؤں کی شورش اور اخبارات کا طوفان بدتمیزی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا سے علم پاکر شائع کردہ پیشگوئیوں کا ایک ایک لفظ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا۔ مگر ان سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے اہل ہنود نے مسلمانوں کے خلاف زبردست شورش برپا کردی خصوصاً لاہور شہر میں جہاں قتل لیکھ رام کا یہ عظیم الشان اور خدا کا قہری و جلالی نشان پورا ہوا کئی معصوم بچے قتل کیے گئے۔ ہندو دکانداروں نے مسلمان بچوں کو مٹھائی میں زہر ملا کر دیا جس سے کئی بچے فوت ہوگئے۔ اس پر مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنی دکانیں کھولیں۔ (۱)

راولپنڈی میں قریباً چالیس افراد کو زہر دیا گیا۔ آریوں نے قاتل کی گرفتاری کے لئے گرانقدر انعام مقرر کئے اور سب سے زیادہ رخ اس شورش کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مقدس تھی۔ ہندو اخبارات نے حکومت اور عوام دونوں کو حضور کے خلاف مشتعل کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ملک میں زبردست مخالفت کی آگ بھڑکا دی گئی اور کھلے لفظوں میں حضور کو اس قتل کی سازش میں شریک ٹھہرا کر قتل کی دھمکیاں دی جانے لگیں۔ مثلاً":

(الف) اخبار آفتاب ہند (۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵ کالم ۱) نے لکھا کہ:

"مرزا قادیانی خبردار۔ مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر مناسکتی ہے۔ آج کل اہل ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی

---

(۱) لاہور تاریخ احمدیت مصنفہ عبدالقادر صفحہ ۱۹۴ و مجدد اعظم صفحہ ۴۸۱

نسبت بہت بگڑے ہوئے .... پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ بھی بقرعید کی قربانی نہ ہو جائے۔" (۱)

(ب) اخبار "رہبر ہند" ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھا گیا۔

"کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کر آئیں گے اور یہ بھی افواہ ہے کہ علی گڑھ والے بوڑھے (سرسید احمد خان) کا بھی خاتمہ کیا جائے گا۔" (۲)

(ج) ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی پیشگوئی کی تھی۔" (۳)

(د) "..... پیشگوئی کی تھی کہ پنڈت لیکھ رام چھ برس کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔" (۴)

(ر) "گوجرانوالہ سے ایک معزز رئیس نے اطلاع دی کہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھ رام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا اور دو سو اس کے لئے جو نشاندہی کرے نیز سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے جس میں کسی کو بیس ہزار روپیہ دے کر آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔" (۵)

(س) "پیسہ" اخبار لاہور نے لیکھ رام کے قتل کی خبر دیتے ہوئے ایک اہم امر کا انکشاف یوں کیا کہ:

"آریہ سماج کے سرگرم واعظ پنڈت لیکھ رام کو جن کی تصنیفات پر دہلی، امرتسر، بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے مذہبی توہین کے دعوے ہوئے یا

---

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۵
(۲) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۵ و مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۸
(۳) انیس ہند میرٹھ ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء
(۴) اخبار پنجاب سماچار ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء
(۵) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۶

ہونے والے تھے کسی بدمعاش نے لاہور میں لالہ جیون داس پنشنر کے مکان پر ۶؍ مارچ کو جبکہ تھوڑا سا دن باقی تھا قتل کر دیا۔ پولیس تفتیش میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے اور آریہ سماج سے قاتل کی گرفتاری کے لئے انعام بھی مشتہر ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا سراغ نہیں لگا ہے۔ قتل کی نسبت مختلف روایتیں ہیں۔ جن میں سے ایک بہت مشہور ہے کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا اور یہی عام طور پر کہی اور یقین کی جاتی ہے۔ بعض آریوں کو مرزا صاحب قادیانی کی سازش کا شبہ ہے اول تو یہ وہم بے اصل ہے۔ سنا ہے کہ مرگھٹ میں کسی آریہ ممبر نے لیکچر دیا کہ اب آریوں کو مسلمانوں سے کھلم کھلا ایسے ہی انتقام لینے اور ان کے منتخب آدمیوں کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہیے۔ اول تو یقین ہے کہ یہ خبر غلط ہوگی اور اگر کسی ناعاقبت اندیش و ناتجربہ کار نے ایسی غلطی کی ہے تو آریہ سماج کے خیر خواہوں کو چاہیے کہ اس بات کو دبادیں۔" (۱)

(ع) آریہ ویر کے بلیدان نمبر مورخہ ۲۲؍ فروری ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ:

"مرزا کی سازش سے ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک شداد مسلمان نے لیکھ رام جی کو جام شہادت نوش کرایا۔"

(ط) "پرکاش" لاہور مورخہ ۲۲؍ فروری ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ پر لکھتا ہے کہ:

"اس لمبے عرصہ (چھ سال) میں بھی خدا مدد کرتا دکھائی نہ دیا تو ایک بوچڑ سے مدد لی جس نے نمک حرامی کر کے پنڈت جی کا گھات کیا۔"

(ص) اخبار "عام" نے حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ:

"اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خمیازہ لیکھ رام

---

(۱) پیسہ اخبار لاہور ۱۳؍ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰ کالم ۱

کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی۔ یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جس کی تجاویز امرتسر اور گورداسپور کے نزدیک اور ادھر دہلی اور بمبئی کے ارد گرد مدت سے ہو رہی تھیں۔ کیا یہ غیر اغلب ہے کہ اس سازش کا جنم ان اشخاص سے ہوا کہ جو اعلانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالف چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں۔"

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی اطلاع اور اہم اقدامات

ہندو دھرم کے مطابق ہندو پیدائشی ہوتا ہے اور کسی غیر مذہب والا کوئی شخص بھی ہندو دھرم میں داخل نہیں ہو سکتا مگر پنڈت لیکھ رام وہ پہلا شخص تھا جس نے شدھی کا ڈھونگ رچایا اور کہا کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے زبردستی ہندوؤں کو مسلمان بنالیا تھا۔ ان کو پھر سے ہندو بنانے کے بہانہ سے پنڈت لیکھ رام نے شدھی کی بنیاد ڈالی اور بڑے زور سے اس کا پرچار کیا جس کے نتیجہ میں بقول ان کے ایک مسلمان آکر ان سے ملتجی ہوا کہ میرے آباؤاجداد ہندو تھے جو مسلمانوں کے زیر اثر مسلمان ہو گئے تھے۔ اب میں پھر ہندو دھرم میں آنا چاہتا ہوں مجھے شدھ کیا جائے اس پہلی شدھی کے لئے ۷ رمارچ ۱۸۹۷ء اتوار کا دن بڑی خوشیوں اور جلسوں کے ساتھ منانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں گویا یہ دن لیکھ رام اور آریوں کے لئے ایک عید کا دن تھا کہ ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں تمام تر حفاظتی تدابیر کے باوجود تیز خنجر کے ذریعہ قتل ہو کر پنڈت لیکھ رام بڑی ذلت اور رسوائی کے عالم میں اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ لیکھ رام کی نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ نعش چیری پھاڑی گئی اور پھر چتا میں جلا کر

گوسالہ سامری کی طرح راکھ دریائے راوی میں بہادی گئی۔ لیکھ رام کے فی النار ہونے کی اطلاع آریوں کے ایک اشتہار کے ذریعہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملی تب آپ نے فوراً ۹ر مارچ ۱۸۹۷ء کو نہایت جرات اور دلیری سے ذیل کا ایک اشتہار طبع کروا کر لاہور میں تقسیم کرایا اور عین ایام ماتم اور غیض و غضب میں مبتلا قوم کو ایک دفعہ پھر اپنی طرف متوجہ کیا اور بڑی تحدی سے لکھا کہ لیکھ رام میری پیشگوئی کے مطابق مارا گیا۔ اس اشتہار کی پیشانی پر یہ شعر درج تھا۔ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زغلمان محمدؐ

اس اشتہار کا ضروری حصہ پیش کیا جارہا ہے:

"عرصہ دس برس کا ہوا کہ جب میں نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھ رام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے ان کے لئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے اور ان کے عذاب کی تشریح معہ تشریح میعاد کے ان کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی چنانچہ انہوں نے بہ طیب خاطر مجھے اجازت دے دی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شائع کر دی جائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شائع کر دی گئی اور نہ صرف اس میں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شائع ہوتی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئے گی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہو کر انتقال کرے گا اور اس پیشگوئی کے لئے ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے ۶ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔

سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے کہ جو پنڈت مذکور ۷ر مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہو گیا۔ اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔

لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہوگئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق کا ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرارداده باتوں کو روک سکتا ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک کر کے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے اور اشتہار ٹائٹل پیج برکات الدعاء وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکہ اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے ... سو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو اسی حجاب میں گزر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا۔" (۱)

## دوسرا اشتہار ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہفتہ بعد ایک اور چو ورقہ اشتہار میں پنڈت لیکھ رام کے قتل کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ پیشگوئی کی بعض جزئیات پر تفصیل سے روشنی

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۳۶-۳۳۸

ڈالی۔ اپنے آپ پر قتل کے الزام کے خلاف دلائل دیئے اور حلفیہ قسم کھانے کا بھی ذکر فرمایا۔ نیز خون والے کشف میں خون سے مراد لیکھ رام کے خون کا تاریخی اعلان بھی اسی اشتہار میں موجود ہے۔

طوالت کے باعث سارا اشتہار تو یہاں نہیں دیا جاسکتا۔ اس کے بعض حصوں کا تفصیلی ذکر اسی باب میں آگے آرہا ہے۔ تاہم کچھ ضروری حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

"ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الٰہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی اور نیز یہ کہ لیکھ رام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب سماچار دہم مارچ ۱۸۹۷ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اس کی غلطی ہے الہام کی عبارت یہ ہے **ستعرف یوم العید والعید اقرب** یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکھ رام قتل ہوگیا۔ سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔ اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہوسکتا ہے کہ چھ برس پہلے

ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دے دے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھ رام نے بھی ایک دنیوی چالاکی سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مرجاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکتا اس کی بات پوری ہوتی۔" (۱)

## تیسرا اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء

اس کے بعد آریوں کی طرف سے بہت بے ہودہ حرکتیں شروع ہو گئیں۔ اور بعض اخباروں میں آریوں نے اپنے گندے اور ناپاک خیالات کا اظہار کھلے لفظوں میں کیا کہ فلاں مسلمان لیڈر کو قتل کر دیا جائے گا۔ فلاں کو مار دیا جائے گا اور مرزا قادیانی خبردار رہے اس کی قربانی عید بقر پر ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ ان خبروں اور ایسی اطلاعوں کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کا عنوان "عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی" ہے اس میں ایسی تمام خبروں کا ذکر کر کے گورنمنٹ کو آریوں کی بے ہودگی پر توجہ دلائی اور آخر میں تحریر فرمایا کہ:

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ۱۷ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا سو آخر ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۸

صاحبوں کو چاہیے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پاچکا اور مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ہریک جوش سے اپنے تئیں باز رکھیں اور اخلاقی پیرایہ میں فتح کا شکر ظاہر کریں اور اس وقت سچی اطاعت اور سچی بردباری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں اور کوئی وحشیانہ حرکت ان سے ظاہر نہ ہو کیونکہ آسمانی عدالت سے ان کی فتح ہو چکی ہے اور آریہ صاحبان ان کے مدیون ٹھہر چکے ہیں اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں۔ لطف اور محبت سے پیش آئیں۔"(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ سب اشتہارات ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کو خدا پر کامل بھروسہ اور یقین تھا اور آپ کو اپنی پیشگوئی کی صداقت پر پورا اطمینان اور صمیم قلب حاصل تھا۔ وہ ایک لحہ کے واسطے بھی اس سے خائف نہ تھے کہ مجھ پر کوئی الزام سازش قتل کا ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ خوب دھڑلے سے بار بار لکھتے ہیں کہ میری پیشگوئی جو خدا سے علم پا کر میں نے کی تھی وہ قتل لیکھ رام سے پوری ہوئی اور لیکھ رام میری پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا اور حضور خوب ایمان رکھتے تھے کہ مجھے کوئی گورنمنٹ وغیرہ ماخوذ نہیں کر سکتی لیکن آریوں کا جوش ان تحریروں کو پڑھ کر بڑھتا ہی گیا اور اس امر کے کہنے سے باز نہ آئے کہ قتل لیکھ رام مرزا صاحب کی سازش اور منصوبے سے ہوا ہے۔ لہٰذا حضرت صاحب نے ان پر ایسی طرح سے اتمام حجت کی جس کا جواب آریوں کے پاس نہیں ہے۔

## قتل کی دھمکیاں اور غیرت کا اظہار

قتل کی پیشگوئی کرنے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی

---

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۵

دھمکیوں پر مشتمل خطوط اور اشتہار ملنے شروع ہو گئے تھے مگر لیکھ رام کے قتل کے بعد یہ سلسلہ اپنے عروج کو پہنچا۔ اس کی کچھ جھلک ہم گذشتہ صفحات پر پڑھ آئے ہیں۔

۲۷؍ جولائی ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار بعنوان "بیل نہ کودا کودی گون" مطبع چشمہ نور افشاں امرتسر سے شائع ہوا۔ اسی طرح ایک رسالہ بعنوان "سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن فریب غلام احمد کی کیفیت" طبع ہوا۔

ان دھمکیوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ اس باطل فرقہ کی جارحانہ سرگرمیوں کو دیکھ کر خاموش ہو جائیں۔ آپ نے ایک دفعہ پھر ویدوں کو رد کرنے، اسلام کی پاکیزہ تعلیم پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا اور "شحنہ حق" ایسی معرکہ آراء کتاب تصنیف فرمائی جس میں آریہ سماج کا تارو پود بکھیر دیا۔ حضرت صاحب نے آریہ سماج کی طرف سے قتل کی دھمکیوں کا جواب جن ایمان افروز الفاظ میں دیا وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور آپ کے بے پناہ جوش ایمانی کا پتہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"یاد رہے کہ ہم حق کے اظہار میں ایسے اعلانوں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ایک جان کیا اگر ہماری ہزار جان ہو تو یہی خواہش ہے کہ اس راہ میں فدا ہو جائے اور گو ہم جانتے ہیں کہ یہ تحریریں کن حضرات کی ہیں اور کن اندرونی اور بیرونی سازشوں اور مشوروں اور باہم خط و کتابت کے بعد کسی قوی امید سے کسی اسی جگہ کے یہودا اسکریوطی یا بگڑے ہوئے سکھ کی دم دہی سے جاری کئے گئے ہیں۔ مگر ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ مجازی حکام کو اس کی اطلاع دیں کیونکہ جو کچھ یہ لوگ ہماری نسبت بد ارادے کر رہے ہیں۔ ہمارے حاکم حقیقی کو ان کا پہلے ہی سے علم حاصل ہے۔ ہم متعجب ہیں کہ ان کی ان تیزیوں کا باعث کیا ہے۔ کیا رام سنگھ کے کوکوں کی روح تو ان میں کہیں گھس نہیں آئی۔ اے آریو! ہمیں قتل سے تو مت ڈراؤ ہم ان

ناکارہ دھمکیوں سے ہرگز ڈرنے والے نہیں۔ جھوٹ کی بیخ کنی ہم ضرور کریں گے اور تمہاری ویدوں کی حقیقت ذرہ ذرہ کرکے کھول دیں گے۔۔

نمی ترسیم از مردن چنیں خوف از دل افگندیم ۔ کہ ما مردیم زاں روزی کہ دل از غیر برکندیم

دل و جان در رہ آں دلستان خود فدا کردیم ۔ اگر جاں ماز ما خواہد بصد دل آرزو مندیم

(ترجمہ اشعار۔ ہم مرنے سے نہیں ڈرتے ہم نے ایسا خوف دل سے نکال دیا ہے ہم تو اسی دن سے مرچکے ہیں جس دن سے ہم نے غیر سے اپنا دل ہٹا لیا ہے۔ ہم نے اس پیارے خدا کی راہ میں جان و دل فدا کردیا اگر وہ ہماری جان بھی مانگے تو ہم شوق سے حاضر کردیں گے۔ ناقل)۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ایسی دھمکیاں ان لوگوں کے دلوں پر کیا کارگر ہوسکتی ہیں۔ جن کو کتاب الٰہی نے پہلے ہی سے یہ تعلیم دے رکھی ہے۔ **قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین** یعنی مخالفین کو کہہ دے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہے۔ وہی حق دار خدا جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ ہاں یہ دھمکیاں ان دلوں پر کارگر ہوسکتی ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہیں چاہتے کیونکہ اس کی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق بنے بیٹھے ہیں اور اس کو اس قابل نہیں سمجھتے۔" (۱)

پنڈت لیکھ رام کا پیشگوئی کے عین مطابق قتل ہونے پر آریوں میں انتقام کی آگ بھڑکنا فطرتی بات تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات تک اس انتقام کی آگ کے شعلے ان میں بھڑکتے رہے اور کوئی موقعہ قتل کا یا نقصان کا ہاتھ سے جانے نہ

---

(۱) شحنہ حق از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۹۔۳۳۱ حاشیہ

دیا۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں جو عیسائیوں کی طرف سے دائر کیا گیا تھا آریوں نے عیسائیوں کا ساتھ دیا اور قتل کی سزا دلوانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

(۲)۔ ۱۹۰۳ء میں کرم دین والے مشہور مقدمہ میں آریوں کی پر زور تحریک پر جب کہ ہندو مجسٹریٹ نے لیکھ رام کے قتل کا بدلہ لینا چاہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلالی رنگ میں فرمایا "میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے ایسا کر کے تو دیکھے۔" (۲)

۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منڈوہ میلا رام میں ایک لیکچر دیا جو لیکچر لاہور کے نام سے مشہور ہے۔ آریوں نے اس کی بھی بہت مخالفت کی اور خطوط کے ذریعہ قتل کی دھمکیاں دیں۔ بشن داس جس کا ذکر معابعد آ رہا ہے کا ایک خط جناب محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر نے نقل کیا ہے۔ جس میں بشن داس نے پنڈت لیکھ رام کا انتقام لینے کی خاطر قتل کی دھمکی دی ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے:

"پرمیشر کا احسان کہ میری محنت ٹھکانے لگی یعنی جب دو سرا خط لکھا۔۔۔۔ اس روز تو نے چوری چوری لیکچر کیا۔ خیراب ۳ تاریخ کو اپنے بال بچوں سے مل کر آنا۔ میں پنڈت لیکھ رام مرحوم شہید کا انتقام لوں گا۔ اس روز ایک لاش منڈوا میں ہوگی۔ لاہور کیا کل جہان دیکھے گا۔ کفن لے کر آنا' اگر تو نہ آیا تو یاد رکھ جس نے تیری جگہ پڑھا۔ اس پر بھی ہاتھ صاف ہو گا۔ مختصر ہے جس قدر چاہے مفصل سمجھے۔ میں اپنے گھر سے رخصت ہو کر آیا ہوں تجھے خبر کر کے شیروں کی طرح ماروں گا۔ بشن داس۔" (۳)

## الزام قتل

پنڈت لیکھ رام سے متعلق پیشگوئی کو حرف بحرف پوری ہوتے دیکھ کر اور

---

(۱) حیات طیبہ از عبد القادر صفحہ ۲۲۷
(۲) حیات طیبہ از عبد القادر صفحہ ۳۳۸
(۳) اخبار البدر جلد ۳ نمبر ۳۳ بابت یکم ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۔۲

اپنے مذہب کا بطلان دیکھ کر آریہ سماجی بوکھلا اٹھے۔ اس پیشگوئی کو سچا ماننے کی بجائے ضد اور ہٹ دھرمی شروع کر دی اور لیکھ رام کے ویدک دھرم کے لئے سرخ باش ہونے کا نعرہ لگایا اور یہ مشہور کر دیا کہ پنڈت لیکھ رام کا قتل مرزا صاحب اور کئی ایک اشخاص کی موت کی سوچی سمجھی ہوئی سازش سے ہوا جیسا کہ اخبار پنجاب سماچار لاہور نے اپنے پرچہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۶ میں لکھا:

"کہ مرزا صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کو موت دوسری شوال کو ہونی تھی یعنی پیشگوئی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے یہ قتل ظہور میں آیا اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخباروں میں متفرق طریقوں سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (۱)

مگر سازش کا الزام اور قتل کرنے کا ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی سچائی اور اسلامی عظمت پر کیا غبار ڈال سکتا تھا جبکہ اس فعل میں فی الحقیقت نہ تو کسی سازش کا دخل تھا اور نہ ہی کسی انسان کے منشاء کے موافق قتل ہوا تھا بلکہ حق و باطل کا مقدمہ جو خدا کو سونپا گیا تھا۔ اس کا ایک آسمانی فیصلہ تھا جس میں اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر مسلموں کے ایک نامی پہلوان لیکھ رام پر فتح حاصل ہوئی کیونکہ دونوں مذہبی پہلوانوں نے خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور دونوں نے دعا کی تھی کہ جھوٹا تباہ ہو اور سچے کی عزت ظاہر ہو۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی۔ اور دونوں نے اپنے اپنے مذہب کی سچائی اس عظیم الشان مقدمہ پر رکھی تھی جس کے نتیجے کی دو بڑی بھاری قومیں منتظر تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہوں پر اس الزام کا جواب دیا ہے بلکہ اس الزام کے جواب میں مدمقابل کو قسم کے لئے بلایا ہے۔ لیکھ رام کے قتل کی پیشگوئی

---

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۶

یہاں پر ایک اور پیشگوئی کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ جس کا ذکر اگلے صفحات پر آرہا ہے۔

اپنے اوپر قتل کے الزام کا جواب دیتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا:

"ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہو گا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بناء تقویٰ اور طہارت اور نیکو کاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے ہیں اور وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت رکھ لے اور اپنے گلہ میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اس کا معتقد ہو سکتا ہے کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کرے گا اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہے گا کہ اے بدکار! ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹ تو بولے اور رسہ دوسرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے ادنیٰ بدظنی سے

اس میں فرق آجاتا ہے ...... ہم باآواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیز گار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھ رام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ر مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں جیسے راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ ان کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اس کو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر ان کے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بدمعاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مریدوں کے سلسلہ میں جس کے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرام زدگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر ایک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیز گاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں

وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پر پورا کرنا چاہے کہ مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھ سے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی کرو۔ جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے۔

کہاں ہے تمہارا پاک کانشنس' اے مہذب آریو!؟ اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو!؟ ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیز گاری سیکھنے کے لئے میرے پاس جمع ہے وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقاید کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو

ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوع انسانی کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بد معاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہے۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم درد مند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا۔ تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی پر بھی اس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔" (۱)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"ہمارے ساتھ ہزارہا جماعت ہے اگر ان میں سے کسی کو کہوں تم جا

(۱) اشتہار ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ تا ۳۵۲

کر مار آؤ۔ تو یہ میری پیروی اور بیعت کا سلسلہ کب چل سکتا ہے؟ یہ تو جب ہی چل سکتا ہے کہ صفائی ہو اور پیرووں کو معلوم ہو کہ پاک باطنی کی تعلیم دی جاتی ہے اور جب ہم خود ہی قتل کے منصوبے لوگوں کو سمجھائیں تو یہ کاروبار کیسے چل سکتا ہے؟ اب یہ اس قدر گروہ ہے کوئی ان میں سے بولے کہ ہم نے کس کو اور کب کہا تھا کہ جاکر اس کو مار ڈالے۔" (۱)

پیسہ اخبار لاہور نے اپنی ۲۷ر مارچ ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں پر زور آواز بلند کی۔ نیز لکھا کہ

"ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کئی لائق تعلیم یافتہ اور عالم مرید پیر کی قتل اور ریا کاری کی سازشوں میں شریک رہ سکیں۔" (۲)

## الزام قتل عائد کرنے والوں کو ایک مشورہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت تحدی اور جلال کے ساتھ سازش کا الزام لگانے والوں کو ایک چیلنج دیا اور نیک مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے کہ جس کے الفاظ یہ ہوں کہ "میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا! ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے

---

(۱) ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۵۹۴-۵۹۵
(۲) اخبار پیسہ اخبار لاہور ۲۷ر مارچ ۱۸۹۷ء

ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہوسکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے اس کا کرایہ میرے ذمہ ہو گا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائیں گی اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہروں گا۔ اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اس صورت میں میں اسی سزا کے لائق ٹھہروں گا جو مجرم قتل کو دینی چاہیے...... مگر مقابلہ کرنے والا ایسا ایک شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت بے حیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے ناپاک شبہات کرے۔ میں نے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنے والا بہتانوں سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اس پر لعنت۔" (۱)

## گنگا بشن کی قسم کھانے کو آمادگی

کسی مشہور آریہ یا آریوں کے کسی لیڈر کو تو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرات

---

(۱) اشتہار ۵ مارچ ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳

نہ ہوئی البتہ ایک آریہ سماجی گنگابشن ڈریل ماسٹر ریلوے پولیس نے اخبار پنجاب سماچار ۳؍اپریل ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعوت قسم کے جواب میں لکھا:

"میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر یہ تین شرطیں ہیں کہ

(۱) پیشگوئی پوری نہ ہونے کی حالت میں مرزا صاحب کو پھانسی دی جائے۔

(۲) میرے لئے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے تا اگر میں بددعا سے نہ مروں تو وہ روپیہ مجھے مل جاوے۔

(۳) جب قادیان میں قسم کھانے آوٴں تو اس بات کا ذمہ لیا جاوے کہ میں لیکھرام کی طرح قتل نہ کیا جاوٴں۔"

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

آریہ سماجی کارکن ایسی کڑی شرطیں لگا کر یہ سمجھتا تھا کہ مرزا صاحب کا ان شرائط کو نہ ماننا مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہو گا۔ مگر اسے اسلام کے اس پہلوان کی کیا خبر کہ یہ کہیں بھی پیچھے ہٹنے والا نہیں۔ وہ اپنے الفاظ "اگر میں اس طریق فیصلہ سے روگرداں ہو جاوٴں تو مجھ پر لعنت" پر قائم اور ثابت قدم ہے۔ چنانچہ آپ نے گنگابشن کو اپنے ایک اشتہار کے ذریعہ مثبت جواب بھجوا کر ششدر کر دیا۔ آپ نے لکھا:

"مجھے تینوں شرطیں ان کی بسروچشم منظور ہیں اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں۔ جس عدالت میں چاہیں میں صاف صاف اقرار کر دوں گا کہ اگر لالہ گنگابشن صاحب میری بددعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے کہ میں مجرم کی طرح پھانسی دیا جاوٴں اور گورنمنٹ سخت ناانصافی کرے گی اگر اس وقت مجھ کو پھانسی نہ دیوے کیونکہ جب لالہ گنگابشن صاحب جلسہ عام

میں قسم کھا کر کہیں گے کہ "میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ در حقیقت پنڈت لیکھ رام کا یہی شخص قاتل ہے اور اگر یہ شخص قاتل نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے یہ نشان ظاہر ہوا ہے تو اے سچ کے حامی خدا ایک سال تک مجھ کو سزائے موت دے۔" پس اس صورت میں جبکہ وہ سزائے موت سے بچ جائیں گے تو اس میں کیا شک ہے کہ یہی ثابت ہو جائے گا کہ میں قاتل تھا یا قتل کے مشورہ میں شریک تھا یا اس پر کسی طرح سے اطلاع رکھتا تھا تو اس وجہ سے قانونا مجھے پھانسی دینا ناجائز نہ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

غرض میں تیار ہوں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں کہ جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پوری کر کے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں ہو گا کہ میں پھانسی ملوں یا ایک خرمہرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے کو دوں بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک جنبش و سکون ہے۔ اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائے گا جس کے آگے گردنیں جھک جائیں۔ ایسا ہی لالہ گنگا بشن صاحب کی دوسری شرط کی نسبت میں ان کو تسلی دیتا ہوں کہ اس روز سے کہ وہ کسی مشہور پرچہ کے ذریعہ سے اقرار مذکورہ بالا شائع کریں میں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس ہزار روپیہ ان کے لئے گورنمنٹ میں جمع کرا دوں گا یا کسی دوسری ایسی جگہ پر جس پر فریقین مطمئن ہو سکیں۔ اور جو انہوں نے آخری شرط پیش کی ہے کہ میں قادیان میں قتل نہ کیا جاؤں۔ اس کا میں بفضلہ تعالیٰ خود ذمہ دار

ہوں" (۱)

## گنگا بشن کا عذر

گنگا بشن نے یہ بھی عذر کیا کہ میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ اگر میں ایک سال میں مرگیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہو گا کہ در حقیقت لیکھ رام خدا کے غضب سے ہلاک ہوا اور اس کی ہلاکت مطابق پیشگوئی اسلام کی سچائی کی دلیل ہے اور دوسرے مذاہب کے باطل ہونے کا نشان۔" (۲)

## حضرت مرزا صاحب کا مدعا

اس عذر خام کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ "ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے کہ تا ہم ثابت کریں کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور دوسرے تمام مذاہب باطل ہیں اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ سب جھگڑے ہی عبث ہیں اور ہمارے الہام بھی عبث۔ یہی تو ایک مدعا ہے۔ یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا..... اور پنڈت لیکھ رام سے بھی پیشگوئی کے مطابلہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے متصور ہوگی۔" (۳)

## گنگا بشن کی طرف سے ایک اور شرط

اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے کس قدر حضرت مرزا صاحب کو اپنی صداقت

---

(۱) اشتہار ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۸ - ۳۸۰

(۲) ہمدرد ہند ۲ اپریل ۱۸۹۳ء

(۳) اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۷

پر یقین ہے کہ کڑی سے کڑی شرائط بھی منظور فرمالیں۔ تو لالہ گنگا بشن کو اپنی موت منہ کھولے سامنے نظر آنے لگی۔ تب اس نے پنجہ مرگ سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور اخبار "ہمدرد ہند" لاہور ۱۲/اپریل ۱۸۹۷ء میں ایک شرط کا اضافہ کرتے ہوئے یہ اعلان شائع کیا:

"کہ اگر مرزا صاحب جھوٹے نکلیں تو ان کو پھانسی دینے کے بعد لاش گنگا بشن کو مل جائے تا وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں۔ جلادیں اور دریا برد کریں یا اور کارروائی کریں۔"

## جھوٹے کو گھر تک پہنچانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گنگا بشن کے تمام بہانوں اور عذروں کے جواب میں ایک اشتہار بعنوان "لالہ گنگا بشن صاحب کی مرنے کے لئے درخواست" شائع فرمایا۔ جس میں اس شرط کو بھی منظور فرماکر جھوٹے کو گھر تک پہنچادیا۔ چنانچہ حضرت صاحب اس شرط کے متعلق فرماتے ہیں:

"یہ شرط بھی مجھے منظور ہے اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلت کے لائق ہے اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری تھی جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین موقعہ پر یاد آگئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں..... اور وہ یہ ہے کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشاء پیشگوئی مرجائیں تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے۔ لیکن چونکہ لاش وصول پانے کے لئے ابھی سے کوئی احسن انتظام چاہیے۔ لہٰذا اس سے

زیادہ کوئی انتظام احسن معلوم نہیں ہوتا کہ پنڈت لیکھ رام کی یادگار کے لئے جو پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے اس میں سے دس ہزار روپیہ بطور ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری بنک میں جمع رہے اور کاغذات خزانہ میں یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے اندر گنگابشن فوت ہو گیا اور اس کی لاش ہمارے حوالہ نہ کی گئی تو بعوض اس کے بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا جائے گا اور ایسے اقرار کی ایک نقل معہ دستخط عہدہ دار افسر خزانہ کے مجھے بھی ملنی چاہیے۔" (۱)

اس اشتہار میں گنگابشن کے لئے قسم کے الفاظ بھی تجویز فرمائے اور لکھا کہ لالہ بشن کو چاہیے کہ وہ ان الفاظ میں قسم کھائیں:

"میں فلاں بن فلاں قوم فلاں ساکن قصبہ فلاں ضلع فلاں اللہ جل شانہ کی یا پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرزا غلام احمد قادیانی در حقیقت پنڈت لیکھ رام کا قاتل ہے اور میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ بالضرور لیکھ رام، غلام احمد کی سازش اور شراکت سے قتل کیا گیا ہے اور ایسا ہی پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ ایک انسانی منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل میں آیا۔ اگر میرا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اے خدائے قادر مطلق! اس شخص کا سچ ظاہر کرنے کے لئے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک سال کے اندر مجھے ایسی موت دے کہ جو انسان کے منصوبہ سے نہ ہو اور اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا تو تمام دنیا یاد رکھے کہ میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا۔ انسانی سازش نہیں تھی اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین صرف

(۱) اشتہار ۱۶؍ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۹۳۔۳۹۴

اسلام ہے اور دوسرے تمام مذاہب جیسے آریہ مذہب اور سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔"

قسم کے الفاظ درج فرمانے کے بعد آپ نے ایک دفعہ پھر لالہ گنگا بشن کو مخاطب ہو کر شرائط پر عمل پیرا ہونے کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی:

"غرض اس مضمون کی قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں چھپوانی ہوگی اور یہی قسم قادیان میں آکر جلسہ عام میں کھانی ہوگی۔ اب اگر میں اس وعدہ سے پھر جاؤں تو میرے پر خدا کی لعنت ورنہ تمہارے پر۔

آپ کی درخواست کے موافق مجھ پر واجب ہوگا کہ میں دس ہزار روپیہ آپ کے لئے جمع کرادوں اور میری درخواست کے موافق آپ پر واجب ہوگا کہ آپ بلاکم و بیش اسی قسم کا اقرار موکد بقسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں جیسا کہ اخبار عام شائع کرادیں اور جیسا کہ میں تسلیم کرچکا ہوں آپ کے اس چھپے ہوئے اقرار کے پہنچنے کے بعد دو مہینے تک دس ہزار روپیہ جمع کرادوں گا اگر نہ کراؤں تب بھی کاذب شمار کیا جاؤں گا۔" (۱)

## گنگا بشن کا فرار

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گنگا بشن کی سب شرطیں منظور فرما کر اسے لاجواب کردیا تو اس بزدل بہادر آریہ (آریہ بہادر کا خطاب پا چکا تھا) نے ایک اشتہار بعنوان "مرزا غلام احمد کی پھانسی کی خواہش" شائع کر کے اپنی بعض مجبوریوں اور نالائقیوں کا اعتراف کیا اور حلف سے فرار اختیار کرلیا۔ چنانچہ لکھا:

"میں اپنی لاش دینی نہیں چاہتا۔ میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتا اور

(۱) اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۹۔۳۹۰

میں آریہ سماج کا ممبر نہیں پھر وہ کیونکر میری امداد کریں گے۔؟"

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۷ر اپریل کو ایک اشتہار کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا:

"ہم شرائط کو بدلنا نہیں چاہتے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ آئے دن شرطیں بدلی جائیں اور یاد رہے کہ گنگا بشن صاحب کو دس ہزار روپیہ جمع کرانا کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ اگر آریہ صاحبوں کی بھی درحقیقت یہی رائے ہے کہ لیکھ رام کا قاتل درحقیقت یہی راقم ہے اور وہ یقین دل سے جانتے ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہی سب جھوٹی باتیں ہیں بلکہ اس راقم کی سازش سے وقوعہ قتل ظہور میں آیا ہے تو بشوق دل لالہ گنگا بشن کو مدد دیں گے اور دس ہزار کیا وہ پچاس ہزار تک جمع کرا سکتے ہیں اور وہ یہ بھی انتظام کر سکتے ہیں کہ جو دس ہزار روپیہ مجھ سے لیا جائے گا وہ آریہ سماج کے نیک کاموں میں خرچ ہو گا۔ تو اب آریہ صاحبوں کا اس بات میں کیا حرج ہے کہ بطور ضمانت لاش دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں بلکہ یہ تو ایک مفت کی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا دھڑکا نہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ گورنمنٹ کو معلوم رہے گا کہ آریہ قوم کی رضامندی سے یہ معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ اور نیز اس اعلیٰ نشان سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔

اور اگر یہ حالت ہے کہ آریہ قوم کے معزز لالہ گنگا بشن کو اس رائے میں کہ یہ عاجز لیکھ رام کا قاتل ہے۔ جھوٹا سمجھتے ہیں..... تو پھر مجھے کونسی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کے مقابلہ کا فکر کروں جس کو پہلے سے اس کی قوم ہی جھوٹا تسلیم کر چکی ہو..... یاد رکھیں کہ اگر وہ آریہ قوم کے نزدیک جو اصل مدعی اور لیکھ رام کے وارث اور اس کے لئے غیرت رکھتے ہیں

اپنی رائے میں سچے ہیں تو ان سے لے کر دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں۔
اگر منظور نہیں تو آئندہ ان کو ہرگز جواب نہیں دیا جائے گا اور ان کے
مقابل پر ہمارا یہ آخری اشتہار ہے۔" (۱)

اور یوں اس نہایت عمدہ اور انصاف پر مبنی طریق فیصلہ پر سچے اور جھوٹے میں فیصلہ نہ ہو سکا۔ فریق ثانی نے کج روی کا طریق اختیار کیا۔ کاش وہ قسم کھاتے تا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جاتا۔ تاہم گنگا بشن کی اس خاموشی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر صدق ثبت کی۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند    ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

## تلاشی

گنگا بشن کے ساتھ قسم اور دعا کی خط و کتابت کے دوران ہی ۸راپریل ۱۸۹۷ء کو انگریزی گورنمنٹ نے آریوں کی شورش دیکھ کر مسٹر لیمار چنڈ ایس پی گورداسپور اور میاں محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کو حضرت مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی کے لئے متعین کیا۔ جنہوں نے ایک مختصر سی جمعیت کے ساتھ آپ کے گھر کی تلاشی لی۔ اور بعد تلاشی یہ رپورٹ دی کہ سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ کوئی سازش کوئی خفیف سی گنجائش منصوبہ کی ثابت نہیں ہوئی جو کچھ بھی پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے بالکل غلط ہے' اور یوں الہام سلامت بر تو اے مرد سلامت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تمام آسمانی اور زمینی آفتوں سے محفوظ رکھا۔

پولیس کے آنے پر حضرت میر ناصر نواب صاحب جو بوقت تلاشی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں موجود تھے نے پولیس کو آتا دیکھ کر سخت پریشانی کے عالم

---

(۱) اشتہار ۲۷ر اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴

میں عرض کی کہ حضور پولیس گرفتاری کے لئے آرہی ہے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "میر صاحب دنیادار لوگ خوشیوں میں چاندی، سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے" پھر ذرا تامل سے فرمایا "مگر ایسا نہیں ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔" (۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلاشی کے واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"ہمیں اس وقت قابل رحم قوم آریہ پر کچھ شکوہ نہیں کہ وہ ایسی ایسی تلاشیوں کے کیوں محرک ہوئے اور کیوں اپنے شریف ہمسایوں کو جو اہل اسلام ہیں ایسی بے اصل کارروائیوں سے تکلیف دی کیونکہ در حقیقت لیکھ رام کی موت سے ان کو بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے یہ ایسا صدمہ نہیں ہے جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش کر سکے اور در حقیقت یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیف سی موت سمجھی جاتی اور قاتل کی سراغ رسانی کے لئے معمولی قواعد استعمال میں لائے جاتے۔ مگر اب تو یہ ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی کہ لیکھ رام کی وفات اس پیشگوئی کے موافق ہوئی جس میں یہ شرط جانبین نے قبول کرلی تھی کہ پیشگوئی کے جھوٹی نکلنے کی حالت میں اسلام کی سچائی میں فرق آئے گا اور اگر پیشگوئی واقعی طور پر سچی ثابت ہوئی تو آریہ مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیا جائے گا۔ ہمیں آریہ صاحبوں سے بڑی ہمدردی ہے لیکن اس جگہ تو ہم حیران ہیں کہ اگر ہمدردی کریں تو کیا کریں۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ اس میں نہ ہماری اور نہ آریہ صاحبوں کی کچھ پیش جا سکتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات بر آمد ہوئے جن میں میری اور لیکھ رام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عہد

---

(۱) الحکم ۷ رجون ۱۹۳۶ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۴۳۱

نامہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں پڑھا گیا اور مجلس عام میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ بعض عہدیداران پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے۔ وہ بول اٹھے کہ جبکہ اپنے مطالبہ سے لیکھ رام نے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا تو پھر پیشگوئی کرنے والے پر شبہ کرنا بے محل ہے۔ خدا کے ہر ایک کام میں ایک حکمت ہوتی ہے اس تلاشی میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ وہ کاغذات حکام کے سامنے پیش ہو گئے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ لیکھ رام نے خود قادیان میں آکر اور ۲۵ دن رہ کر پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔ اور فریقین کی طرف سے تحریریں لکھی گئیں جن میں پیشگوئی کو فریقین کے مذہب کے صدق اور کذب کا معیار ٹھہرایا گیا۔ اور حکام پر کھل گیا کہ یہ تحریریں بہت سے بے ہودہ خیالات کا فیصلہ کرتی ہیں اور صاف سمجھا دیتی ہیں کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی تھی اور فریقین نے سچی نیت سے اپنے خدا اور پرمیشور پر توکل کر کے دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لئے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی اور اس پر راضی ہو گئے تھے اور یہ ایک ایسا امر تھا کہ اگر اسی حیثیت سے چیف کورٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا تو ضرور چیف کورٹ کے ججوں کو اس کے واقعات پر غور کرنے سے گواہی دینی پڑتی کہ خدا نے اس مقدمہ میں اسلام کی آریوں پر ڈگری کی۔۔۔۔۔۔۔

اب ہم ایک بڑی حکمت اس خانہ تلاشی کی لکھتے ہیں جس کے تصور سے ہمیں اس قدر خوشی ہے کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ جس دن خانہ تلاشی ہونے والی تھی یعنی ۸ر اپریل روز پنج شنبہ اس دن افسران پولیس کے آنے سے چند منٹ پہلے میں اپنے رسالہ سراج منیر کی ایک کاپی پڑھ رہا تھا اور اس میں براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ مضمون تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو

اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رومیہ کو دھوکہ دینے سے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دی جائے۔ اس عبارت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذا رسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ کو بھی تکلیف دی۔ مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے یعنی صرف آریوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی۔ اس وقت معاً میرے دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ تا وہ پیشگوئی جو لیکھ رام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی۔ سو ابھی میں اس سوچ میں تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ مجھے حکم آگیا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں۔ تلاشی کا نام سن کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہوگی۔ تب میں نے کہا آپ اطمینان کے ساتھ تلاشی کریں اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد میں ان کو معہ دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا اور اول مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں۔ تمام بستہ جات وغیرہ انہوں نے دیکھ لئے اور مہمان خانہ و مطبع وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔

غرض صاحب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔

اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے۔" (۱)

## قاتل کی گرفتاری کے لئے مزید کوششیں

قاتل کی گرفتاری کے واسطے بہت کوششیں ہوئیں۔ ہر قسم کے ذرائع استعمال ہوئے۔ گورنمنٹ کے مشہور اور ماہر سراغ رساں تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے۔ خفیہ پولیس کے خاص آدمی سپیشل ڈیوٹی پر لگائے گئے۔ لاہور میں اکثر اسلامی اداروں کی اور بعض بڑے بڑے مسلمانوں کے گھروں کی تلاشیاں بھی کروائیں اور خود آریہ قوم نے گرفتار کر کے لانے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ اور مخبری کرنے والے کے لئے دو سو روپیہ انعام کا اشتہار بھی دیا۔ جس پر ایک شخص تارا چند گجراتی آریہ یاغستان تک قاتل کی تلاش کرنے بھی گیا مگر بقول رسالہ آریہ جالندھر نمبر ۶/۱۶ صفحہ ۱۴ کچھ نہیں معلوم ہوا کہ کدھر کو وہ اڑا۔

جیسا کہ علم ہو چکا ہے کہ قاتل کی تلاش کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ بہت دوڑ دھوپ کی گئی۔ کئی آدمیوں کی پکڑ دھکڑ ہوئی۔ کشمیر اور برما تک چھاپے مارے گئے اور آدمی پکڑ کر بھی لائے گئے مگر لیکھ رام کی والدہ اور بیوی کی طرف سے شناخت نہ کرنے پر چھوڑ دیا گیا۔

برطانوی حکومت نے قاتل کا کھوج لگانے کی جو ملک گیر اور ہمہ گیر کوشش کی اس کا کسی قدر اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت نے نہ صرف احمدی بلکہ غیر احمدی مسلمانوں کے پرائیویٹ خطوط اور تاروں تک کو سنسر کیا کہ شاید اس کے ذریعہ قاتل کا کوئی پتہ چل سکے۔ اس کے ثبوت میں ایک غیر احمدی معزز دوست کی شہادت

---

(۱) اشتہار ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۱۔ ۳۸۴

پیش کی جاتی ہے جو ایک احمدی دوست مکرم مولوی عبدالحمید صاحب سابق سیکرٹری تصنیف جماعت احمدیہ کراچی کی بیان کردہ ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"اس عاجز کے خالو میاں محمد علی صاحب قریشی تھے جو محلہ قریشیاں عقب کشمیری بازار لاہور میں سکونت رکھتے تھے اور خان بہادر میاں سراج الدین صاحب قریشی کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ان کا انتقال پارٹیشن کے بعد ہوا ہے لیکن یہ واقعہ جو عرض کرنا چاہتا ہوں یہ پارٹیشن سے پہلے کا ہے۔ خاکسار سالانہ جلسہ قادیان دارالامان سے واپسی پر اکثر لاہور خالو صاحب مرحوم کے پاس چند دن ٹھہر کر واپس دہلی جایا کرتا تھا۔ وہ احمدی نہیں تھے ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ میاں میں تو احمدی نہیں لیکن پھر بھی آپ کے مرزا صاحب کی وجہ سے مجھے بھی ایک دفعہ اچھی خاصی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ خاکسار کے دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ واقعہ یوں ہوا کہ جس دن پنڈت لیکھ رام صاحب قتل ہوئے اس دن پنجاب یونیورسٹی کے کسی امتحان (غالباً میٹرک) کا نتیجہ نکلا تھا۔ خالو صاحب کے کوئی دوست یا عزیز تھے جنہوں نے یہ امتحان دیا تھا اور امتحان دے کر وہ حیدر آباد دکن چلے گئے تھے اور خالو صاحب کو تاکید کر گئے تھے کہ نتیجہ امتحان کی اطلاع انہیں بذریعہ تار دی جائے۔ وہ صاحب امتحان میں کامیاب ہو گئے اور خالو صاحب نے انہیں اسی دن ایک تار بھیج دیا جس کا مضمون یہ تھا Congratulations on Success (یعنی کامیابی کی مبارک باد) انہوں نے فرمایا کہ یہ تار دے کر میں اطمینان سے گھر آگیا۔ دوسرے دن صبح ہی یا دو تین دن بعد (خاکسار کو ٹھیک یاد نہیں رہا) پولیس کے چند آدمی میرے مکان پر آدھمکے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ تھانہ چلیں آپ کو وہاں بلایا ہے۔ خالو صاحب نے فرمایا

کہ میں نے ان سے بہت کہا کہ بھائی کچھ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے؟ آخر میں نے کیا جرم کیا ہے لیکن ان سپاہیوں نے کہا کہ صاحب ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ آپ کو بلایا ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ فرمانے لگے کہ اس ناگہانی مصیبت کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی اور گھر والے الگ سخت حیران و پریشان تھے۔ لیکن سوائے سپاہیوں کے ہمراہ جانے کے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ جب میں تھانہ پہنچا تو دو ایک افسر مجھے الگ کمرہ میں لے گئے اور میرا تار جو میں نے حیدر آباد بھیجا تھا۔ مجھے دکھا کر مجھ سے دریافت کیا کہ کیا یہ تار آپ نے بھیجا ہے۔ میرے اثبات میں جواب دینے پر انہوں نے کہا کہ آپ کو کونسی کامیابی ہوئی تھی جس کی مبارک باد آپ نے بھیجی ہے۔ خالو صاحب نے فرمایا کہ میں نے انہیں بتایا کہ میرے فلاں عزیز نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان دیا تھا اس کا نتیجہ کل نکلا تھا وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ اس لئے میں نے اسے مبارک باد کی تار بھیجی تھی۔ جب ان افسروں کو پوری طرح اطمینان ہو گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اچھا آپ جاسکتے ہیں۔ خالو صاحب فرمانے لگے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آخر کچھ مجھے بھی بتایا جائے کہ بات کیا ہے اور میری طلبی کیوں ہوئی ہے اس پر پولیس کے افسر نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم پنڈت لیکھ رام کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس دن آپ کا ارسال کردہ یہ تار بھی ہمارے ملاحظہ میں آیا تو لازماً ہمارا خیال اس طرف گیا کہ شاید آپ نے لیکھ رام کے قتل پر مبارک باد کا تار بھیجا ہو اور اس طرح شاید آپ کے ذریعہ قتل کا کوئی سراغ مل سکے۔ چونکہ تار میں کوئی وضاحت نہیں تھی۔ صرف یہی لکھا تھا کہ کامیابی کی مبارک باد۔ اس لئے ہم نے آپ سے باز پرس کرنا ضروری سمجھا۔

خالو صاحب تو اب زندہ نہیں ہیں لیکن یہ خاکسار اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر عرض کرتا ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ اسی طرح خاکسار کو سنایا تھا الفاظ میں کچھ فرق ہو سکتا ہے لیکن اصل واقعہ جو انہوں نے بیان کیا تھا اسی طرح پر ہے۔ چونکہ یہ واقعہ پنڈت لیکھ رام کی پیشگوئی کے سلسلہ میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے اس لئے خاکسار نے ضروری سمجھا کہ اس سچی شہادت کو محفوظ کر دیا جائے۔" (۱)

## لیکھ رام کے چچا کا خط

قاتل کی تلاش کے لئے کیا کوششیں ہوئیں۔ کیا سعی کی گئی اس کا ذکر لیکھ رام کے چچا گنڈا رام نے اپنے ایک مضمون میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"جالندھر میں لالہ منشی رام جی کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا کہ لاہور میں لالہ لاجپت رائے جی کے پاس جاؤ۔ تب لاہور جاکر چیف کورٹ میں پہنچ کر لالہ لاجپت رائے سے بات چیت کی (یہ آریہ وکیل تھا)۔ ان کی طرز تقریر اور بیان سے پایا گیا کہ سب کی رائے مقدمہ کرنے کی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بفرض محال اگر قاتل پکڑا بھی جاوے اور پھر رہا ہو تو اس سے یہی بہتر ہو گا کہ پنڈت جی کے قتل کا دھبہ اسلام پر ہی رہے۔ میں مایوس ہو کر واپس آیا۔

میں یہ بھی جتلانا واجب سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی کے قتل کے متعلق پولیس لاہور نے کس قدر جانفشانی سے کام کیا اور قاتل کا پتہ لگانے میں کچھ کسر باقی نہ رکھی۔ پولیس لاہور سے فوراً قادیان پہنچی۔ افسران پولیس

---

(۱) الفضل مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۳

نے فوراً پہنچ کر گھیرا ڈال دیا اور مرزا صاحب کے دار الحرم و مسجد وغیرہ کو اچھی طرح دیکھا مگر قاتل کا پتہ نہ ملا۔ پھر بھی پولیس تفتیش میں مصروف رہی۔

مجھے لاہور میں ایک پولیس افسر نے کہا کہ پنڈت جی کا قاتل ایک عادی مجرم جالندھری تھا۔ اس نے جیل میں ایک پشاوری قیدی ساکن پڑانگ تھانہ چارسدہ سے رونا رویا کہ مرزا صاحب نے پنڈت جی کے قتل کا مجھے تین ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا تھا۔ جب میں پنڈت جی کو قتل کر کے مرزا کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے اس وقت کچھ نہ دیا۔ ایک سال تک پوشیدہ رکھا۔ اور مجھ سے ایفاء وعدہ نہ کیا۔ اس پولیس افسر نے کہا اس خبر سے افسر باخبر ہوئے۔ کاغذات اور کتابوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک آریہ سماج کے پردھان سے بھی ذکر ہوا۔ مگر کامیابی نہ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

میں صد تحسین و آفرین و شاباش لاہور کی پولیس کو دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے فرض کا پارٹ پورے طور سے ادا کیا۔

اگر پنڈت جی تاریخ مقررہ مرزا صاحب سے کچھ دن بھی تجاوز کر جاتے تو پنڈت جی بھی ایک نمونہ تھے۔ وہ بھی مرزا صاحب کو گدھے کے بڑے بھائی براق پر سوار کرا کر تمام ہندوستان میں پھراتے۔" (۱)

اس طرح آریہ سماجیوں نے عملاً یہ تسلیم کر لیا کہ فی الحقیقت پنڈت لیکھ رام کا قاتل کوئی انسان نہ تھا بلکہ وہ ملائک شداد اور غلاظ میں سے تھا اور لیکھ رام کی غیر معمولی طور پر ہیبت ناک موت ہوئی۔

---

(۱) آریہ ویر لاہور کا بلیدان نمبر مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۶ء

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

## مولوی محمد حسین صاحب کا رویہ

اگر لیکھ رام کی پیشگوئی اور تمام واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو مولوی محمد حسین بٹالوی کا رویہ دوغلا معلوم ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف اور بعد میں پیشگوئی کے وقت تک ان کا رویہ مثبت تھا۔ براہین احمدیہ پر شاندار ریویو لکھے اور پیشگوئی کے بارہ میں اچھے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نیک مشورہ دیتے ہوئے تحریر کیا:

"مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ کے مبارزانہ دعوے"

"مولف براہین احمدیہ نے دین اسلام کی تائید جیسا کہ علمی طور پر کی اور اس باب میں کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ویسی ہی عملی طور پر اس کی تائید کرنی چاہی اور قرآن کی صداقت اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت بہم پہنچا سکنے کی لوگوں کو اطلاع دی اس بات میں مبارزانہ دعاوی سے دنیا میں دھوم مچادی۔

تھوڑا عرصہ ہوا کہ انہوں نے اس باب میں ایک اشتہار اردو و انگریزی میں شائع کیا تھا۔ جس کا بیس ہزار پرچہ چھپ کر ہندوستان وغیرہ بلاد میں شائع ہوا اور اس کا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۷ میں ہو چکا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ایک خط اردو و انگریزی میں چھپوا کر شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص کو قرآن کی صداقت اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت مطلوب ہو وہ ہمارے پاس آکر ایک سال تک قیام کرے۔ اس اثناء میں خدا تعالیٰ اس کو آسمانی نشان مشاہدہ کرادے گا اور اگر بالفرض کوئی نشان آسمانی اس کے مشاہدہ

میں نہ آیا تو اس کو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ۲۴۰۰ سو روپیہ حرجانہ خرچ خوراک و سکونت کے علاوہ دیا جائے گا۔

اس خط کی ہند و انگلینڈ وغیرہ بلاد میں خوب اشاعت ہوئی۔ ملکی اخباروں کے ایڈیٹروں کے پاس بھی اس کی ایک ایک کاپی بھیجی گئی۔ ہر مذہب و ملت مخالفین اسلام کے اکابر و مقتداؤں کے نام رجسٹریاں بھجوائی گئیں جن کی رسیدیں بھی آگئیں جو مولف براہین احمدیہ کے پاس موجود ہیں۔

مگر افسوس آج تک ان کی شروط و خط کی کسی فرقہ کے مقتداء نے اجابت نہیں کی اور کسی سے دین حق کی طلب و تحقیق یا مولف براہین احمدیہ کے امتحان کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔

اکثر اشخاص نے تو اس خط کے جواب میں سکوت محض اختیار کیا اور جس نے کچھ جواب دیا اس نے اصل مطلوب جواب سے چشم پوشی کر کے کچھ اور ہی لکھ دیا جس کی تفصیل شاید مولف براہین احمدیہ حصہ پنجم کتاب میں کریں گے۔ خاص کر مسکن مولف (قادیان ضلع گورداسپور) کے ساکنین ہنود نے کسی قدر شرط مولف کو مانا اور اس باب میں ایک معاہدہ لکھ دیا تھا جو متعدد اخباروں (وزیر ہند وغیرہ) میں مشتہر ہو چکا ہے مگر آخر وہ معاہدہ بھی قائم نہ رہا۔ بعض ممبران آریہ سماج نے اس معاہدہ کو فسخ کرا دیا۔ اب ان کے خطوط و اشتہار کے جواب سے ہر طرح سے سکوت ہے جس کے جانبین کے لوگ مختلف نتائج نکال رہے ہیں۔

ہم اس مقام میں اس خط اور اس کے دعاوی کی نسبت کوئی رائے قائم کرنا نہیں چاہتے اور نہ فریق مخالف کے سکوت سے کوئی نتیجہ نکالتے ہیں۔ ہم صرف اپنے دوست و مکرم برادر مولف براہین احمدیہ کو بطور مشورہ

آئندہ کے لئے یہ رائے دیتے ہیں کہ اب وہ امور ثلاثہ معروضہ ذیل سے ایک امر ضرور اختیار کریں۔

۱۔ اشتہار کی میعاد میں تخفیف کریں اور بجائے ایک سال ایک مہینہ یا زیادہ سے زیادہ سال کا ربع (۳ مہینے) میعاد مقرر کریں اور بصورت عدم مشاہدہ نشان آسمانی حرجانہ وہی چوبیس سو روپیہ رہنے دیں۔

۲۔ یہ مناسب نہ سمجھیں تو لوگوں کو اپنے پاس بلانا ملتوی کریں بجائے اس کے ان کو گھر بیٹھے بیٹھے آسمانی نشان دکھادیں۔ جس کا وہ دور و نزدیک سے مشاہدہ و تصدیق کر سکیں مثلاً کسی عظیم انسان کے ایک وقت خاص میں مرجانے یا ایک وقت خاص میں پیدا ہونے کی پیشگوئی کریں اور اس کو بذریعہ عام اخبارات و اشتہارات مشتہر کرا دیں۔ چنانچہ پہلے خاص طور پر دیانند سرسوتی وغیرہ کی موت سے وہ بعض لوگوں کو خبر دے چکے تھے جس کا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ میں کر چکے ہیں۔ ایسے واقعات کو منصف و طالبان حق ذاتی مشاہدہ یا عدم تسامع و شہادت سے تصدیق کرلیں گے اور مولف براہین احمدیہ کو اپنے دعویٰ میں سچا جان لیں گے۔ زبان سے مانیں خواہ نہ مانیں۔

۳۔ یہ نہ ہو سکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دیں۔ علمی تائید میں شب و روز مصروف ہوں اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصے پورے کریں اور اس نقلی و عقلی دلائل سے دین اسلام کی تائید عمل میں لائیں۔

یہ اس لئے معروض ہوں کہ اس زمانہ آزادی میں طالب حق بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ طرح طرح کے حجابوں (خود بینی، جہالت، نیچریت، فلسفیت وغیرہ) میں مخمور ہیں۔ وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہیں اور

ان کے مدعی کی کان لگا کر بات ہی سنتے نہیں چہ جائیکہ اس کی اجابت کریں اور طالب صادق بن کر اس کے پیچھے ہو چلیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے سامنے دعویٰ ہو تو ایسا معجزہ ہو جو ان کا منہ بند کر دے جیسا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام سے بعض اوقات وقوع میں آیا ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کیا جائے۔ یہ عقلی تجویز سے رائے دی گئی ہے۔ آئندہ آپ الہامی ہیں اپنی مصلحت و صواب دید کو الہام سے سمجھ سکتے ہیں۔"(۱)

## مولوی محمد حسین کو دعوت قسم

جب واقعات قتل لیکھ رام نے حضرت مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا تو پھر مرزا صاحب کی مخالفت میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی ہندوؤں کا ساتھ دیا اور اس موقع پر گنگا بشن کی مدد کو آدھمکے۔ اس امر کی ذرا بھر پرواہ نہ کی کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ان کے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریراً و تقریراً یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ میں "الہامی قاتل" کے زیر عنوان لکھا:

"لیکھ رام والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر عذاب فوری ہو۔ ایک سال کی میعاد منظور نہیں۔"

اس کے جواب میں حضرت صاحب نے ایک اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:

"صاحب الہام کے لئے الہام کی پیروی ضروری ہوتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ

---

(۱) رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۸ نمبر ۷۔ ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۷۷تا۱۷۹

اس بات پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں ان پر عذاب نازل کرے مگر ہماری طرف سے ایک برس کی ہی میعاد ہوگی۔"

اور فرمایا کہ:

"ایک سال کی شرط بوجہ رعایت سنت اور الہامات متواترہ کے ہے۔"

اور یہاں تک تحریر فرمایا کہ:

"اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد ہو گا اس میں معجزانہ شرط ہم نے رکھ دی ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی پہلی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو۔ خواہ زمین سے ہو خواہ آسمان سے مگر ہر ایک عذاب فوق العادت ہونا ضروری ہو گا۔" (۱)

ایک اور موقعہ پر مولوی محمد حسین صاحب کے لئے ایک آسان راستہ تجویز کرتے ہوئے لکھا:

"مولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی لیکھ رام والی جھوٹی نکلی تو انہیں مخالفانہ تحریر کے لئے تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ عام میں میرے روبرو قسم کھالیں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی اور نہ سچی نکلی اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور فی الواقعہ پوری ہوگئی ہے تو اے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر۔ پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شدید سے

---

(۲) اشتہار یکم مئی ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۴۰۵-۴۰۷

ایک سال تک بچ گئے تو ہم اپنے تئیں جھوٹا سمجھ لیں گے اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کریں گے اور جس قدر کتابیں ہمارے پاس اس بارہ میں ہوں گی جلادیں گے اور اگر وہ اب بھی گریز کریں تو اہل اسلام خود سمجھ لیں کہ ان کی کیا حالت ہے اور کہاں تک ان کی نوبت پہنچ گئی ہے۔" (۱)

مگر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے بھی لالہ گنگا بشن داس کی طرح خاموشی اختیار کرلی۔



(۱) اشتہار ۱۱راپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۳ حاشیہ

باب ہشتم

# حرف بحرف

یہ پیشگوئی جس خارق عادت رنگ میں اپنی ایک ایک شق کے ساتھ پوری ہوئی اسے دیکھ کر ہر سعید الفطرت ورطہ حیرت میں پڑ گیا۔ اور یہ کہہ اٹھا کہ اسلام اور آریہ مذہب کا خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں برسوں سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ اس اعلیٰ عدالت نے ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی کہ جس کی نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔

لیکھ رام کے بھرپور طور پر مقابل پر آنے کے بعد خدا تعالیٰ نے رمضان المبارک ہی کے مہینہ میں اس کے واضح اور خارق عادت قتل کی خبر دی اور پانچ سال کے بعد رمضان ہی کے مبارک مہینہ میں فرشتہ قتل کے لئے متعین ہوا۔ اسی طرح اتوار کی رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشف کے ذریعہ اس کا قتل ہونا بیان کیا گیا اور مہیب شکل کا فرشتہ دکھایا گیا۔ اس کی موت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اتوار کا دن ہی مقرر کر دیا۔

## پنڈت لیکھ رام اور چھ کا عدد

پنڈت لیکھ رام کو اس دنیا میں بھی اور اپنے منطقی انجام تک پہنچنے میں بھی چھ کے عدد کے ساتھ بہت مناسبت رہی۔ لیکھ رام کا نام جو اس کے والدین نے تجویز کیا۔

چھ حروف (ل۔ی۔کھ۔ر۔ا۔م) پر مشتمل ہے۔ ان حروف کے اعداد ۳۰۶ بنتے ہیں جو چھ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے دائیں طرف بھی چھ ہے۔ اس طرح لیکھ رام کے نام کو چھ کے ساتھ شدید تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ اس کے انجام کو بھی چھ سے شدید تعلق ہو گا اور اس کا کام چھ میں کیا جائے گا۔ جس کا ذکر باب ششم میں تفصیل سے پیشگوئی کے بیان میں آچکا ہے۔ جن میں ایک خبر یہ تھی۔

**یقضی امرہ فی ست** کہ چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے عین مطابق لیکھ رام کے انجام کو بھی ٦ کے ہندسہ سے گہرا تعلق ثابت ہوا۔ پیشگوئی کے بعد چھ سال کے اندر مہینے کی ٦ تاریخ اور دن کے چھٹے گھنٹے شام ٦ بجے خدا تعالیٰ کے غیبی ہاتھ نے اپنا کام کر دکھلایا۔ اور پھر نو بجے علاج شروع ہونے سے چھٹے گھنٹے بعد اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ اس طرح 6 کا ہندسہ اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے "پھانسی کا پھندا" بن کر اس کے سر پر منڈلاتا رہا اور یہ پیشگوئی لفظاً ومعناً ہر دو صورتوں میں پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس چھ کے ہندسہ کو ایک اور عمیق معنی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس پیشگوئی میں چھ برس کی معیاد تھی اور یہ عجیب نکتہ ہے کہ لیکھ رام کی موت شنبہ کے دن واقعہ ہوئی اور چونکہ چھ سال خدا کی کتابوں میں چھ دن سے مشابہ ہوتے ہیں اس لئے ساتواں دن جو شنبہ کا دن ہے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بہت موزوں تھا۔" (ا)

یعنی چھ دن مکمل ہونے کے بعد اس پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اگر SolarCalendar کے حساب سے دنوں کا شمار کیا جائے اور آغاز سوموار سے

(ا) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۲

کریں تو ہفتہ چھٹا دن بنتا ہے۔ ایک اور لحاظ سے بھی ۶ کا ہندسہ پورا ہوا۔ اور وہ اس طرح کہ اس کے بارہ میں ۱۸۹۳ء کے بعد کی پیشگوئیوں کا جائزہ لیں تو یہ پیشگوئی ۶ باتوں پر مشتمل ہے۔

اول: لیکھ رام پر عبرت ناک عذاب آئے گا جس کا نتیجہ موت ہو گا۔

دوم: یہ عذاب چھ سال کے عرصہ میں آئے گا۔

سوم: یہ عذاب عید کے ساتھ کے دن آئے گا یعنی عید کے پہلے یا پچھلے دن۔

چہارم: اس کی ہلاکت ایک ایسے شخص کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہو گا۔

پنجم: وہ "تیغ بران محمد" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنچی ہوئی تلوار کا نشانہ بن کر کیفر کردار کو پہنچے گا۔

ششم: اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے سے کیا گیا تھا اور وہ یہ کہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا اور پھر اسے جلا کر دریا میں ڈال دیا گیا تھا۔(۱)

## (۲) وبشرنی ربی و قال مبشرا ستعرف یوم العید و العید اقرب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو مخاطب کر کے ۱۶۸ اشعار پر مشتمل ایک عربی قصیدہ تحریر فرمایا۔ جس میں لیکھ رام کے بارہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر مندرجہ بالا شعر میں کیا۔ جس میں کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا جبکہ نشان ظاہر ہو گا اور عید کا دن نشان کے دن

(۱) تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۳۰۶

سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہو گا۔

اس الہام میں وقت کے ساتھ ساتھ دن کا بھی تعیین کر دیا گیا اور یہ الہام بھی دو اور دو چار کی طرح حرف بحرف پورا ہوا۔

یہ دن مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے عید کے دن تھے۔ مسلمان ۵ سے ۷ مارچ تک عید الفطر کی خوشیاں منا رہے تھے کہ ۶ر مارچ یعنی عید کے دنوں میں سے درمیانی دن اس پر حملہ ہوا اور اگلے روز یعنی ۷ر مارچ ہندوؤں نے خوشی منانے کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ جب شدھ کرنے کی تحریک کا اعلان ہونا تھا۔ جس کا بانی مبانی خود پنڈت لیکھ رام تھا۔ چونکہ یہ پہلی شدھی تھی اس لئے اس روز ایک بڑے جلسے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس کے لئے ایک خاص پروگرام تیار کیا گیا تھا اور ارد گرد سے تمام آریہ لاہور جمع ہو رہے تھے۔ کیونکہ شدھ ہونے والے شخص کا وسیع پیمانہ پر چرچا کیا گیا تھا۔ جو بعد میں قاتل بنا۔

۲۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی خوشیاں اکٹھی کر دیں۔ اول تو ۵ مارچ کو جمعہ تھا جو مسلمانوں کے لئے عید کے حکم میں آتا ہے۔ دوم عید الفطر جمعہ کے روز آئی اور سوم لیکھ رام کی ہلاکت نے اسلام کی صداقت پر جو مہر ثبت کی وہ اپنی ذات میں مسلمانوں کے لئے عید کی خوشی کا سبب بنا کیونکہ لیکھ رام کی ہلاکت صرف لیکھ رام کی ہلاکت نہ تھی بلکہ آریہ دھرم کی ہلاکت تھی۔

۳۔ ہفتہ یعنی سبت یہودیوں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔

۴۔ گوسالہ سامری سے مشابہت کے پیش نظر عید کے قریب یہ واقعہ ہونا ضروری تھا۔

۵۔ اس الہام کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"ستعرف یوم العید کہ تو عید کو دیکھے گا یعنی تو زندہ رہے گا اور فریق ثانی

قتل ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی کے آغاز کے بعد ۲۲ سال تک اور قتل لیکھ رام کے بعد ۱۱ سال تک زندہ رہے اور اسلام اور احمدیت اور انسانیت کی بھرپور خدمت کی۔

## ۳۔ عجل جسد لہ خوار ۔لہ نصب و عذاب

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے اور کلیم اللہ کے لقب سے سرفراز ہونے کوہ طور پر گئے تو سامری نامی ایک شخص نے ان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام قوم کے زیورات اکٹھے کئے اور ان کو پگھلا کر بچھڑے کا ہم شکل ایک جانور وضع کیا۔ جس کے منہ میں بھی اور پیٹھ میں بھی ایک مسلسل سوراخ ہونے کی وجہ سے ہوا کے اس رخ پر چلنے پر اس میں سے سیٹی بجنے کی آواز آتی تھی جس کی وجہ سے ساری قوم اس عجل یعنی بچھڑے کی سیٹی بجنے کی خوبی کی وجہ سے اسے دیوتا تصور کر بیٹھی اور اس کی پرستش شروع کر دی۔

لیکھ رام کے حوالے سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی طرف توجہ کی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

> "**عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب** یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج کا عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔"

گویا کہ الہام الٰہی میں لیکھ رام کا نام عجل رکھا جو بہت پر حکمت اور وسیع مفہوم لئے ہوئے ہے کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں موجود ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ ہندو قوم نے لیکھ رام کو بہت بڑھا چڑھا کر ایک گوسالہ کی طرح بنا دیا تھا۔ حالانکہ اس کے اندر نہ روحانیت تھی اور نہ کوئی علم۔ وہ ایک بے جان جسد کی طرح تھا جو گوسالہ کی

طرح مہمل، لغو اور بے ہودہ کلام کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ بتایا کہ اس کے لئے نصب ہے یعنی خنجر سے اس پر حملہ کیا جائے گا۔ اور اس وقت اس کے منہ سے بچھڑے یا بیل کی سی آواز نکلے گی۔ اور یہی وہ آواز تھی جسے سن کر اس کی بیوی اور ماں اس کمرے کی طرف لپکی تھیں جس میں حملہ ہوا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب لیکھ رام نے نہایت اصرار کے ساتھ اپنی موت کے لئے مجھ سے پیشگوئی چاہی تو مجھے دعا کے بعد یہ الہام ہوا **عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب** یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس میں مارے جانے کے وقت گوسالہ کی طرح ایک آواز نکلے گی اور اس میں جان نہیں اور اس کے لئے نصب اور عذاب ہے۔ لسان العرب میں جو لغت عرب میں ایک پرانی اور معتبر کتاب ہے لفظ نصب کے معنے علاوہ اور کئی معنوں کے ایک یہ بھی لکھے ہیں کہ جب کہا جائے **نصب فلان لفلان** تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ کسی شخص نے اس شخص پر جان لینے کے لئے حملہ کیا اور دشمنی کی راہ سے اس کے فنا کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ چنانچہ لسان العرب کے اس مقام میں اپنے لفظ یہ ہیں **نصب فلان بفلان نصبا اذا قصدلہ و عاداہ و تجرد لہ**۔ جس کے یہی معنی ہیں جو اوپر کئے گئے ہیں۔ دیکھو لسان العرب لفظ نصب صفحہ ۲۵۸ سطر ۲ اور خوار کا لفظ لغت عرب میں گوسالہ کی آواز کے لئے آتا ہے۔ لیکن جب انسان پر اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو اس موقع پر کرتے ہیں جبکہ کوئی مقتول قتل ہونے کے وقت گوسالہ کی طرح آواز نکالتا ہے جیسا کہ اسی لسان العرب میں خوار کے لفظ کے بیان میں صفحہ ۳۴۵ میں ان معنوں کی تصدیق کے لئے ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **وفی حدیث مقتل ابی ابن خلف**

فخر بخور کما بخور الثور یعنی جب ابی بن خلف قتل کیا گیا تو یوں آواز نکالتا تھا جیسے کہ بیل آواز نکالتا ہے اور کبھی خوار کا لفظ عرب کی زبان میں اس ہتھیار کی آواز پر بولا جاتا ہے جو چلایا جاتا ہے چنانچہ لسان العرب کے اسی صفحہ ۳۴۵ میں ایک نامی شاعر عرب کا اس محاورہ کے حوالہ میں ایک شعر لکھا ہے اور وہ یہ ہے:

یخزن اذا انفزن فی ساقط الندی
و ان کان یوما ذا اھا ضیب مخضلا

یعنی ان تیروں میں سے جو چلائے جاتے ہیں اور پھر نکالے جاتے ہیں گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی ہے۔ اگرچہ ایسا دن جس میں متواتر بارش ہوئی ہو اور ہر ایک چیز کو تر کر دیتا ہو....... غرض اس نہایت معتبر کتاب سے جو لسان العرب ہے ثابت ہوتا ہے کہ خور اور خوار کے لفظ کو انسان پر اس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے وقت فریاد کرتا ہے اور قتل کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اس کا نام بھی خوار ہے۔" (۱)

گوسالہ نام رکھنے میں یہ اشارہ بھی تھا کہ اس کے ساتھ گوسالہ سامری والا سلوک کیا جائے گا۔ عید کے دنوں میں گوسالہ سامری کی طرح غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور جیسا کہ گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھ رام کے ساتھ معاملہ ہو گا۔

اول قاتل نے باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں اور ہوشیاریوں کے کس طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ سے روز روشن میں چھری چلا کر اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے

---

(۱) تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۹-۳۸۰

ٹکڑے کیا اور چھری کو پیٹ میں گھونپ کر خوب گھمایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ کر باہر لٹک گئیں اور ان کو اندر دھکیل کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں ڈاکٹر پیری نے اس کا آپریشن کیا اور مرنے کے بعد نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ اس طرح انسانی ہاتھوں سے تین دفعہ خوب ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ پھر گوسالہ سامری کی طرح جلایا گیا اور دریا برد کر دیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سارے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھ رام گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھ رام کا حال ہو گا اور یہ اس کے قتل کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ لیکھ رام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی۔ ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا۔ ایسا ہی لیکھ رام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا۔ کیونکہ اول قاتل نے اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اس کی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی تھی۔ اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھ رام بے جان تھا اور اس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی۔ اور اس کی آواز محض گوسالہ

سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اس کو نصیب نہیں تھی۔ یہ آریوں کا قصور تھا کہ اس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ اس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔" (۱)

پھر فرمایا:

"یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں سے مہمل آواز آرہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔" (۲)

گوسالہ سامری سے ایک اور مشابہت یہ ہے کہ گوسالہ سامری کو جلانے اور دریابرد کرنے کا کام ایک روز بعد ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کی شان مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے گوسالہ کی ہلاکت میں بعینہ دیکھنے میں آئی۔ اس پر حملہ تو ۶ر مارچ شام ۶ بجے ہو چکا تھا۔ مگر اس کی وفات اگلے روز اتوار کو ہوئی جب اس کی ارتھی جلا کر دریائے راوی میں بہادی گئی۔ اس طرح اتوار کے دن مر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خواب اور کشف پر مہر تصدیق ثبت کر گیا جو آپ نے اتوار ہی کے روز دیکھی تھی جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے نیست و نابود کرنے کا ارادہ یہود کی عید کے دن میں کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ ۲۰ /۳۲ خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضرور رات کا کچھ حصہ لیا ہوگا

---

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۶

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۸

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت اترے تھے جب گوسالہ پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہو گا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب میں گذرا۔ لہٰذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہو گا۔" (۱)

ایک اور مشابہت اور مناسبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جنہوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب کا عذاب پڑے گا اور دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت پہنچے گی اور اسی طرح ہم دوسرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھ رام کی پرستش کرنے میں ظلم اور خونریزی کے ارادوں تک پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھ رام کی پرستش کر کے اس کو گوسالہ بنائیں گے اس لئے اس نے کذالک کے لفظ سے لیکھ رام کے قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وبا ان میں پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے اور اس عذاب کی خبر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں ان کو نجات دوں گا جیسا کہ فرماتا ہے **والذین عملوا السیئٰت ثم تابوا من بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم** یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی دھن میں برے کام کیے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان

---

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۶۸ حاشیہ

لائے تو خدا تعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخش دے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔" (۱)

پھر فرماتے ہیں:

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون ان کی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی۔ بہرحال ہم اس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے۔ مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا....." (۲)

اوپر بیان شدہ ہردو پیشگوئیوں کا یکجائی طور پر ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"اور یہ الہام کہ عجل جسدلہ خوار۔ لہ نصب و عذاب جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی لیکھ رام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اس کو عذاب ہو گا یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ر مارچ ۱۸۹۳ء (۱۸۹۷ء مراد ہے۔ کاتب کی غلطی سے ۹۳ء لکھا گیا ہے۔ ناقل) کو لیکھ

---

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۷۰

(۲) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۱

رام قتل ہوا اور گوسالہ سامری کے تباہ کرنے کے لئے خدا کی کتابوں میں عید کے دن کی خصوصیت تھی وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گوسالہ سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے لیکھ رام کا نام گوسالہ سامری رکھ کر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو اس بات پر دلالت التزامی کر رہا تھا کہ لیکھ رام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائے گا اور اگرچہ خدا تعالیٰ کے کلام کے باریک بھید جاننے والے گوسالہ سامری کا نام رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھ رام کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کے تباہی کے دن سے مشابہ ہوگی مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرما دیا کہ **ستعرف یوم العید والعید اقرب** یعنی لیکھ رام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھ رام کی موت ہوگی ہماری طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھ رام کے مرنے کے ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھ رام عید کے دنوں میں مرے گا۔ جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخباروں نے اس پر بہت ہی زور دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ تفصیلیں ہمارے منہ سے سن کر اس وقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی وقت ہمیں ملزم کرنے کے لئے انہیں یاد رکھا تھا یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہوں گی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کریں گے مگر جب لیکھ رام حقیقت میں عید کے دوسرے دن مارا گیا تو ان پیشگوئیوں کو دوسرے پہلو پر ناقابل اعتبار کرنا چاہا یعنی یہ کہ عید کا دن پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اگر یہی سچ تھا تو

کیوں لیکھ رام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی۔۔۔۔ منصوبہ
پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا عجیب اتفاق یہ ہو کہ
جس دن لیکھ رام کی جان نکلی یعنی اتوار کا روز وہ آریوں نے خاص ایک
عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اول تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں
میں سے ایک عید ہے۔ دوسرے قاتل کے شدھ کرنے کے لئے جو اپنے
تئیں نو مسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا۔ جس میں جلسہ
عام میں قاتل کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھ رام کو الہام الٰہی نے دیا یہ ایک نہایت دقیق
راز اپنے اندر رکھتا تھا اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں بھرے
ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دنوں میں گوسالہ سامری کی طرح
غضب الٰہی کے نیچے آنا۔ دوسرے یہ کہ گوسالہ سامری انسان کے ہاتھ
سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا۔ چنانچہ
یہ تینوں باتیں لیکھ رام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں۔ تیسرے یہ کہ گوسالہ
سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر ایک وبا کی بیماری بھیجی
جو غالباً طاعون تھی۔ جیسا کہ توریت باب ۳۲ آیت ۲۵ میں ہے کہ خداوند
نے ان کے بچھڑے بنانے کے سبب.... لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھ
رام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دکھ دیا گیا۔
یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے۔ پیشگوئی
کرنے والے کا منصوبہ نہیں تاہم بار بار فریاد کر کے گورنمنٹ سے اس
راقم کی گھر کی تلاشی کرائی۔ اور بہت سا بے جا شور ڈال کر گوسالہ پرستوں
سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے پر ہم
اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خدا نے مشابہت بیان فرمائی وہ پوری

مشابہت ہے۔" (۱)

## ۴۔ خیر الماکرین کے الفاظ پورے ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے مکر کرنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس جگہ لیکھ رام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالیٰ کا نام خیر الماکرین رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کے بارے میں ماکر کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے۔ پس لیکھ رام کے منہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی موت کا نشان مانگتا تھا یعنی ایسا نشان جس کے اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی قدرت ہے کہ اسی طرح اس کی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اس نے عین روز روشن میں حملہ کیا اور کیونکر آباد گھر میں ہاتھ اٹھانے کی اس کو جرات ہوئی اور کیونکر وہ چھری مار کر صاف نکل گیا اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک آباد گلی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور ڈالنے کے پکڑا نہ گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں فی الفور طبیعت اس طرف چلی جاتی ہے کہ یہی وہ کام ہے جس کو خیر الماکرین کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الماکرین اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے۔

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۹۔۱۲۱

یعنی ایسے اسباب اس کی سزا کے اس کے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی اور ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا ناموری کے لئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اس کی ذلت اور ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں اور ان کی نظر سے وہ امور اس وقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جائے۔ پس اس مخفی کارروائی کے لحاظ سے خدا کا نام ماکر ہے دنیا میں ہزاروں نمونے اس کے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھ رام کے معاملہ میں خدا کا مکر یہ ہے کہ اول اسی کے منہ سے کہلوایا کہ میں خیر الماکرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس درخواست میں اس نے ایسا عذاب مانگا جس کے اسباب مخفی ہوں اور ایسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ جس شخص کو شدھ کرنے کے لئے اس نے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے۔ تا اس شخص کو شدھ کیا جائے۔ سو وہی خوشی کے اسباب اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے ماتم کے اسباب ہو گئے اور خیر الماکرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا۔" (۱)

خیر الماکرین کے الفاظ پورے ہونے کے بارہ میں مزید فرمایا:

"میں نے غور کیا ہے کہ مکر کا لفظ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن میں آیا ہے اور میرے لئے بھی یہ لفظ براہین میں آیا

---

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶ حاشیہ

ہے گویا مسیح علیہ السلام کے قتل کے لئے بھی ایک مخفی منصوبہ کیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کیا گیا تھا اور یہاں بھی منصوبے ہوئے اور اپنے طور پر آج کل بھی فرق نہیں کیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ کا مکر ان سب پر غالب آیا۔ مکر مخفی اور لطیف تدبیر کو کہتے ہیں۔ لیکھ رام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الماکرین سے میرے لئے کوئی نشان طلب کرو۔ جب خدا تعالیٰ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے اور اپنے بندہ کو جو راست باز ہوتا ہے۔ دشمن کے منصوبوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے اس وقت اس کا نام خیر الماکرین بیان ہوتا ہے۔ یعنی ایسے اسباب مجرم کی سزا کے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو وہ اپنے لئے کسی اور غرض سے مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو بہتری کے لئے بناتا ہے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح کو ایسے طرز پر بچایا کہ وہ اسباب جو ان کی ہلاکت کے لئے جمع ہوئے تھے ان کی زندگی کا موجب ثابت ہوئے اور ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کفار مکہ کے منصوبوں سے بچالیا اور اسی طرح پر یہاں بھی اس کا وعدہ ہے۔

اگر کوئی یوں کہے کہ وہاں ہی محفوظ کیوں نہ رکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ یہ نہیں ہے بلکہ خدا اپنا علم دکھانا چاہتا ہے۔ اس لئے وہاں سے نکال لیتا ہے۔" (۱)

## ۵۔ یہ سب "خدا کا فعل تھا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لیکھ رام کے قتل کی سازش کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے مگر واقعات کے تمام قرائن بتلاتے ہیں کہ یہ سازش نہیں بلکہ یہ سب "خدا کا

---

(۱) ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۸۷۔۵۸۸ طبع جدید

فعل" تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اپنے الفاظ پورے کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لیکھ رام کے معاملہ میں غیب کا ہاتھ کام کرتا ہوا صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اس شخص (یعنی قاتل) کا شدھ ہونے کے لئے اس کے پاس آنا۔ اس کا اس پر بھروسہ کرنا یہاں تک کہ اپنے گھر میں بلا تکلف اس کو لے جانا۔ شام کے وقت دیگر ملاقاتیوں کا چلا جانا۔ ان کا اکیلا رہ جانا۔ عین عید کے دوسرے دن اس کا اس کام کے لئے عازم ہونا لیکھ رام کے لکھتے لکھتے کھڑے ہو کر انگڑائی لینا اور اپنے پیٹ کو سامنے نکالنا اور چھری کا وار کاری پڑنا۔ مرتے دم تک اس کی زبان کو خدا کا ایسا بند کرنا کہ باوجود ہوش کے اور اس علم کے کہ ہم نے اس کے برخلاف پیشگوئی کی ہوئی ہے ایک سیکنڈ کے واسطے اس شبہ کا اظہار بھی نہ کرنا کہ مجھے مرزا صاحب پر شک ہے۔ پھر آج تک اس کے قاتل کا پتہ نہ چلنا یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو ہیبت ناک طور پر اس کی قدرت اور طاقت کا جلوہ دکھا رہے ہیں۔" (۱)

آئیں اس عبارت کا واقعاتی تجزیہ کریں کہ باوجود تمام تر وسائل ہونے اور انہیں بروئے کار لانے کے قاتل نہ پکڑا گیا اور تمام شواہد نے گواہی دی کہ یہ سب خدا کا فعل تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سازش نہ تھا۔

i۔ قاتل اٹھارہ بیس دن لیکھ رام کے ساتھ رہا۔ لیکھ رام کے حواری لیکھ رام کو اس کے بارہ میں متنبہ کرتے رہے جیسا کہ شردھانند نے لیکھ رام کی ہندی سوانح عمری میں لکھا ہے:

---

(۱) ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۲۵۷

"پنڈت لیکھ رام کو کئی مقامات سے آریہ بھائی خبردار کر رہے تھے کہ محمدی لوگ ان کے مروا ڈالنے کی فکر میں ہیں مگر انہوں نے اس اجنبی کے بارے میں کچھ بھی تحقیق نہ کی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ نہ اس کے متعلق کوئی پتہ تھا کہ وہ رات کو کہاں رہتا ہے؟"

مگر اس قاتل کا اتا پتہ لیکھ رام نے پوچھا نہ اس کے کسی حواری نے بلکہ کہا کہ یہ مرزا کی سازش تھی۔

ii۔ قاتل عرصہ قریباً تین ہفتہ لیکھ رام کے ہمراہ رہا۔ آریوں نے اسے خوب جانا پہچانا ہو گا۔ اس کے نقش دیکھے ہوں گے۔ اس سے شناسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہو گی۔ مگر قتل کے بعد دنیا بھر میں کوئی آریہ اسے شناخت کرنے والا نہ ملا۔ وہ لیکھ رام کی ماتا، دھرم پتنی اور نیچے مکان کے رہنے والے جیون داس کے کنبہ کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا نہایت اطمینان قلب اور بے باکی سے غائب ہو گیا۔ نہ گلی والوں نے نہ بازار والوں نے اس کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ بلکہ بقول مسٹر ٹی سی گجراتی آریہ ؎

چھائیں مائیں ہو گیا ہتھ نہ آیا فیر

کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی سازش تھی، نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ خدا کی ایک جلالی اور قادرانہ تجلی تھی جو اسلام کی صداقت اور حقانیت کے لئے اپنے پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

iii۔ لیکھ رام ملتان سے سکھر جانے والے تھے مگر بوجہ طاعون وہاں جانے سے روک دیئے گئے پھر مظفر گڑھ کا پروگرام بنا وہ بھی توڑ نہ چڑھا اور ملتان سے سیدھے لاہور ۶ مارچ کی دوپہر پہنچ گئے۔ کون ان کو کھینچ کر مقتل لایا۔ کیا حضرت مرزا صاحب کی سازش تھی۔ یہ سب خدا کا فعل تھا۔

iv۔ قاتل نے بقول شردھانند اس روز ۱۸ مرتبہ لیکھ رام کے مکان۔ سبھا کے دفتر اور ریلوے اسٹیشن کا چکر لگایا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کہ اس کو یقین کامل تھا کہ

وہ ۶ر مارچ کو ضرور لاہور آئیں گے اور کوئی نہیں ہو سکتی ورنہ اس دور میں اتنی جلدی اطلاع کا ذریعہ بھی نہ تھا۔ سو سال قبل نہ تو فون تھا اور نہ تار کا نظام فعال تھا۔ قاتل کو اس روز تمام کاموں سے روکے رکھنا کیا مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدا کا فعل۔

v۔ قاتل کو لیکھ رام کے آنے پر بخار ہو گیا۔ ڈاکٹر کے پاس لے گئے ڈاکٹر ٹیکہ لگانا چاہتا تھا مگر قاتل نے انکار کر دیا جس پر لیکھ رام نے پینے والی دوائی دلوا دی۔ کس نے لیکھ رام کو ٹیکہ لگوانے سے روکا تھا اور اس کا خنجر اوڑھی ہوئی چادر کے اندر ہی چھپا ہوا رہ گیا۔ کیا یہ مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدا کا فعل تھا۔

vi۔ کس نے لیکھ رام کو تھکاوٹ کی بناء پر جو مسلسل سفر کرنے اور پنڈت دیانند کی سوانح عمری لکھنے کی وجہ سے تھی آنکھیں بند کر کے انگڑائی لینے کو کہا تھا کہ موقعہ دیکھتے ہی قاتل نے پھرتی سے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اس طرح گھمائی کہ انتڑیاں باہر نکل آئیں کیا یہ مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدائی فعل۔

vii۔ لیکھ رام کو نزع کی حالت میں کس نے یہ بیان دینے سے روکے رکھا کہ میں مرزا کی سازش سے قتل ہوا ہوں جبکہ پولیس اس کے ارد گرد بیان لینے کے لئے منڈلاتی رہی اور وہ حملہ کے بعد آٹھ گھنٹے تک زندہ رہا۔ کیا یہ منصوبہ مرزا صاحب کی سازش سے تکمیل کو پہنچا۔ یا صرف اور صرف خدا کا فعل تھا۔

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے



باب نہم

# مصدقین

## لیکھ رام کی ہلاکت کا نشان

در حقیقت ایک عظیم الشان نشان تھا جس کے ساتھ میعاد بتلائی گئی تھی۔ وقت بتلایا گیا تھا۔ دن بتلایا گیا تھا اور صورت موت بتلائی گئی تھی اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ دعا ہے جو قبول ہوئی۔ بلکہ سرسید احمد خان صاحب مرحوم کو پیشگوئی کے ظہور سے پہلے ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے لکھا گیا تھا کہ آپ کو جو دعا قبول ہونے میں شک ہے لیکھ رام کی پیشگوئی کا مقدمہ آپ کے سمجھنے کے لئے کافی ہوگا کہ کس طرح خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اس عالی شان طریقے سے پیشگوئی پوری ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں رسالہ "سراج منیر" اور "استفتاء" شائع کر کے ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور مسلمانوں کے اہل الرائے اور اہل نظر اصحاب کو ارسال فرمایا اور مطالبہ کیا کہ وہ اس پیشگوئی کے تمام حصوں کو پڑھ کر گواہی دیں کہ پنڈت لیکھ رام کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ پوری ہوگئی یا نہیں؟ جس پر تقریبا چار ہزار معزز اصحاب نے تصدیق کی کہ یہ "پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی" اور کہ "مرزا صاحب سچے ہیں اور اس میں کسی سازش اور منصوبہ کا کوئی دخل نہیں" ان مصدقین میں ہر طبقہ کے مسلمان، ہندو، آریہ اور سکھ کے علاوہ نامی گرامی علماء اور گدی نشین وغیرہ اصحاب شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال صفائی سے پیشگوئی پورا ہونے کا ذکر

ایک اعلان میں یوں فرمایا:

"لیکھ رام کے مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی مہاں جال پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان کے ہندو اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کردیئے ہیں۔اب ان پیشگوئیوں کاانکار کرنا آریوں کے لئے ممکن نہیں۔" (۱)

چار ہزار معزز احباب کی تصدیق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹروغیرہ معزز لوگوں نے جو چار ہزار کے قریب تھے ایک محضرنامہ تیار کرکے لکھ دیا کہ کمال صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔" (۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں ان چار ہزار افراد سے ۲۷۹ افراد کے نام پتہ جات اور ان کے الفاظ و تحریرات بابت تصدیق پیشگوئی درج فرمائے ہیں۔ان میں سے چند ایک کے اسماء معہ تحریرات یہاں درج کی جاتی ہیں۔

| نام مصدق نشان متعلق لیکھ رام | سکونت مع دیگر پتہ بقید ضلع | عبارت تصدیق کنندہ |
|---|---|---|
| ۱۔ خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب | ڈپٹی کلکٹر انہار ضلع شاہ پور بقلم خود | پیشگوئی لیکھ رام کی بابت میں نے بارہا غور و تدبر کیا نیز اس بارہ میں مذاکرہ بھی احباب سے ہوا۔ مواقعات کتاب براہین احمدیہ و آئینہ کمالات وغیرہ دیکھے۔ ہر پہلو سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوئی اور اس میں مرزا صاحب کی کوئی سازش قتل لیکھ رام میں نہیں پائی جاتی۔دستخط |

(۱) اعلان قادیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ آخری صفحہ

(۲) اعجاز مسیح از روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۰

| | | |
|---|---|---|
| ۲۔ منشی اللہ ودھایا صاحب | فارسٹ و مینجر جنگلات تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور | میرے خیال میں مرزا صاحب کی سازش سے پنڈت لیکھ رام قتل نہیں ہوا لیکن اس کی موت جو مرزا صاحب کی پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہوئی اس سے صداقت پیشگوئی ثابت ہے۔ |
| ۳۔ علاء الدین صاحب حکیم | ساکن شیخ پور علاقہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور | میری رائے میں لیکھ رام والی پیشین گوئی اپنے آٹھ پہلو سے نہایت اعلیٰ درجہ کی صفائی سے سچی ثابت ہوئی ہے۔ آٹھ پہلو سے اس کا سچا ثابت ہونا ایسی بدیہی الثبوت نشان ہے جیسے آفتاب کا ظہور۔ اس کے آٹھ پہلو یہ ہیں۔ ٦ تاریخ کو ٦ بجے کو ۹۷ء کو بعد العید یوم کو گوسالہ کی طرح مکروہ آواز کا نکلنا اور بعد القتل آندھی کا آنا اور شکم پر کسی تیز ہتھیار کا لگنا اور سرخ چشم فرشتے کا قتل کرنا ان واقعات کا ایک وقت پر پورا ہو جانا بشری طاقتوں سے بالکل ناممکن اور خارج ہے۔ ایسی سچی خدائی طاقت کا انکار ناپاک روحوں کا کام ہے۔ فقط |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۔ شیخ فضل الٰہی صاحب | سکنہ بھیرہ آنریری مجسٹریٹ درجہ دوئم و رئیس ہو جن | میرے خیال میں مرزا صاحب کی سازش سے لیکھ رام قتل نہیں ہوا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ پیشین گوئی مرزا صاحب کی اس بارہ میں عمدہ صادق ہوئی۔ دستخط بقلم خود |
| ۵۔ شیخ غلام نبی صاحب | سکنہ بھیرہ سابق وزیر ریاست لسبیلہ | میرے خیال میں پیشین گوئی جناب مرزا صاحب نسبت قتل لیکھ رام پوری ہوئی۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی کوئی سازش نہیں ہے۔ دستخط بقلم خود |
| ۶۔ محمد دین صاحب حکیم | ساکن شیخ پور ضلع شاہ پور تحصیل بھیرہ | پیشگوئی جس کے بارہ میں لیکھ رام بعید العہد زمانہ سے درخواست کرتا رہا تھا اور مرزا صاحب نے جب لیکھ رام کو واجب الاستحقاق پیشگوئی کا پایا تو باری تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دعا کی۔ الہاما حکم ہوا کہ بمیعاد چھ سال بقید حیات ثمانیہ لیکھ رام مذکور کو سنایا جائے۔ ۶ تاریخ اور یوم بعد العید چھٹے سال پہلے کہہ دینا انسانی طاقت سے خارج ہے۔ کیا کوئی بشر یقین سے کہہ سکتا ہے کہ ۶ تاریخ یوم بعد العید کو ہوا کرتی ہے؟ اور |

فرشتہ کا قاتل ہونا اشارہ کرتا ہے کہ قاتل کو کوئی گرفتار نہیں کرے گا اور نہ اس کو کوئی دیکھے گا اور بلیدان ہونے کے بعد آندھی کا آنا عالم الغیب کے سوا کون جانتا ہے؟ اور گوسالہ کی طرح آواز بعد القتل کا کہنا انسانی معلومات سے نہیں ہو سکتا۔ اس پیشگوئی کی صداقت میں جو کچھ تحریر کیا جائے وہ بالکل تھوڑا ہو گا اس کا ایک ایک پہلو ایک بڑا عظیم الشان نشان خدائی طاقت کا بڑا بھارا شاہد عادل ہے۔

۷۔ غلام محمد صاحب ضلع دار نہر — ڈویژن انہار شاہ پور

لیکھ رام کے قتل کی بابت مرزا صاحب کی کوئی سازش نہیں وہ بموجب پیشگوئی مرزا صاحب اپنی بد زبانی کے سبب سزا کو پہنچا اور پیشگوئی پوری ہوئی۔ فقط دستخط

۸۔ گل محمد صاحب — دوم مدرس ہائی سکول بھیرہ

مرزا صاحب کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام ایسی پور ہوئی جیسی آتھم والی اپنے دوسرے پہلو میں پوری ہوئی

| | | |
|---|---|---|
| | | تھی۔ ایسی پیشگوئی میں سازش کا شریک ہونا بعید از قیاس و انصاف ہے۔ مرزا کی اس میں کوئی سازش نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ دستخط |
| ۹۔ احمد الدین صاحب | مدرس عربی بورڈ ہائی سکول بھیرہ ضلع شاہ پور | میری رائے ناقص میں جناب میرزا صاحب موعود مسیح کی پیشگوئی دربارہ قتل لیکھ رام نہایت صحیح اور پورے طور سے ثابت ہوئی ہے نیز اس میں حضور علیہ السلام کی کوئی سازش نہیں ہے گویا وہ مطابق پیشگوئی مرزا صاحب کے قتل ہوا۔ اس میں سازش کا ہونا ناممکن اور محال ہے۔ فقط دستخط |
| ۱۰۔ ملک سمند خان صاحب مال گذار | قصبہ بھیرہ ضلع شاہ پور | مرزا کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اس میں مرزا کی کوئی سازش نہیں ہے۔ دستخط |
| ۱۱۔ فرمان علی صاحب فقیر | سکنہ حجکہ ضلع شاہ پور تحصیل بھیرہ | پیشگوئی مرزا غلام احمد دربارہ لیکھ رام جو چھ برس پہلے شائع کی گئی تھی اپنی میعاد کے اندر پوری ہوئی اس میں مرزا کی سازش ناممکن اور محال ہے۔ دستخط |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲۔ خدا بخش صاحب ساکن بھیرہ | ضلع شاہ پور مدرس اینگلو آریہ سکول بھیرہ | میں تصدیق کرتا ہوں کہ لیکھ رام کا قتل مرزا صاحب کی سازش سے واقع میں نہیں آیا بلکہ یہ ایک خداوند تعالیٰ کی پیشگوئی تھی جو اپنے وقت پر ہر ایک پہلو سے کامل طور پر پوری ہوگئی۔ دستخط |
| ۱۳۔ فضل الٰہی صاحب رفوگر | ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور | مرزا صاحب کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام پوری ہوئی۔ اس میں سازش کا خیال صریح غلطی ہے۔ دستخط |
| ۱۴۔ شیخ محمد مبارک صاحب | ساکن بھیرہ اپیل نویس و میونسپل کمشنر | مرزا غلام احمد کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام ہر ایک پہلو سے سچی ثابت ہوئی۔ دستخط |
| ۱۵۔ محمد الدین صاحب ایجنٹ | بابو غلام محمد مختار بھیرہ ضلع شاہ پور | لیکھ رام مرزا کی سازش سے قتل نہیں ہوا پیشگوئی پوری ہوئی۔ دستخط |
| ۱۶۔ منشی صدر الدین صاحب | پوسٹ ماسٹر تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور | بہت سے عمل پاک مرزا غلام احمد صاحب کے جو میرے علم میں ہیں مجھ کو یقین دلاتے ہیں کہ مرزا صاحب پنڈت لیکھ رام کے قتل میں ہرگز سازش نہیں رکھتے۔ دستخط |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۷۔ شیر محمد چپراسی | منصفی بھیرہ ضلع شاہ پور | لیکھ رام کے بارہ میں مرزا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس میں مرزا کی سازش بالکل نہیں پائی جاتی۔ دستخط |
| ۱۸۔ نظر محمد صاحب مال گزار | موضع اور حماں تحصیل بھیرہ | میرے خیال میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور لیکھ رام کے قتل میں ان کی سازش نہیں ہے۔ دستخط |

اسی تسلسل میں بطور نمونہ چار قطب ہانسوی و سند ہالہ شریف خانقاہ حضرت مخدوم بہاء الدین و سرساوہ خانقاہ حضرت شاہ حبیب الرحمٰن کے مشہور سجادہ نشین طریقت خلیل الرحمان جمالی کا خط نقل کیا جا رہا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

**بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی**

ہم سب مسلمان جن کے دستخط ذیل میں درج ہیں شہادت صادقہ ادا کرتے ہی کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام عنایہ نے جو پنڈت لیکھ رام وغیرہ دشمن خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سچے دین اسلام کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر پیشگوئی کی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ عزیز و مقتدر موید الصادقین جل شانہ نے عین میعاد کے اندر اپنے تمام لوازم کے ساتھ پوری کی۔ اور اس پیشگوئی میں مرزا صاحب اور کسی اہل اسلام کی کسی نوع سازش نہیں ہے۔ یہ خاص خدا تعالیٰ کا فعل تھا۔ جو عین وقت پر اسلام کی صداقت میں اپنی شوکت و عظمت سے ظاہر ہوا۔ الحمد للہ رب العالمن۔ والسلام علی رسولہ خاتم النبین۔

دستخط ۔ فقیر حقیر خلیل الرحمٰن جمالی نمبردار و رئیس الاعظم کھیوٹدار
وسجادہ نشین طریقت



چار قطب ہانسوی و سندہالہ
شریف خانقاہ حضرت مخدوم
بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ و
سرساوہ خانقاہ حضرت شاہ
حبیب الرحمان قدس سرہ
العزیز

حکیم مرزا محمد عباداللہ بیگ قادری پانی پتی حال ساکن سرساوہ ضلع سہارنپور
۔ چوہدری نصراللہ خاں نمبردار زمیندار چھاوڑی علاقہ سرساوہ مرید سائیں توکل شاہ۔
سید ضامن علی ولد سید حسین علی قوم سید اولاد حضرت سید جلال بخاری رحمتہ اللہ علیہ
ساکن قصبہ سرساوہ ضلع سہارنپور۔ اللہ دیا خان ولد مولا بخش قوم راج پوت کھیوٹدار
ساکن قصبہ سرساوہ ضلع سہارنپور۔ بسم اللہ شاہ پانی پتی۔ مہربان علی ولد جان محمد ساکن
قصبہ سرساوہ ضلع سہارنپور۔ محمد علی خان سوار تحصیل ریاست جیند محمد علی خاں خاکسار
حافظ عظیم اللہ ولد شیخ نجیب اللہ خالدی قریشی اولاد حضرت خالد ابن ولید سیف اللہ
رضی اللہ عنہ صدر امین ریاست جیند۔ سید اعظم علی ولد قاسم علی سکنہ سفیدوں
ریاست مہاراجہ صاحب والی جیند ملازم بعہدہ سب اوورسیر نہر جمن ریاست جیند
مستری امام بخش مستری امام بخش ولد مستری امیراللہ ساکن جیند۔ قاض عبدالمجید عثمانی
رئیس جیند بقلم خود اولاد حضرت امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ عبدالمجید ولد
غلام نبی۔ پیرجی سید محمد یعقوب علی اولاد حضرت پیران پیر غوث اعظم ساکن قصبہ جیند۔
مولوی محمد امیرالدین ساکن جیند۔ قاضی رمضان علی قریشی عثمانی نمبردار قصبہ جیند
اولاد حضرت امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ رمضان علی۔ محمد حسن خاں ولد
محمد خاں قوم افغان ساکن ہانسی جمالی۔ سید عبدالغنی جعفری از فرزندان حضرت سید تاج
الدین صاحب شیر سوار ساکن نارنول محلہ سادات۔ حافظ سید محمد حبیب احمد جعفری عفی

عنہ اولاد سید تاج الدین صاحب شیر سوار چابک مار قدس سرہ۔ خواجہ عبدالغفور خاں رئیس حصار اپیل نویس درجہ اول (مہر) قاضی واجد علی نبیرہ قاضی خاموش قدس سرہٗ از مقام نارنول نغری و جمالی۔ سید عبدالفتاح نغری ساکن نارنول سرشتہ دار سابق کونسل جے پور۔

| | | |
|---|---|---|
| ۴۱ عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر | پرائمری اسلامیہ سکول راولپنڈی و تھرڈ ماسٹر | اگرچہ میں مرزا صاحب کے مریدوں میں سے نہیں ہوں لیکن میں صاحب موصوف کو اسلام کا ایک رکن اعظم ایک نہایت ہی عالم قوم کا مصلح اور ریفارمر مانتا ہوں۔ اور دل و جان سے اقرار کرتا ہوں کہ یہ موت پنڈت لیکھ رام کی مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے مطابق ہوئی۔ |
| ۴۲ حاجی اللہ دین صاحب نقشبندی مجددی | شہر راولپنڈی افسریک کارخانہ سرکاری۔ صدر راولپنڈی | میں بادل و جان تصدیق کرتا ہوں کہ پنڈت لیکھ رام کی موت مطابق پیشینگوئی حضرت مرزا صاحب کے ہوئی۔ اس پیشگوئی کا پنڈت مذکور کو پہلے ہی سنایا جانا اور مہلت طول ملنا واسطے رفع عذر اور اتمام حجت کے تھا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن مجید میں فرماتا ہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجتہ بعد الرسل۔<br>اگرچہ ظاہرا حضرت مرزا صاحب کی زیارت مجھ کو اس وقت تک نصیب نہیں ہوئی لیکن میں دل سے یقین رکھتا ہوں کہ حضرت موصوف حق پر ہیں۔ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۳ شیخ قادر بخش صاحب | احمد آباد ضلع جہلم | ہمارے نزدیک یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ |
| ۴۴ مولوی محمد حسن صاحب | اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی بھس ضلع جہلم تحصیل چکوال | اگرچہ میں حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی کے ماننے والوں سے نہیں ہوں لیکن میں مرزا صاحب کو اہل اللہ جانتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ یہ موت حضرت مرزا صاحب کو قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے بتادی۔ |
| ۴۵ غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر دینہ ضلع جہلم | | یہ الہامی پیشگوئی ہے انسانی منصوبہ نہیں۔ |
| ۴۶ جمال الدین سٹیشن ماسٹر ڈومیلی۔ | | پیشگوئی پوری اور کامل طور سے پوری ہوگئی۔ |
| ۴۷ علی احمد صاحب کلونوری گرداور قانون گو دینہ | | اس پیش گوئی میں انسانی منصوبہ نہیں۔ |
| ۴۸ محمد شاہ صاحب امام مسجد موضع ہریانہ جہلم | | یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ |
| ۴۹ نورالدین صاحب گارڈ ریلوے راولپنڈی | | میری رائے میں یہ پیشگوئی لیکھ رام ہر طرح سے پوری ہوگئی اور مرزا صاحب کا صدق ظاہر ہوگیا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۵۰ امام دین صاحب ڈار گارڈ ریلوے راولپنڈی | میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پیشگوئی فوق العادت تھی اور بڑی ہیبت سے فی الواقع پوری ہوگئی۔ |
| ۵۱ قطب الدین صاحب صوبہ دار پنشن یافتہ موضع ساگری ضلع جہلم | یہ پیشگوئی اللہ کا حکم ہے۔ |
| ۵۲ گلاب الدین صاحب مدرس گرل سکول رہتاس | میں سچے دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ |
| ۵۳ محمد حسن صاحب ولد منشی گلاب الدین صاحب رہتاس | بخدا یہ پیشگوئی اسلام اور غیرمذاہب میں کھلا کھلا فیصلہ ہے۔ |
| ۵۴ نظام الدین صاحب گارڈ ریلوے راولپنڈی | پیشگوئی فی الواقع پوری ہوگئی۔ |
| ۵۵ پریم داس ولد بوٹا شاہ ساہوکار رہتاس ضلع جہلم | میں سمپورن نش چہ سے پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہوں۔ |
| ۵۶ وزیر بخش صاحب رہتاس | پیشگوئی جناب مرزا صاحب پوری ہوگئی۔ |
| ۵۷ تصدیق جناب مولانا مولوی بدرالدین صاحب رفیقی حنفی السہروردی نسباً و النقشبندی نسباً | جناب مولانا و اولانا صادر و ظاہر شدند ہمہ ہا واقعی و درست و راست صحیح بودند و ہستند دراں باب ہیچکونہ تصنع دریا راہے نہ۔ |
| ۵۸ منشی سراج الدین صاحب بہلوں۔ ڈلہوزی | مرزا صاحب کی پیشگوئیاں لیکھ رام کے حق میں درست اور صحیح ہیں۔ |

| | |
|---|---|
| ۵۹ عبدالسلام صاحب رفیقی امام مسجد جامع کوہ ڈلہوزی | پیشگوئیاں درحق لیکھ رام راست و صادق شدند |
| ۶۰ غلام حسین صاحب کاتب ملازم مطبع چودھویں صدی۔ راولپنڈی | ہاں بے شک آپ صادق اور حبیب خدا کے اور عاشق ہیں۔ |
| ۶۱ احمد حسین صاحب فرید آبادی ضلع دہلی ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی | میں آپ کو صدق دل سے اسلام کا رکن رکین مانتا ہوں۔ آپ کی اہم اور ضروری دعا مستجاب ہونی ممکن ہے۔ |
| ۶۲ فضل کریم صاحب سوداگر راولپنڈی | یہ پیش گوئی مرزا صاحب کی ٹھیک پوری ہوئی۔ |
| ۶۳ حافظ رکن الدین صاحب نقشبندی قصوری ساکن کوٹھیالہ شیخاں گجرات | لیکھ رام کی موت موافق پیشگوئی واقع ہوئی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ |
| ۶۴ حبیب اللہ صاحب قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ | یہ پیشگوئی نمایاں طور پر ظہور پذیر ہوئی۔ |
| ۶۵ ماسٹر حسین خاں صاحب ابن احمد خاں ویونگ ماسٹر بندر بمبئی بھائی کھلا۔ | |
| ۶۶ سید حاجی عبدالرحمان شاہ قادری ڈاکٹر بمبئی پریل | |
| ۶۷ شیخ محمد صاحب ابن شمس الدین بمبئی چیچوکلی | |

۶۸ شمس الدین صاحب بن محمد ابراہیم بمبئی چیچوکلی

۶۹ شہاب الدین صاحب بن شمس الدین ایضاً"

۷۰ حسن میاں صاحب بانگی ٹانک بندر بمبئی

۷۱ محمد ابراہیم صاحب بن منشی زین الدین انجنیئر بمبئی

۷۲ میاں احمد صاحب بن منشی زین الدین انجنیئر بمبئی

۷۳ منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیئر

۷۴ حافظ عبدالرشید صاحب بن حافظ عبداللہ سورتی بمبئی سونا پور قدیم

۷۵ اسماعیل آدم صاحب میمن سوداگر بمبئی

ہم اس بات کی تصدیق حلفاً کرتے ہیں کہ لیکھ رام پشاوری کی نسبت جو پیشگوئی جناب مرزا صاحب نے ۲۰ر فروری ۹۳ء کی تھی۔ جس کا ایک اشتہار بھی کتاب آئینہ کمالات کے اخیر میں درج ہو چکا ہے وہ پیشگوئی تخمیناً تین سال پیشتر وقوع سے ہم نے دیکھی تھی۔ آج اس کی تصدیق ہوئی کہ وہ پیشین گوئی بالکل مطابق اور صحیح و سچی ہے۔ مورخہ ۱۴ر جون ۹۷ء

(یہ تصدیق ۶۵ سے ۷۵ تک احباب پر مشتمل ہے)

۷۶ غلام محمد صاحب فرزند غلام حسن خاں صاحب بہادر دلیر جنگ مرحوم شمشی پالیم چنجی ضلع جنوبی ارکاٹ سب انسپکٹر سالٹ اینڈ آبکاری۔

خلاصہ و حاصل عبارت یہ ہے کہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوئی۔

| | |
|---|---|
| ۷۷ عبدالباسط صاحب ابن عبدالرحمان | ہرایک پہلو بہت خوبی سے پورہوا |
| ۷۸ سید حبیب اللہ صاحب قاری ابن غلام محمد مدراس سیلاپور جنوبی ارکاٹ وارد میسور | بالکل صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔ |
| ۷۹ عبدالغفور صاحب قریشی بن محمد یوسف صاحب قریشی چنجی جنوبی ارکاٹ پوسٹ ماسٹر | بہت صفائی سے انصرام کو پہنچی۔ |
| ۸۰ مرزا محمد اسماعیل صاحب آفیسر پولیس سٹیشن بن مرزا امیر بیگ صاحب رضوی جنوبی ارکاٹ۔ | پیشگوئی لیکھ رام بصد صفائی کامل شد۔ |
| ۸۱ فتح شریف صاحب بن شیخ امام صاحب سارجن چنجی جنوبی ارکاٹ | لیکھ رام کی موت کی پیش گوئی سچی ہوئی۔ |
| ۸۲ ملک عبدالوہاب صاحب بن فقیراحمد صدر انجمن نصرۃ الاسلام میلو شارم شمالی ارکاٹ۔ | میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت لیکھ رام خود پیشگوئی کی سچائی پر متحیر ہو کر مرگیا۔ ۲۲ر جولائی ۱۸۹۷ء |
| ۸۳ عبدالوہاب خاں صاحب محمدیہ بن عبداللہ صاحب محمدیہ چیت پیت پولور شمالی ارکاٹ | میں بہ تحقیق کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت لیکھ رام خود پیش گوئی کے سبب متحیر ہو کر مرگیا۔ |
| ۸۴ ملک محمد نعیم صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور | میں زور سے گواہی دیتا ہوں کہ اس قتل میں مرزا صاحب کا کوئی دخل نہیں تھا پیش گوئی پوری ہوگئی ہے۔ |
| ۸۵ غلام احمد صاحب متعلم بی اے کلاس مشن کالج لاہور۔ | |

| | |
|---|---|
| ۸۶ غلام حسن صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور۔ | مرزا صاحب کی پیش گوئی ہر طرح سے پوری ہوئی ہے۔ |
| ۸۷ علی محمد صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور | میرا یقین پیش گوئی پر زیادہ ہوا۔ میں مرزا صاحب کے دعویٰ پر تائید کرتا ہوں۔ |
| ۸۸ عبدالحیٰ صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور | پیشگوئی بڑی عمدگی سے درحقیقت پوری ہوگئی۔ اس میں انسانی منصوبوں کا دخل ہو۔ بالکل ناممکن ہے۔ |
| ۸۹ غلام محی الدین صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور | بیشک پنڈت صاحب کے قتل میں کسی انسانی منصوبہ کا دخل نہیں۔ |
| ۹۰ امیر شاہ صاحب بی اے کلاس مشن کالج لاہور | مرزا صاحب کی دعا لیکھ رام کے بارہ میں سب ہی مقبول ہوئی ہے۔ |
| ۹۱ نور احمد خاں صاحب پشاوری بی اے کلاس مشن کالج لاہور۔ | پیشین گوئی کے جملے حرفاً بحرفاً ٹھیک نکلے۔ |
| ۹۲ امیر خسرو صاحب گجراتی ایف اے کلاس | رسالہ استفتاء میں کچھ شک نہیں۔ |
| ۹۳ عطا محمد صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور | یہ پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے پوری ہوئیں۔ |
| ۹۴ محمد الدین صاحب کلرک اگزیمز آفس ریلوے بٹالہ | پیشگوئی ہرایک پہلو سے پوری ہوئی۔ |
| ۹۵ ولی اللہ صاحب مدرس ایچی سن سکول لاہور | یہ پیشگوئی بموجب شرائط پوری ہوگئی۔ |

| | |
|---|---|
| ۹۶ صوفی الٰہی بخش صاحب رفوگر کوچہ چابک سوراں لاہور | میرے نزدیک یہ پیش گوئی درست نکلی۔ |
| ۹۷ محمد حسین صاحب قریشی مالک وکٹوریہ پریس لاہور | یہ پیشگوئی بالکل مطابق شرائط مرزا صاحب پوری ہوئی۔ |
| ۹۸ سجاول صاحب ساکن جگراؤں ضلع لودیانہ | یہ پیشگوئی بے شک پوری ہوگئی۔ |
| ۹۹ غلام اکبر صاحب سارجنٹ درجہ اول پولیس شہر لاہور | یہ پیش گوئی بے شک پوری ہوئی۔ |
| ۱۰۰ اللہ بخش صاحب کنسٹیبل نمبر ۱۲۵ شہر لاہور | بالکل راست سرمو تفاوت نہیں ہے۔ |
| ۱۰۱ او زیر علی صاحب قصبہ نگینہ ضلع بجنور | یہ پیش گوئی کامل طور پر پوری ہوئی۔ |
| ۱۰۲ اللہ دین خاں صاحب سارجنٹ دوم نمبر ۹۵ موضع تھانہ لوپوکے ضلع امرتسر | یہ پیشین گوئی درست ہے۔ |
| ۱۰۳ احمد خاں صاحب کنسٹیبل نمبر ۶۰ پولیس جہلم | بیشک پیشگوئی پوری ہوئی۔(۱) |
| ۱۰۴ ملاوامل صاحب ہندو لاہور اندرون لوہاری دروازہ | جناب مرزا صاحب نے جو پیش گوئی بابت پنڈت لیکھ رام فرمائی تھی میعاد کے اندر پوری ہوئی۔ |
| ۱۰۵ جوالہ سنگھ نہرو نمبردار ساکن لوٹلوماں تحصیل رعیہ | یہ بات سچی ہے جو مرزا صاحب نے کہا تھا لیکھ رام مرگیا ہے۔ |

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۳-۱۷۵

۱۰۶ دنی چند صاحب بدوملھی آتما سنگھ پنڈت لیکھ رام صاحب میعاد کے اندر
صاحب بدوملھی اور نہال چند اروڑا فوت ہوا۔

۱۰۷ بیربل صاحب بدوملھی قوم اروڑا یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی سچی ہے۔
شاہو کار

۱۰۸ جیون سنگھ نمبردار پہاٹھانوالہ ہم نے مان لیا مرزا صاحب سچے ہیں اور
لیکھ رام فوت ہوگیا۔ (۱)

جماعت احمدیہ کے معاند مولوی محمد حسین یہ لکھنے پر مجبور ہوگئے:

"ہاں اس قدر مسلم ہے کہ ۶ سال میعاد قتل لیکھ رام کے لئے اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء میں مقرر کی گئی۔" (۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف تحفہ غزنویہ میں میاں عبدالحق غزنوی کو مخاطب ہوکر لیکھ رام کے قتل کے بعد ہونے والی ترقیات اور ملنے والی فتوحات اور خدا کی تائید ونصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"پھر بعد اس کے لیکھ رام کے قتل کا دعویٰ کا وہ نشان ظاہر ہوا جس پر تخمیناً تین ہزار مسلمان اور ہندوؤں نے ایک محضر نامہ پر جو ہماری طرف سے طیار ہوا تھا۔ یہ گواہی اپنی قلم سے ثبت کردی ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔ اسی محضر نامہ پر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر کے دستخط ہیں۔ جو مخالف جماعت میں سے ہوکر تصدیق کرتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ تیس ہزار کے قریب لوگ اس پیشگوئی کو دیکھ کر ایمان لائے۔ ورنہ ہماری جماعت مباہلہ سے پہلے تین سو سے زیادہ نہ تھی۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے نشانوں کی اس قدر بارش ہوئی کہ سو سے

---

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱
(۲) اشاعۃ السنہ جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۶۱

زیادہ نشان ظہور میں آیا۔ جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ بڑے بڑے امراء اور تاجر اس جماعت میں داخل ہوئے۔ اور ایک دنیا ارادت اور اعتقاد کے ساتھ میری طرف دوڑی اور ایک عظیم الشان قبولیت زمین پر پھیل گئی۔ کیا اس میں تمہاری ذلت نہ تھی۔ انسان دور بیٹھا ہوا اندھے کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر ایک دو ہفتہ قادیان میں آکر دیکھو کہ کیونکر ہزارہا کوس سے ہر طرف سے لوگ آرہے ہیں اور کیونکر ہزارہا روپیہ (اسی کتاب میں ایک جگہ تیس ہزار روپیہ نقل فرمایا ہے ناقل) میرے قدموں پر ڈال رہے ہیں۔ اور کیونکر ہر ایک ملک سے قیمتی تحفے اور سوغاتیں اور پھل چلے آتے ہیں اور کیونکر صدہا لوگوں کے لئے ایک وسیع لنگر خانہ طیار ہے اور کیونکر ہماری جامع مسجد میں صدہا آدمی جو بیعت میں داخل ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور کیونکر بے شمار زیارت کرنے والے قدموں پر گرے جاتے ہیں تو غالباً یہ نظارہ آپ کے لئے باعث شدت غم ناگہانی موت کا موجب ہوگا۔ اب ذرہ انصاف سے سوچو کہ مباہلہ کے بعد کون رسوا اور ذلیل ہوا اور کس نے عزت پائی۔ اگر تمہیں خبر ہوتی کہ مباہلہ کے پہلے میری جماعت کیا تھی اور قبولیت کس قدر تھی اور پھر مباہلہ کے بعد کس قدر قبولیت زمین پر پھیل گئی اور کس قدر فوج در فوج لوگ اس مبارک سلسلہ میں داخل ہوئے تو یقین تھا کہ تم شدت غم سے مدقوق یا مسلول ہو کر مدت سے مر بھی جاتے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے اور اس قسم کو سچ نہ سمجھنا بھی لعنتی کا کام کہ میری عزت اور قبولیت مباہلہ سے پہلے ایک قطرہ کے موافق تھی اور اب مباہلہ کے بعد ایک دریا کی مانند ہے"۔ (۱)

---

(۱) تحفہ غزنویہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۷-۵۴۸

باب دہم

# مماثلتیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کی پیش گوئی کی تفاصیل بیان فرماتے وقت لیکھ رام کی عادات و خصائل اور کردار کے لحاظ سے بعض دوسری شخصیتوں کے ساتھ مماثلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس باب میں انہی کا تذکرہ ہے۔

## ۱ خسرو پرویز سے لیکھ رام کی مماثلت

خسرو پرویز ایران کا شہنشاہ تھا۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ بمطابق ۶۲۸ء میں بذریعہ تبلیغی خط اسلام کی دعوت دی۔ جس کو اس نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور نہایت گستاخی سے یہ خط پھاڑ دیا اور ساتھ ہی اپنے گورنر یمن باذان کے نام آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ گورنر نے اس کی تعمیل میں دو فوجی افسر مدینہ بھجوائے۔ یہ لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا بیان کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چنداں التفات نہ فرمایا اور بڑے تحمل سے فرمایا میں کل اس کا جواب دوں گا۔ دوسری صبح جب وہ حاضر ہوئے تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جلال و تمکنت کے ساتھ ارشاد فرمایا

**اذھبوا الی صاحبکم فقولوا ان ربی قد قتل ربک اللیلہ (۱)**

---

(۱) خصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۹

یعنی جاکر اپنے گورنر سے کہہ دو کہ آج رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا۔

چنانچہ چند روز بعد ہی یہ اطلاع پہنچ گئی کہ ٹھیک اسی رات جس کی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے الہام پاکر یہ حیرت انگیز انکشاف فرمایا تھا کہ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں

"لیکھ رام کا قصہ کسریٰ یعنی خسرو پرویز کے قصے سے نہایت شدید مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی ہندو نے جو اپنے تئیں نومسلم قرار دیتا تھا لیکھ رام کے پیٹ پر حربہ چلایا۔ اسی طرح شیرویہ نے خسرو کے پیٹ پر حربہ چلایا۔ اور ان دونوں واقعات لیکھ رام اور کسریٰ سے اس وقت خبر دی گئی تھی۔ جبکہ کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ ایسا واقعہ عنقریب ہم سنیں گے...... اور جیسا کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا کہ وہ سخت دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ ایسا ہی اگر مسلمان چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ لیکھ رام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بدزبان تھا۔ ہاں کسریٰ اور لیکھ رام میں یہ فرق تھا کہ کسریٰ ایک بادشاہ تھا جو اپنی عداوت کے جوش میں تلوار سے کام لے سکتا تھا۔ اور لیکھ رام ایک برہمن عوام ہندوؤں میں سے تھا جس کے پاس بجز بدزبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابل شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ اور کسریٰ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اور لیکھ رام نے آنجناب ؐ کی مقدس شان اور راست بازی اور نبوت کے پاک چشمہ پر

حملہ کرنا چاہا۔ اس لئے خدا نے جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت مند ہے کسریٰ کے واقعہ سے تیرہ سو برس بعد پھر اپنے پاک نبی کی عزت اور راست بازی کی حمایت کے لئے لیکھ رام کی موت سے وہ معجزہ دوبارہ دکھلایا جو فارس کے پایہ تخت میں خاص ایوان شاہی میں شیرویہ کے ہاتھ سے دکھلایا گیا تھا۔ اس سے ہر ایک انسان کو سبق ملتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور برگزیدوں کی عزت یا جان پر حملہ کرنا اچھا نہیں ہے۔

گندم از گندم بروید جوز جو      از مکافات عمل غافل مشو"(۱)

## ۲    لیکھ رام اور آتھم کے انجام میں فرق

ہر دو دشمنان اسلام کی موت کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ مگر ایک ہلاک ہوا اور ایک بچ گیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(الف) "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھ رام کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبداللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھادیا اس لئے اس کی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور لیکھ رام نے پیش گوئی سننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اس لئے قبل اس کے کہ اس کی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال رہتا تھا کہ وہ مارا گیا۔ عبداللہ آتھم سے خدا

---

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۷-۳۷۸

تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھ رام سے جلالی صفت کو۔ وہ قادر ہے کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی۔" (۱)

(ب) ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جس کو لیکھ رام نے اختیار کیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی اس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اس کو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھ رام نہایت دریدہ دہن اور بد زبان تھا اس لئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلایا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اس جمالی نشان کا قدر نہ کیا جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھ رام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔" (۲)

(ج) "آتھم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا اور لیکھ رام سے سختی سے کیونکہ اس نے سختی دکھلائی اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایک دفعہ الہام ہوا اور وہ بھی شرط کے ساتھ اور لیکھ رام کے عذاب کے بارے میں بار بار قہری الہام ہوئے۔" (۳)

(د) "آتھم نے نرمی اور خوف اور ہراسان اور ترساں ہونے سے کام لیا اس لئے خدا نے بھی اس سے نرمی کی۔ مگر لیکھ رام نے پیشگوئی کے بعد زبان کی چھری حد سے زیادہ تیز کر دی اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک مجلس میں گالیاں دینا شروع کیا۔ اس نے اس خدا

---

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۳ حاشیہ
(۲) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۴۶
(۳) حجتہ اللہ از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱

کے تیز حربہ سے اپنی تیزی کا پھل پایا۔ یہ دونوں پیشگوئیاں اپنی اپنی جگہ جمالی اور جلالی رنگ میں ہیں۔" (۱)

لیکھ رام کے رجوع کرنے اور خدا تعالیٰ سے معافی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں۔" (۲)

## ۳ ابوجہل اور لیکھ رام

ابوجہل اور لیکھ رام کی ہلاکت میں بھی ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہر دو نے مباہلہ کر کے اسلام کے نمائندہ کو للکارا تھا چنانچہ ابوجہل جو شدید مخالف اسلام تھا اور اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اس نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا نے جنگ بدر کو جاتے ہوئے کعبہ میں جاکر ان الفاظ میں بددعا کی تھی۔

**اللھم من کان منا افسد فی القوم واقطع للرحم فاحنہ الیوم"**

یعنی اے خدا جو شخص ہم دونوں میں سے (اس سے مراد اپنے نفس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تھا) تیری نگاہ میں مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم کا مرتکب ہو رہا ہے

---

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۰
(۲) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸

آج تو اس کو ہلاک کر دے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابو جہل کو یقین تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں اس لئے اس نے درد دل سے دعا کی اور پھر خدا کے قہر نے اسی مقام پر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔

بعینہ لیکھ رام نے مباہلہ کیا اور خدا کی قہری تجلی کا نشان بنا۔

## ۴ فرعون کے ساتھ مماثلت

یہ امر مسلم ہے کہ ہر دور میں قوت کے نشہ میں سرشار قوم حد سے زیادہ شوخ اور گستاخ ہو کر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے مقابلہ کرتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ خود اس کے حق میں بربادی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جیسا کہ آج سے قریبا چار ہزار سال قبل خدا کے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر فرعون مصر تمرد اور حد سے بڑھتا ہوا آیا۔ تب اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے عذاب کی خبر سنائی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ایک ایسے شخص کی بات سے ڈر جاتا جس نے بظاہر بے سرو سامان اور تنہا اس کے لاؤ لشکر اور جاہ و حشمت کو برباد کرنے کا بڑے وثوق سے دعویٰ کیا۔ مگر اس کے برعکس وہ زیادہ مشتعل ہوا اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت میں اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ فرعون یا فرعونیت کے الفاظ ضرب المثل بلکہ گالی بن گئے۔

آج کے دور میں فرعون مصر کا یہ واقعہ ہندوستان کی آریہ قوم سے مناسبت رکھتا ہے اور لیکھ رام کو اپنے دور کا فرعون کہا جا سکتا ہے۔ یہ شخص تمام فرعونی صفات کا حامل تھا۔ فرعون کے معنی ضدی، ہٹ دھرم، سرکش اور متمرد ہونے کے ہیں جبکہ لیکھ رام کی شخصیت میں بھی ہٹ دھرمی، ضدی اور کسی کی بات نہ ماننے کی صفات پائی جاتی تھیں۔

فرعون کی طرح لیکھ رام بھی خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ کے مقابل پر آیا اور

خدا تعالیٰ کا پیغام سننے کے لئے بہت مشتاق رہا اور فرعون کی طرح نشان طلب کرتا ہوا وعید کے ماتحت ہلاک ہو گیا۔ اور آج لیکھ رامی مزاج رکھنے کا محاورہ بطور ضرب المثل استعمال ہونے لگا۔

یہ دونوں گائے کے پرستار تھے اور جس طرح فرعون مصر کی مغرور ہستی کو معہ اس کے شان و شوکت کے دریائے نیل میں ڈبو کر مصر کی سرزمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کیا تھا۔ اسی طرح اس دور کے فرعون مغرور ہستی لیکھ رام کو ہلاک کر کے اور اس کی راکھ کو دریائے راوی میں بکھیر کر اپنے دین کو اس بد زبان سے نجات دلائی۔ اس طرح یہ واقعہ آج کے مسیح زماں کے لئے زبردست قوت کے ثبوت کے طور پر ایک دلیل بن گیا۔

ہر دو فراعین کی ہلاکت ان کے اپنے مد مقابل بے یار و مددگار فریق کی سازش کا نتیجہ نہ تھی بلکہ یہ خدائے عز و جل کی قہری تجلی کے نشان تھے۔ فرعون مصر نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سے لوگ متعین کر رکھے تھے۔ لیکھ رام نے بھی پیشگوئی کے بعد اپنے لئے حفاظتی اقدامات کچھ کم نہ کئے تھے۔ لیکھ رام خدا تعالیٰ کی وحی کے پر ہیبت اور جبروت الفاظ سے ہمیشہ خائف رہنے لگا اور سخت حفاظتی انتظامات میں مکان کی تیسری منزل میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں قتل کا واقعہ پیش آیا۔

ان حالات میں ایک گمنام بستی میں رہنے والے بے یار و مددگار انسان کی سازش کیسے قرار دی جا سکتی ہے۔ گو آریہ سماجی اسے حضرت مرزا غلام احمد کی سازش ہی قرار دیتے رہے جیسا کہ اخبار آریہ گزٹ لاہور نے آپ کے ایک شعر میں تحریف کر کے لکھا۔

سازش سے جس کی آخر پنڈت مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

جبکہ اصل شعر یہ ہے۔

جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

لیکھ رام کی فرعون مصر سے کئی اور بھی مماثلتیں ہیں۔ فرعون کے اعلان "انا ربکم الاعلی" کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں کے مقابل پر لیکھ رام کی پیشگوئیوں میں اپنے رب ہونے کے اعلان کی بو آتی ہے۔

i۔ فرعون بہت بڑا مذہبی آمر تھا۔ خود کو مذہب کا سب سے بڑا محافظ قرار دیتا تھا اور اس کے دور میں کسی کو اپنے مذہب سے منحرف ہونے کی اجازت نہ تھی۔ بعینہ لیکھ رام کی اپنے مذہب سے محبت عیاں ہے۔ جس کا ذکر گذشتہ ابواب میں تفصیل سے ہو چکا ہے۔ شدھ کرنے کی تحریک کا آغاز بھی اس نے کیا تھا اور مذہب سے محبت کی وجہ سے دھرم ویر کہلایا۔

ii۔ فرعون کی ہلاکت پر اس کے سب نوکر اور سب مصری رات کو اٹھ بیٹھے اور مصر میں بڑا کہرام مچا۔ (۱) اسی طرح لیکھ رام کے قتل کی خبر سارے لاہور میں پھیل گئی۔ گھر گھر ماتم پڑا۔ جس کا اظہار خود آریہ گزٹ نے اپنے اس شعر میں کیا ہے جو اوپر اسی باب میں درج کیا گیا ہے۔

iii۔ فرعون کا غصہ صرف اس بناء پر تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب پر ایمان کیوں لایا ہے۔ الٰہی نشانات کا حوالہ دیتا ہے ورنہ کوئی سیاسی، اخلاقی یا تمدنی جرم حضرت موسیٰ پر نہ تھا۔ بعینہ لیکھ رام کے مقابل پر آنے کی وجہ بھی دو خداؤں کا اختلاف تھا۔ اور الٰہی نشانات ہی مخالفت کا باعث بنے تھے۔

iv۔ فرعون (منفتاح) کا دور حکومت (۱۲۳۷ قبل مسیح تا ۱۲۲۵ ق م) ۱۲ سال کے

---

(۲) خروج باب ۱۲ آیت ۳۰

لگ بھگ بنتا ہے۔ ۱۱سال مکمل کر چکا تھا اور بارھویں سال میں داخل ہو کر حکومت کر رہا تھا۔ بعینہ لیکھ رام ۱۸۸۵ء سے پہلے آریہ سماجی لیڈر کے طور پر سامنے نہ آیا تھا۔ ایک رنگروٹ کے طور پر پولیس میں بھرتی ہوا۔ گو پشاور میں آریہ سماج قائم کر لی اور صدر بھی بن گیا مگر لیڈر اور پنڈت کے طور پر ۱۸۸۵ء سے جانا اور پہچانا جانے لگا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت قبول کی اور وفات تک کا عرصہ ۱۱سال اور کچھ ماہ ہی بنتا ہے جو فرعون مصر (منفتاح) کے دور حکوت کے برابر ہے۔

## دوسرا شخص

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک کشف میں قوی ہیکل اور مہیب شکل آدمی دیکھا تھا جو لیکھ رام اور ایک دوسرے شخص کے بارہ میں پوچھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے" اگر مجھے یاد ہوتا تو اسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو میں اسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھ رام کا روپ یا یوں کہو اس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے۔" (۱)

واقعات کے مطابق اس دوسرے شخص کے روپ میں سوامی شردھانند ظاہر ہوا جو ۲۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو عبد الرشید کاتب دہلوی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

حالات' واقعات اور قرائن نے یہ ثابت کر دیا کہ دوسرے شخص سے مراد سوامی شردھانند ہے۔ جو اس معروف کشف کے ۳۴ سال بعد قتل ہوا۔ کشف کے وقت سوامی شردھانند منشی رام کے نام سے موسوم تھا اور جالندھر میں ایک معمولی وکیل۔ ان کے نام سے کوئی شخص واقف تھا اور نہ انہیں وہ شہرت و عزت حاصل ہوئی

---

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷ حاشیہ

تھی جو بعد کے زمانہ میں حاصل ہوئی۔ واقعہ قتل کے وقت سوامی جی شہرت کے آسمان پر پہنچ چکے تھے اور ایک عالم ان سے واقف تھا۔ یہی گمنامی اس امر کا باعث بنی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا نام بھلا دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واشگاف الفاظ میں یہ لکھ دینا کہ "مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے" خود اپنی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے راستباز اور سچے ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے (معاذ اللہ) اگر یہ پیشگوئی اپنی طرف سے گھڑی ہوتی تو آپ ہرگز یہ بات نہ کہتے بلکہ کسی نہ کسی شخص کا نام ضرور لیتے یا پھر "دوسرے شخص" کے ذکر ہی کو اڑا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ اس خدا کے سچے فرستادہ نے جو نظارہ میں دیکھا بلا کم و کاست بیان کر دیا۔

حقیقۃ الوحی کے الفاظ کہ وہ لیکھرام کا روپ یا اس کا بروز ہے اور توہین و گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے کو سوامی شردھانند کے متعلق حقیقت کے آئینہ میں اگر دیکھیں تو سوامی شردھانند کو لیکھرام کا مثیل ہی پاتے ہیں۔ اس کو لیکھرام کے بعد آریوں میں ایک خاص مقام ملا۔ بلکہ لیکھرام کے کام کو اس کے قتل کے بعد سوامی جی نے ہی سنبھالا اور اس نے آریہ حلقے میں معزز خطابات و القابات پائے جیسے ہندو جاتی کا زیور، سرکردہ لیڈر، قابل تعظیم لیڈر، سپہ سالار قوم، ہندوؤں کا سرتاج وغیرہ (۱) اور ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ (۲)

ان مہتمم بالشان خطابات سے یہ بات عیاں ہے کہ آریوں کے دلوں میں سوامی جی کا درجہ اور ان کی قدر و منزلت کسی طرح لیکھرام سے کم نہ تھی بلکہ وہ پنڈت لیکھرام کے کامل اور پورے بروز تھے۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب آف پانی پت ایڈیٹر رسالہ کائنات نے ایک

---

(۱) روزنامہ تیج ۲۵ اور ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء بحوالہ فاروق قادیان ۲۰-۲۷ جنوری ۱۹۲۷ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۳۹-۴۰

(۲) الامان ۳۰ دسمبر ۲۶ بحوالہ بحوالہ فاروق قادیان ۲۰-۲۷ جنوری ۱۹۲۷ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۳۹-۴۰

ٹریکٹ الموسوم "سوامی شردھانند کا حسرت ناک قتل" شائع فرمایا۔ جس میں پنڈت لیکھ رام اور سوامی شردھانند میں پائی جانے والی درج ذیل بعض مشابہتوں کا ذکر کیا ہے۔

## مشابہت مابین پنڈت لیکھ رام و سوامی شردھانند

(۱) ابتداء میں لیکھ رام اس قدر دریدہ دہن اور متعصب نہ تھا جس قدر آخر عمر میں اس نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بد کلامی کی۔ اس کی ابتدائی حالت کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادت ہے کہ "پہلے اس کی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸۸)

(۱) سوامی شردھانند بھی ابتداء میں بے تعصب اور صلح کل تھے اور مسلمانوں میں نہایت ہر دلعزیز۔ سوامی جی کی تو ہر دلعزیزی ابتداء میں یہاں تک بڑھی کہ مسلمانوں نے دہلی کی جامع مسجد کے مکبر پر چڑھا کر ان سے لیکچر دلوایا اور ان کی تصاویر کو اپنے قومی مدرسوں میں آویزاں کیا۔

(۲) لیکھ رام کی آخری زندگی اسلام پر لغو اور بے ہودہ اعتراضات کرنے۔ مسلمانوں کو برا بھلا کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کے متعلق بد زبانی اور دریدہ دہنی میں گذری۔

(۲) سوامی شردھانند کی بھی آخری عمر ہندو مسلمانوں میں نفاق و شقاق ڈلوانے اور دونوں قوموں کو لڑوانے میں بسر ہوئی۔ انہوں نے شدھی کو اس کا ذریعہ بنایا جس کی وجہ سے ملک میں ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔

(۳) لیکھ رام کا قاتل ایک مسلمان بتایا جاتا تھا جس نے اس سے آکر کہا کہ وہ شدھ ہونا چاہتا ہے لیکھ رام نے باوجود لوگوں کے سمجھانے کے کہ اس شخص کو اپنے پاس رکھنا ٹھیک نہیں اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔

(۴) لیکھ رام پر حملہ شام کے وقت ہوا۔

(۵) لیکھ رام جمعہ کے متصل دن (ہفتہ کو) قتل ہوا۔

(٦) لیکھ رام کے قتل کی شہرت آریوں نے خود بے انتہاء کر کے پیشگوئی کی صداقت کو تمام دنیا میں پھیلا دیا اور دشمنوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا کہ دوست اتنا کام نہ کر سکتے۔

(۳) شوامی شردہانند کا قاتل بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان ہے اور اس نے بھی جس وقت زینے پر چڑھ کر سوامی صاحب کے کمرے میں جانا چاہا تو باوجود ملازم کے روکنے اور ڈاکٹروں کی ممانعت کے کہ ان کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوامی صاحب نے خود آواز دے کر نووارد کو اپنے پاس بلالیا۔ (تیج ۲۵ر دسمبر ۲۶ء)

(۴) سوامی جی کے قتل کا بھی ٹھیک یہی وقت تھا۔

(۵) سوامی جی بھی جمعہ کے متصل دن (جمعرات کو) مارے گئے۔

(٦) شردہانند کے قتل کی بھی آریہ اخبارات خود بے حد شہرت کر رہے ہیں اور اسے طرح طرح کے عنوانات سے شائع کر کے پیشگوئی کی صداقت پر مہر لگا رہے ہیں۔

(۷) لیکھ رام کے قتل کے وقت آریہ پبلک اور آریہ اخبارات میں نہایت جوش پھیلا اور بہت سی ناواجب اور خلاف اخلاق حرکات ان سے سرزد ہوئیں۔

(۷) سوامی شردہانند کے قتل ہونے پر بھی آریہ اخبارات اور آریہ پبلک کے غیظ و غضب کی انتہاء نہیں۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق نہایت غیر ذمہ دارانہ طور پر سخت دل آزار اور ناملائم الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ ۲۵ر دسمبر کو سوامی جی کی ارتھی کے جلوس کے موقعہ پر آریوں نے نہایت زہر آلود اور اشتعال انگیز اشعار پڑھے۔

(الامان ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء)۔

الفاظ سے گذر کر آریوں نے عملی طور پر اپنے جوش کا ناواجب اظہار کیا اور دہلی میں ۲۳ر دسمبر کی شام کو بے گناہ مسلمان راہ گیروں کو مارنا شروع کیا اور ان کے سروں کو کچلنے کی سعی کی گئی اور پانچ مسلمان محمد نبی، اسلام الدین، محمد اسحاق، عبدالعزیز اور محبوب علی کو سخت زخمی کیا گیا جن میں سے آخر الذکر ہسپتال پہنچ کر مر گیا۔

(الامان دہلی مورخہ ۲۷ر دسمبر ۲۶ء صفحہ ۳)

(۸) لیکھ رام کے قتل کے بعد اس کے کام کو جاری رکھنے اور اس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے نہایت مستعدی کا اظہار کیا گیا اور بہت معقول سرمایہ سے اس کے کام کو جاری رکھنے کی اپیل کی گئی۔

(۸) سوامی شردہانند کے قتل ہونے پر بھی تحریک شدھی کو نہایت پرزور اور مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے تمام آریہ اخبارات متفق اللفظ ہو کر بکثرت مضامین لکھ رہے ہیں اور اس کام کے لئے ہندوؤں کے متفقہ لیڈروں نے قوم سے دس لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے۔

(تیج ۸ر جنوری ۱۹۲۷ء)

(۹) لیکھ رام کے قاتل کا پتہ لگانے والے شخص کے لئے آریوں نے دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔ (ایک ہزار روپیہ مراد ہے۔ ناقل)

(۹) بالکل اسی طرح دس ہزار روپیہ آریوں نے اس شخص کو بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے جو سوامی جی کے قتل کی سازش کا پتہ لگائے۔

(الامان ۳ر جنوری ۲۷ء)

(۱۰) سب سے بڑی اور صاف مشابہت دونوں میں یہ ہے کہ آج سوامی شردہانند کو خود آریہ لوگ لیکھ رام ثانی لکھ رہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو روزنامہ تیج ۲۷ر دسمبر ۲۶ء صفحہ ۷) اور یوں خود اپنے ہاتھ سے دونوں میں اس کامل مشابہت کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں سوامی جی نے لیکھ رام کے قتل کے بعد آریہ سماج کے پرچار کا کام اپنے ہاتھ میں لینے اور اس طرح اپنے آپ کو لیکھ رام کا قائم مقام اور اس کا بروز ثابت کرنے کی خود بھی عملی کوشش کی اور اس میں وہ پورے طور پر کامیاب ہوئے۔ چنانچہ تیج لکھتا ہے:

"ہمیں ۱۸۹۷ء کا وہ نظارہ نہیں بھولتا جب پنڈت لیکھ رام کے بلیدان کے

سماچار سنتے ہی شریمان مہاتما منشی رام جی جالندھر سے لاہور آئے اور پنڈت لیکھ رام جی کی شہادت کے متعلق سب کام اپنے ہاتھ میں لے کر آریہ جنتا کو دھرم پر درڑھ رہنے کا اپدیش دیا۔

(تیج مورخہ ۲۵ر دسمبر ۲۶ء صفحہ ۳)

جبکہ دوست خود اقراری ہیں کہ سوامی جی پنڈت لیکھ رام کا روپ اور اس کے قائم مقام تھے تو پھر اس میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ وہی حقیقی طور پر اس پیشگوئی کے بھی مصداق تھے۔"(۱)

حضرت مصلح موعود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہے ..... حضرت (صاحب) نے دو شخصوں کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ ان میں سے ایک لیکھ رام صاحب تھے اور دوسرے کا نام آپ کو اس وقت یاد نہ تھا۔ عجیب حکمت ہے کہ پہلے شردہانند صاحب کا نام منشی رام تھا اور مارے جانے کے وقت ان کا نام شردہانند تھا۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب کو ان کا نام یاد نہ رہا۔ پھر وہ لیکھ رام کے بھی قائم مقام ہیں چنانچہ تیج نے لکھا ہے کہ جب لیکھ رام کے قتل کی خبر جالندھر پہنچی تو سوامی شردہانند صاحب اپنا کام چھوڑ کر لاہور آگئے اور سوامی لیکھ رام صاحب کا کام انہوں نے سنبھال لیا۔ بہرحال آریوں میں سے بڑے پایہ کے لیڈر تھے۔ بہت سی باتیں ان کے قتل کی لیکھ رام صاحب کے قتل سے ملتی ہیں۔ لیکھ رام صاحب ہفتہ کے دن جمعہ و عید کے اگلے روز مارے گئے اور یہ جمعرات کو مارے گئے جو جمعہ کے ساتھ کا دن ہے وہاں بھی قاتل کمبل پوش تھا اور یہاں بھی کمبل پوش ہی ہے۔ وہاں بھی قاتل کو پہلے روکا گیا لیکن

---

(۱) اخبار فاروق قادیان ۲۰۔۲۷ر جنوری ۱۹۲۷ء جلد ۱۱ نمبر ۴۰۔۳۹ صفحہ ۱۴ تا ۱۹

اس کو اندر جانے کی اجازت دی گئی یہاں بھی اسی طرح ہوا۔" (۱)

## کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
## آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے "دوسرے شخص" کی ہلاکت کی پیشگوئی ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کے حق میں پوری کی۔ جب ایک آمر مطلق ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو قہری تجلی کا نشان بنا کر مارا گیا۔

اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور جماعت احمدیہ اور اس کے خلیفہ کے ساتھ نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے عصر حاضر کے اس فرعون کو لیکھو کہہ کر پکارا اور اس کو مخاطب ہو کر فرمایا ؎

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے متعدد بار اسے سمجھایا مگر یہ اپنی شرارتوں میں بڑھتا گیا۔ آخر مباہلہ کے نتیجہ میں جب اس شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کی سہ پہر کو صادر فرمایا اور وہ ایسے طریق سے خدائے قادر مطلق کی گرفت میں آیا کہ کوئی اسے بچا نہ سکا۔ وہ اپنے ارمانوں کو

---

(۱) الفضل جلد ۱۴ نمبر ۵۵ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۳۷۔۲۳۸ حاشیہ

دل میں لے کر حسرت و یاس لئے آگ کے شعلوں کی نذر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

اس کے قتل کے واقعہ کو لیکھ رام کے واقعہ سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو روح خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے کہ کس شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اسے لیکھ رام سے ملایا ہے اور پیارے امام کے یہ الفاظ پورے کیے ہیں۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اتفاقات میں سے یہ عجیب اتفاق ہے کہ ضیاء الحق کا دور حکومت بھی فرعون مصر اور لیکھ رام کی طرح ۱۱ سال سے کچھ اوپر ہے۔

لیکھ رام کی طرح ضیاء الحق کو بھی موت کا ڈر لاحق تھا۔ ان دنوں گھر سے بہت کم نکلتے تھے۔ بہاولپور کا سفر بھی اختیار کرنے سے قبل کئی دفعہ فیصلہ بدلا اور ضیاء الحق کی ہلاکت کے وقت اس کی حفاظت کے لئے تمام تر تدابیر بروئے کار لائی گئیں تھیں۔ محفوظ ترین ایئر کرافٹ میں سفر کر رہا تھا اور پھر ایک کیپسول میں بیٹھا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایئر کرافٹ تباہ ہونے کی صورت میں وہ الگ زمین پر بحفاظت Land کر جاتا ہے مگر خدائی قدرت دیکھیں کہ وہ Eject ہی نہیں ہو سکا۔

ایئر کرافٹ جہاں گرا وہ جگہ بستی لال کمال (بہاولپور) کے قریب ہے۔ یہ جگہ سرکاری کاغذات میں شمشان گھاٹ (مرگھٹ) کے طور پر الاٹ ہے جہاں کسی وقت ہندو اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل اس علاقہ میں زیادہ تر ہندو آباد تھے۔

آگ میں جلنے کے بعد اس کا اور دوسرے ساتھیوں کا نام و نشان مٹ گیا اور ایک Danture بچا۔ کچھ راکھ تو اکٹھی کر کے اسلام آباد میں دفنا دی گئی اور باقی

راکھ کو سیلاب کے پانی نے دریائے ستلج میں بہا دیا۔ اور اس طرح کئی لحاظ سے لیکھ رام سے مشابہ ٹھہرا۔ ایک دفعہ پھر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کو سچا پایا کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمنا داس نے کراچی کے اخبار ڈیلی نیوز کے حوالہ سے لکھا۔

"جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے...... معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا...... جنرل ضیاء نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی آنکھیں خیرات کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئیں.... آگے اخبار لکھتا ہے۔

اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنا کھولا نہیں گیا بلکہ اسی طرح دفن کر دیا گیا.... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔

یہ بات لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے

اس کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا تیز تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔" (۱)

آج بھی جماعت کو بے شمار لیکھ راموں سے واسطہ ہے جو ہر وقت مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہم اپنے پیارے خدا کے دربار میں امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو نیست و نابود کرے گا اور جماعت احمدیہ کی شان کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا۔ اس کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔ اور ہمارے ازدیاد ایمان کی خاطر ہمارے حق میں نشان دکھلاتا رہے گا۔ جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

"مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں..... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔" (۲)

ایک اور نامہ نگار جناب سخاوت حسین آف اوکاڑہ نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف سازش کرنے والوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ہر حکمران کا انجام برا ثابت ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے سہارے میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کیے۔ صدر کی ایماء پر اس وقت کے

---

(۱) روزنامہ ہند سماچار ۸ر نومبر ۱۹۸۸ء
(۲) ترجمان القرآن اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۵۷-۵۸

گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتب کو ضبط کیا مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد و اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنے محسن مرزا کی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ ۹۰ سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تازیست وزیر اعظم پاکستان رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اب صدر ضیاء الحق نے مرزائیوں سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے؟ وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔" (۱)

جی ہاں! ان کا یہ خدشہ صدفی صد سچا ثابت ہوا۔ ضیاء الحق کو اقتدار سے ہی نہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ ان کی ہلاکت کا نشان احمدیت اور خلافت کی صداقت پر ایک روشن مینار کی طرح زندہ رہے گا۔ کیونکہ ان کی ہلاکت سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ نے نہایت واضح الفاظ میں فرمادیا تھا:

"جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے وہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں۔ چونکہ وہ تمام آئمۃ المکفرین کے امام ہیں..... انہوں نے

---

(۱) روزنامہ جنگ لاہور ۱۳؍ دسمبر ۱۹۸۳ء

معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج قبول کر لیا ہے۔"

اس کے بعد ۱۲ ر اگست ۱۹۸۸ء یعنی اس کی ہلاکت سے صرف ۵ دن قبل واضح رنگ میں فرمایا:

"یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ اسے اس کی ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔"

آخر شیر خدا نے پھر کر ہر بن باسی کو للکارا
کوئی مبارز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مباہل آئے
ہمت کس کو تھی کہ اٹھتا، کس کا دل گردہ تھا نکلتا
کس کا پتہ تھا کہ اٹھ کر، مرد حق کے مقابل آئے
آخر طاہر سچا نکلا، آخر ملا نکلا جھوٹا
جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ انہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں:

"اے پاکستان کے معصوم احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ بلند ہمت اور شجاعت اور اولوالعزمی کی یہ صفات تم سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب اول درجہ کے پاک یافتہ ہو کر تم ان ابتلاؤں سے نکلو گے اور عزت اور حرمت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا جائے گا وہ دن لازماً آئیں گے کہ مسیح دوران کو کانٹوں کا تاج پہنانے والے خود کانٹوں میں گھسیٹے جائیں گے اور ذلت اور رسوائی کا تاج ان کے سروں پر رکھا جائے گا۔"

ے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

# باب یازدہم

# منظومات

لیکھ رام کی خارق عادت موت پر بہت سی نظمیں لکھی گئیں۔ جنہوں نے اس کی موت کو ایک خدائی نشان سمجھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء اور حمد میں گیت گائے اور نظموں میں پورے کا پورا واقعہ بڑے حسین پیرائے میں بیان کیا۔ اور اسکی یاد میں ہونے والے جلسوں میں یہ کلام پڑھا۔ اور اس کے معتقدین نے اس کی المناک موت پر مرثیے 'نوحے لکھے اور اپنے غبار کو اس طرح ہلکا کیا۔ ہر دو جماعت احمدیہ کی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ نظم لکھنے والے یا نظم میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس باب میں بعض نظمیں پیش کی جا رہی ہیں۔

# کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

| | |
|---|---|
| عجب نورے ست در جان محمدؐ | عجب لعلی ست در کان محمدؐ |
| زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف | کہ گردد از محبان محمدؐ |
| عجب دارم دل آن ناکساں را | کہ روتا بنداز خوان محمدؐ |
| ندانم ہیچ نفسے در دو عالم | کہ دارد شوکت و شان محمدؐ |
| خدا زاں سینہ بیزار است صد بار | کہ ہست از کینہ داران محمدؐ |
| خدا خود سوزد آں کرم دنی را | کہ باشداز عدوان محمدؐ |
| اگر خواہی نجات از مستی نفس | بیاور ذیل مستان محمدؐ |
| اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت | بشواز دل ثنا خوان محمدؐ |
| اگر خواہی دلیلے عاشقش باش | محمدؐ ہست برہان محمدؐ |
| سرے دارم فدائے خاک احمدؐ | دلم ہر وقت قربان محمدؐ |
| بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم | نثار روئے تابان محمدؐ |
| دریں رہ گر کشندم ور بسوزند | نتابم رو زایوان محمدؐ |
| بکار دیں نترسم از جہانے | کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ |
| بسے سہل است از دنیا بریدن | بیاد حسن و احسان محمدؐ |
| فدا شد در رہش ہر ذرہ من | کہ دیدم حسن پنہاں محمدؐ |
| دگر استاد را نامے ندانم | کہ خواندم در دبستان محمدؐ |
| بدیگر دلبرے کارے ندارم | کہ ہستم کشتہ آن محمدؐ |
| مرا آن گوشہ چشمے بباید | نخواہم جز گلستان محمدؐ |
| دل زارم بہ پہلوئم مجوید | کہ بستیمش بد امان محمدؐ |
| من آن خوش مرغ از مرغان قدسم | کہ دارد جابہ بستان محمدؐ |

Scanned with CamScanner

تو جان ما منور کردی از عشق  فدایت جانم اے جان محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان دریں راہ  نباشد نیز شایان محمدؐ
چہ ہیبت ہا بداند ایں جواں را  کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بے راہ  بترس از تیغ بران محمدؐ
رہ مولی کہ گم کردند مردم  بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ  ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیابنگرز غلمان محمدؐ

(استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۳)

(ب)

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس  دل میں آتا ہے بار بار افسوس
ہوگئے حق کے سخت نافرماں  کردیا دیں کو قوم پر قرباں
وہ نشاں جس کی روشنی سے جہاں  ہوکے بیدار ہوگیا لرزاں
ان نشانوں سے ہیں یہ انکاری  پر کہاں تک چلے گی طراری
ان کے باطن میں اک اندھیرا ہے  کین و نخوت نے آکے گھیرا ہے
لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے  باز آتے نہیں ہیں غوغا سے
قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں  سو نشاں دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں
موت لیکھو بڑی کرامت ہے  پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تو ان کو خود سمجھا
آسماں سے پھر اک نشان دکھلا

(درثمین)

(ج)

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو! زریں قبا یہی ہے

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

(درثمین)

## مرد حق کی دعا

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو!
آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی

آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا
رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی
جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا

ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت
آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا
ساحروں کے مقابل بنا اژدھا

آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا
سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی
خوں شہیدان امت کا اے کم نظر
رائیگاں کب گیا تھا جو اب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے
پھول پھل لائے گی پھول پھل جائے گی
ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوری
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی
دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں
**قول املی لهم ان کیدی متین**
سنت اللہ ہے لاجرم بالیقیں
بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی
یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا
پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بد نوا
دو قدم دور دو تین پل جائے گی
عصر بیمار کا ہے مرض لادوا
کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا
موت آ بھی گئی تو ٹل جائے گی

(کلام حضرت مرزا طاہر احمد۔ مصباح مارچ ۱۹۹۷ء)

# اسکا منہ مانگا نشاں ہے یہ نشان لیکھ رام

(مولوی محمد علی اظہر سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

کس قدر روشن ہے یہ نشان لیکھ رام
ہو رہے ہیں آریہ سب نوحہ خوان لیکھ رام
شامت اعمال سے لبریز پیمانہ ہوا
تب مسیح وقت سے الجھی روان لیکھ رام
انبیاء کی شان میں توہین دین اسلام میں
چل رہی تھی تیز آری سی زبان لیکھ رام
گرچہ سمجھایا بہت لیکن نہ ہوش آیا اسے
تھی طلبگار نشان روح روان لیکھ رام
شوخی و شہ میں جو اس کے سخت طغیانی ہوئی
تب نظر آیا نشان خوں فشان لیکھ رام
اس نے مانگی تھی دعا پیش خدائے ذوالجلال
وا ہوئی تھی اک ادا سے واں زبان لیکھ رام

کذب و صدق ویدک و اسلام کے اظہار پر — اک تمسخر زا ادا سے تھا بیان لیکھ رام
ایسی گستاخی نہ بھائی قادر و غیور کو — کردیا آخر عیاں کذب نہان لیکھ رام
تیغ بران زبان سے تھا دلوں کو چیرتا — بن گئی خود تیغ بران وہ زبان لیکھ رام
امتیاز کذب ویدک ست میں صدق اسلام میں — اوسکا منہ مانگا نشاں ہے یہ نشان لیکھ رام
ہاں بڑے اصرار سے اس نے یہ مانگا تھا نشاں — جائے عبرت ہے برائے پیروان لیکھ رام
کی دعا حق سے مسیح وقت نے اس کے لئے — تا عیاں ہو خلق پر راز نہان لیکھ رام
اس علیم و قادر و غیور نے بتلا دیا — حضرت مرزا کو تھا وہ رازدان لیکھ رام
چھ برس میں عید سے اقرب چھٹی تاریخ میں — تیغ خون آشام ہو تیغ زبان لیکھ رام
ہے یہ عجل سامری کٹ جائے گا جل جائے گا — ہے اگر طاقت بچا لو اے یلان لیکھ رام
یہ کہا للکار کر شیر خدا نے برملا — ہے یہ میرے صدق دعوی پر نشان لیکھ رام
گر نہ ہو پورا تو چاہو جو کرو حاضر ہوں میں — جان تک حاضر ہے اپنی پھر بسان لیکھ رام
شوکت اسلام کا ہے یہ بڑا بھاری نشان — اور ثبوت کذب و بطل حامیان لیکھ رام
یہ خدا کا قول ہے ہو کر رہے گا بے خطا — تم بچا سکتے نہیں اے ہمدمان لیکھ رام
بالمقابل افترا سے وہ بھی ملہم بن گیا — تھی عقیدے کے خلاف اپنے یہ آن لیکھ رام
پر اسے تو شوخی و شرکی ادا منظور تھی — کہہ گئی جو کچھ کہ کہنا تھا زبان لیکھ رام
تین سالوں میں کہا ایشور نے ہوجائیں فنا — یعنی مرزا اور سارے دشمنان لیکھ رام
بال بیکا فضل ایزد سے نہ مرزا کا ہوا — ہوگیا ثابت یہ ہے کذب بیان لیکھ رام
آخرش جب آگیا وقت سرائے پر خطا — بن گئی جرم مجسم جب کہ جان لیکھ رام
ہر طرف سے گھیر کر لایا اوسے لاہور میں — کار پرداز قضا و قدر دان لیکھ رام
تھی چھٹی مارچ کی اور دن عید سے تھا متصل — خوش تھا اپنے گھر میں سارا خاندان لیکھ رام
تیغ بران محمدؐ تب ہوئی جلوہ نما — سامنے سب کے ہوئی وہ جان ستان لیکھ رام
کی بہت کوشش مگر تیر قضا کب ٹل سکے — پھر گئی پیٹ میں تیغ زبان لیکھ رام

تھا غضب بھڑکا ہوا اللہ کا اک جوش پر　　مہر خاموشی لگادی بر زبان لیکھ رام
اپنے قاتل کا پتہ بتلا سکا ہرگز نہ وہ　　جانتا تھا پر نہ بولا خاندان لیکھ رام
رعب حق چھایا نہ ہرگز کر سکی اظہار کچھ　　کانپ اٹھتی نام مرزا پر بھی جان لیکھ رام
سب ادھڑ جاتی سلائی کانپ کر سارا بدن　　نام مرزا بن گیا سوہان جان لیکھ رام
علم غیب اور اپنی قدرت کا دیا حق نے ثبوت　　جس سے عاجز آج تک ہیں پیروان لیکھ رام
کرتے ہیں تشہیر تب سے ہر چھٹی مارچ کو وہ　　تا عیاں ہو صدق مرزا و کذب آن لیکھ رام
ہے صداقت کا یہ دین اسلام کا بین نشان　　اور ہے تکذیب ویدک مت نشان لیکھ رام
اس نشاں کو دیکھ کر واجب تھا ان کے واسطے　　سرکشی سے باز آتے سرکشان لیکھ رام
دم بدم طغیان و بغض و کیں مگر ہے جوش پر　　دمبدم وہ ہو رہے ہیں ہم زبان لیکھ رام
کرتے ہیں اللہ کی آیات کی تحقیر وہ　　ہیچ ہے ان کی نظر میں یہ نشان لیکھ رام
لات کے یہ بھوت ہیں باتوں سے کب مانیں بھلا　　بطش کے خواہاں ہیں یہ سب گمرہان لیکھ رام
قادر و غیور نے جو ہے علیم اندرون　　جس پہ ظاہر ہے درون حامیان لیکھ رام
اپنے پیارے میرزا پر یہ بھی ظاہر کردیا　　بے نشاں ہوجائیں گے سب خودسران لیکھ رام
ہیں حقیقت سے تہی مرجائیں گے کھپ جائیں گے　　آریہ مت بھی فنا ہوگا بسان لیکھ رام
تم سے لاکھوں اور کروڑوں زندہ ہی ہوں گے ابھی　　دیکھ لو گے انتہائے خادمان لیکھ رام
آرہے ہیں اب نظر آثار اظہر بے گماں　　آریہ مت پر بھی وارد ہو نشان لیکھ رام

(فاروق قادیان ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء جلد ۱۰ نمبر ۴۳، ۴۴ صفحہ ۲۲)

# چھ مارچ

(رحمت اللہ شاکر سابق سب ایڈیٹر الفضل)

خدا کے فضل سے چھ مارچ ہے پھر ایک بار آیا
رہا کرتا ہے سارا سال جس کا انتظار آیا

دمک اٹھے ہیں چہرے آج جوش کامرانی سے
رہا کرتے ہیں جس دن آریہ سب اشکبار آیا

بڑھی جب بد زبانی حد سے لیکھو رام پنڈت کی
تو اس تاریخ کو قہری نشان کردگار آیا

شکست ایسی ہوئی ویدک دھرم کو پھر نہیں اٹھا
جری اسلام کا اس جنگ میں بھی کامگار آیا

ہوا ٹکڑے وہ آخر کار اس کی تیغ براں سے
خدا کے پہلواں کے سامنے جو نابکار آیا

نہیں یہ مرگ لیکھو، موت ہے یہ آریہ مت کی
کہ جس کا پہلواں میدان میں سر اپنا ہار آیا

وہ یک شنبہ کا دن اور وقت صبح یاد ہے سب کو
خبر دینے کو جب اک قاصد پروردگار آیا

قوی ہیکل بھی تھا اور شکل ہیبت ناک تھی اسکی
سزا کے بعد فارغ ہو کے تھا وہ نامدار آیا

یہ تھا اک کشف جس کا صاف لفظوں میں یہ مطلب ہے
فرشتہ پیٹ میں لیکھو کے ہے خنجر اتار آیا

پڑے رویا کریں اب آریہ ہر سال لاحاصل
ہوا فی النار جو واپس نہیں پھر بار بار آیا

(فاروق قادیان ۷ر مارچ ۱۹۳۱ء جلد ۱۵ نمبر ۴۴)

# پیشگوئی لیکھ رام

(حسن رہتاسی)

حسن رہتاسی نے ۶ر مارچ ۱۹۳۲ء کو ہونے والے مشاعرہ میں درج ذیل نظم بعنوان "پیشگوئی لیکھ رام اور یوم العجل" پڑھیں۔ یوم العجل نظم فارسی میں ہے۔

سید کونین کے حق میں تھا بد گو اس قدر
سننے والا بول اٹھا الحفیظ و الامان

آج وہ دن ہے کہ اس نے پائی پاداش عمل
چل گئی اس کے شکم میں اپنی ہی تیغ زباں

قتل پر اس کے مچایا شور اس کی قوم نے
اور چڑھ دوڑی بڑے غصہ میں سوئے قادیان

شور شیون چیخنا چلانا جب حد سے بڑھا
دیکھ کر یہ ماجرا بولا خدا کا پہلوان

غرق کی کشتی خدا نے تیری اے حق ناشناس
تو ہوئے جاتی ہے ناحق ناخدا پر بدگماں

کچھ سنائی کچھ سنی یاران محفل کی حسن
اتفاق اچھا ہوا اب کے قیام قادیان

(فاروق قادیان ۱۴ر مارچ ۱۹۳۲ء نمبر ۴۵ جلد ۱۶)

## (ب) یوم العجل

بنام پاک آں کو حرز جان است
بد ستش مایہ سود و زیان است

گرفتم ذات او ازبس نہاں است
برائے عاشق صادق حیات است

اگر برہستی اش جوئی دلیلے
بگوئی کارواں در کارواں است

مہ خورشید و انجم ہریکے زاں
نشان اندر نشان اندر نشان است

گہے مشغول گریہ ابر نیساں
گہے قہقہ زناں برق جہان است

چہ روشن تر نشانے ہیں نشاں است
زمین شاہد گواہش آسمان است

غلام احمد مدنی ست پیرے
دلے صید دیانندی جوان است

نہ پوشیدہ است نے مخفی نہ پنہاں
میان ایں و آں فرقے عیاں است

میان کفر و ایمان است رزمے
نہ ایں بزم بتان مہوشاں است

ند اند جز خدا کس غایت کار
کہ ذات اوخبیر و غیب دان است

قضا خندید و گفت اے گا رے مغز
چرا پرخاش تو باآسمان است

تو خود درخواستی تازہ نشانے
چرا انگشت سوئے قادیان است

کہ از روز ازل در قبضہ تو
برائے قتل تو تیغ زبان است

قتیلاں را شہادت نامداون
خیال باطل دوہم و گمان است

شہادت ہست در راہش گذشتن
نہ غلطیدن بخاک و خون فشان است

زا محمدؐ آمد این اعجاز احمد | غلام او فقط یک ترجمان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ | کرامت گرچہ بے نام و نشان است

۶؍ مارچ ۱۹۳۴ء کو "یوم نشان لیکھ رام" پر ایک جلسہ بیت نور قادیان میں ہوا۔ جس میں حسن رہتاسی نے ایک رباعی اور ایک نظم فی البدیہہ پڑھی۔ اس نظم کا ایک حصہ لیکھ رام کی پیشگوئی کے بارہ میں ہے جو درج ہے۔

(ج) **رباعی**

ہو گڑھے میں یا کوئی بالائے بام | ہو کہیں بھی دشمن خیر الانامؐ
ایک ہی قانون کے نیچے ہیں سب | ڈوئی ہو، آتھم ہو یا ہو لیکھ رام

(د) ☆ ☆ ☆

گو نشاں اس کو ملے درگاہ حق سے بے شمار | اک نشان قہر سے ہیبت میں ہے روح و بدن
آریوں میں ایک پنڈت تھا مسافر لیکھ رام | موٹا تازہ۔ صاف ستھرا اور بڑا گندہ دہن
جسد انسانی میں عجل خوار تھا وہ ناریہ | بھوت تھا سایہ تھا یا وہ غول تھا یا اہرمن
اپنی ہی تیغ زباں اس کے شکم میں پھر گئی | قوم نے پھر نذر آتش کر دیا مردہ بدن
کٹ چکا جب تیغ بران محمد سے شکم | تب مسافر کو پسند آیا جہنم میں وطن
تھی نہ یہ سازش کسی کی بلکہ تھا قہری نشاں | نشہ پندار جس سے ہو گیا سارا ہرن

(فاروق قادیان ۱۴؍ مارچ ۱۹۳۴ء جلد ۱۸ نمبر ۳۸)

# نشان لیکھ رام

## (مولوی محمد یعقوب طاہر)

در پے تخریب ملت جب ہوا چرخ کبود
فتنہ سامان بن گئی تب دہر میں قوم ہنود

چشم عبرت نے یہ دیکھا منظر حسرت فزاء
پھر رہے ہیں دندناتے چار سو ان کے جنود

گالیاں دیتے یہ بد باطن رسول پاک کو
چھیدتے تھے اس انی سے بارہا قلب و جلود

خوان بدگوئی کا ریزہ چیں ہوا پھر لیکھ رام
جس نے بھڑکایا جہاں میں فتنہ عاد و ثمود

موجزن اس کی رگ و پے میں تھا دریائے عناد
چاہتا تھا قوم مسلم پر رہے دور جمود

بد زبانی میں یہاں تک بڑھ گیا یہ بد نصیب
عدل و انصاف و حیا کی توڑ دیں اس نے قیود

دیدۂ خونبار سے رویا کئے مسلم مگر
خوش رہی اس فتنہ پردازی پر یہ قوم حسود

آخرش عرش الہ سے کھینچ کر اپنی کٹار
اس کے گھر میں آگیا اک مرسل رب ودود

خنجر براں سے کاٹا اس نے یوں لیکھو کا پیٹ
تن میں اٹھنے کی رکھی طاقت نہ کچھ تاب تعود

کہہ دیا تھا احمد مرسل نے اس کو برملا
قتل سے تجھ کو بچا سکتی نہیں قوم ہنود

جو کہا پورا ہوا۔ جو کچھ بتایا سچ ہوا
سچ تو یہ ہے صدق پر ہیں آپ کے لاکھوں شہود

بد زبانی صورت خنجر ہو جس پر چل گئی
اس کے قاتل کا نظر آتا بھلا کیونکر وجود

دیکھ لو وہ مرگیا بدبخت اپنے وار سے
دیکھ لو وہ کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے

(فاروق قادیان ۱۴؍ مارچ ۱۹۳۲ء نمبر ۴۵ جلد ۱۶)

۱۹۳۳ء کو بھی قادیان میں مشاعرہ منعقد ہوا مصرعہ طرح ۔ "ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار" تھا اس مشاعرے سے دو نظمیں پیش ہیں۔

### I۔ مولوی محمد یعقوب طاہر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل

دم بخود دشمن ہوئے اعداء ہوئے سب سرنگوں
حجت حق کی پڑی باطل کے سر پر ذوالفقار

کس کو بھولا ہے بھلا لیکھو کا وہ یوم ممات
تیغ بران محمد کا ہوا جس دن شکار

بدزبانی، کینہ توزی، دشمنی، بد طینتی
بس یہی اوصاف تھے جن سے ہوا رسوا و خوار

باز جب آیا نہ طعن سید لولاک سے
احمد موعودؑ نے اس سے کہا یہ بار بار

"جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار"

قدرت حق سے ملی آخر سزائے سامری
یعنی آنتوں میں گئی اس کے اتر خنجر کی دھار

دیکھ کر پھر اپنی آنکھوں سے مآل شیطنت
حسرت و اندوہ و غم سے چل بسا وہ سوئے نار

کھول کر چشم حقیقت دیکھ یہ عبرت کی جا
آج ڈھونڈے بھی نہیں ملتا کہیں اس کا مزار

شادمانی اہل حق پر عرش سے نازل ہوئی
اور رسوا ہوگئے باطل پرستان دیار

### II۔ عبداللہ خاں اختر جتوئی

لیک بد باطن بھلا کب سنتے ہیں آواز حق
روک بن کر آگئے تب ہر طرف سے بد شعار

چاہتے تھے منہ کی پھونکوں سے بجھانا نور حق
اس لئے لڑنے لگے وہ اہل حق سے بار بار

ان کے کاروبار کا سردار تھا وہ لیکھ رام
گالیوں پر جس نے سمجھا دین کا دار و مدار

الغرض حد سے بڑھا کرنے لگا مشق جفا
سرور ہر دو سرا کو گالیاں دیں بے شمار

تب غلام احمد مختار نے اس کو کہا
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

ورنہ ہوگا عید کے دن قتل از دست خدا
اور تباہی میں پڑے گا تیرا سارا کاروبار

آگیا وہ وقت آخر کٹ گیا تب لیکھ رام
شجر امید آریوں کا ہوگیا بے برگ و بار

شور تھا، چرچا بھی تھا، ہنگامہ تھا، ہر بزم میں
کیا ہوا کیونکر ہوا یہ قتل بے قاتل شکار
تھی یہ عبرت دشمنان دین احمد کے لئے
ہو چکے تھے دتوں سے جن کے دل تاریک و تار
آہ اب بھی وقت ہے وہ ہوش میں آئیں اگر
عشق احمد میں جلیں وہ رات دن پروانہ وار
وہ خدا ان پر کرے گا رحمتیں نازل سدا
جو ہے جبار اور ستار اور غفار و قہار
چھوڑ اختر کر و فرزندگی کے لطف کو
عزت ملی کو پا اور قوم کا بن افتخار

(فاروق قادیان ۲۱ر مارچ ۱۹۳۳ء جلد ۱۷ نمبر ۳۶)

# اب بھلا چیخنے چلانے سے بنتا کیا ہے؟

(ڈاکٹر منظور احمد منظور بھیروی از سلانوالی)

بحث کیا کرتے ہو ان بحثوں میں رکھا کیا ہے
طالب حق ہو اگر کوئی تو جھگڑا کیا ہے؟
کہتے کس منہ سے ہو اعجاز یہ ایسا کیا ہے
اہل انصاف سے تم پوچھو تو چرچا کیا ہے
موت لیکھو سے تسلی نہ ہوئی ہو جس کی
سامنے آئے ابھی وقت ہے بگڑا کیا ہے
مرد میدان بنو اور کوئی آجاؤ؟!!
آپ سچے ہیں تو پھر آپ کو دھڑکا کیا ہے
مانا وہ فعل ہے بندے کا خدا کا نہ سہی
جب خدا کچھ نہیں کر سکتا تو بندہ کیا ہے
جو کہ خود بندۂ عاجز سے بھی عاجز نکلا
وہ خدا کیسا ہے اور اس پہ بھروسہ کیا ہے
وہ تو جھوٹے کی حمایت نہیں کرتا ہرگز
یہ تو بتلاؤ کہ اس نے تمہیں سمجھا کیا ہے
آریو! تم بھی جسے قادر مطلق مانو
اس نے لیکھو کو بچایا نہ تماشا کیا ہے
یہ تو تمہید تھی اک قہر خدا کی گویا!
اور دیکھو گے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے
کر چکی تم کو تو لیکھو کی گواہی ملزم
تم تو اب مورد الزام ہو پروا کیا ہے
مل گیا تم کو جو ملنا تھا کئے کا ثمرہ
اب بھلا چیخنے چلانے سے بنتا کیا ہے
فیصلہ ہو بھی گیا اب تو سنبھل جانا تھا
جانتے بھی ہو میرے مولا کا منشاء کیا ہے

بد زبانی تو شریفوں کا نہیں ہے شیوہ
کچھ تو بتلاؤ کہ اسلام سے اچھا کیا ہے
روز روشن کی طرح جب ہے صداقت ظاہر
مان لینے میں بھلا آپ کو گھاٹا کیا ہے؟
خدمت دین کا ہے وقت خدا ناصر ہے
اٹھ کمر باندھ بھی منظور تو بیٹھا کیا ہے

(فاروق قادیان ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۷)

# کسی کو فتح کسی کو خدا کی مار آئے

(سید عبدالقادر شاہ بخاری عبدی سلانوالی)

سنبھل سنبھل کے قدم سوئے کارزار آئے
مقابلے میں جو احمد شاہسوار آئے
صنم کدے میں جو جائے تو بت کریں سجدہ
جو برہمن کو وہ دیکھے تو بندہ وار آئے
ہزاروں زندہ کرامات اس میں ہیں موجود
وہ دیکھ بھال لے جس کو نہ اعتبار آئے
وہ لیکھ رام کی لافیں کہاں گئیں یارو!
دلیل کی جگہ گالی کہاں بکار آئے
نشان یار تھا لیکھو کی موت میں پنہاں
کیسے چپ کرے اور اس کو کیوں قرار آئے
خدا کا شیر مقابل میں اور ادھر لیکھو
مقابلے میں نہ کیوں مدعی کو ہار آئے
خدا کا ایک نشان تھا جو پورا ہونا تھا
کسی کو فتح کسی کو خدا کی مار آئے
اگر وہ کام خدا کا نہ تھا تمہیں شک ہے
ہمیں بھی کر کے دکھادو تو اعتبار آئے
خدا کے ایک فرشتے کا تھا سماء سے نزول
کہ بد زبان کو جا کر چھرے سے مار آئے
مارا جانا تھا مارا گیا بحکم خدا
اک آریوں کی ساتھ ہی سنوار آئے
مخالف ایک نہ باقی بچا مقابل میں
ڈوئی وغیرہ کئی ایسے بے شمار آئے
نے سیف جو لکھی تو خود مواکٹ کر
لے کے رزم میں جو تیغ آبدار آئے
خدا سے دور ہوئے اور بتوں کو بھی چھوڑا
ہیں آریوں کو سوائی یہی سدھار آئے
اسی لئے تو چلایا قلم ہے نرمی سے
یہ شعر عبدی کے پڑھتے نہ تم کو عار آئے

(فاروق قادیان ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۲)

# ماتم پڑا تھا گھر گھر

(قاسم علی احمدی)

گل ہائے معرفت کی پھیلائی جس نے خوشبو — مومن بنا لئے ہیں جس نے بہت سے ہندو
دھومیں مچی ہوئی ہیں عالم میں جس کی ہر سو — جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اللہ نے دیا ہے جس کو دلوں پہ قابو — کافر بھی کہہ رہے ہیں جس کے اثر کو جادو
فضل و کرم خدا کے ہیں جس کے دست و بازو — جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

آئیں سعید روحیں جس کی طرف سمٹ کر — جو تھیں شقی و ازلی وہ پھر گئیں پلٹ کر
جس کے مخالفوں کا تختہ رہا اولٹ کر — جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اخبار آریوں کے چلتے ہیں جس سے ہٹ کر — پکڑے کہیں نہ ان کو قہر خدا جھپٹ کر
سن او سماجی پیارے اس سے نہ تو کپٹ کر — جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

صدق و صفا کی راہیں جس سے ہوئی ہیں ظاہر — مجوب جس سے فاجر مغلوب جس سے کافر
مبہوت جس کے ڈر سے مغرور اور فاخر — جس کی دعا سے لیکھو کٹ کر مرا تھا آخر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

تائید ہو رہی ہے فضل خدا سے جس کی — تصدیق ہو رہی ہے ارض و سما سے جس کی
سو سو قضا معلق ہر اک ادا سے جسکی — لیکھو مرا تھا کٹ کر آخر دعا سے جسکی
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

(فاروق قادیان ۶؍ مارچ ۱۹۲۶ء سرورق)

اب ہم یہاں جماعت احمدیہ کے دو عظیم اور معروف شعراء کی نظمیں بطور خلاصہ مضمون دے رہے ہیں۔ جن میں پیشگوئی اور واقعہ قتل کے تمام پہلوؤں کا بڑی عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے۔ اس طرح ان نظموں سے مضمون کی دہرائی ہو جائے گی۔
پہلی نظم محترم جناب عبدالمنان ناہید کی ہے جو انہوں نے زیر عنوان "ماموریت اور نشان نمائی کا دعویٰ" تحریر کی اور دوسری نظم شاعر لاہور محترم جناب ثاقب زیروی کی ہے۔ جو "قتل لیکھ رام - آریہ جاتی کے لئے اسلام کی زندگی کا ایک روشن ثبوت" کے عنوان پر لکھی۔

## ماموریت اور نشان نمائی کا دعویٰ

بفیض افاضات خیر الانام
ملا اس کو ماموریت کا مقام
نشاں اولیں اس کی پہچان کا
"قل انی امرت" کا فرمان تھا
خدا کی طرف حسن شیریں مقال
بلاتا رہا روز شب تین سال
ہوئی اس پہ ہنگامہ آرائی بھی
یہاں اور وہاں کچھ پذیرائی بھی
پھر اک دن بحکم خدا یوں ہوا
مسیحا نے دی قادیاں سے صدا
کہ وہ اس زمانہ کا مامور ہے
خدا کی نظر میں وہ منظور ہے
جھلک روح میں ابن مریم کی ہے
وہ اپنی صدی کا مجدد بھی ہے
ملا ہے اسے یہ کمال ہنر
بفیض کمالات خیر البشر
مسیحائی میں موسوی ناصری
وہی اس کی مسکینی و عاجزی
مقام ولایت سے بڑھ کر اسے
خواص انبیاء و رسل کے ملے
ہے اس میں کسی کو کوئی شک اگر
کچھ عرصہ رہے میرے پاس آن کر
خدا کی طرف سے وہ خود دیکھ لے
چمکتے نشاں دین اسلام کے
وہ دیکھے نہ گر سال بھر میں یہ ضو
تو حرجانہ دوں گا میں چوبیس سو
یہ مضمون جس کے چھپے اشتہار
گئے ملک میں اور سمندر کے پار
سبھی مذہبی لیڈروں کو گئے
علماء کو دانشوروں کو گئے
ہر اک شہر میں گاؤں گاؤں کو بھی
مہاراجوں فرمانرواؤں کو بھی

ہوئے آشنا اس سے اہل قلم
سبھی نامور صاحبان چشم

اس آواز میں تھی اک ایسی کشش
مذاہب کا عالم ہوا مرتعش

بہت زور میں تھے بہت پادری
مقابل پہ آنے کی جرات نہ تھی

فقط ہندوؤں میں سے دو شخص تھے
جو آمادۂ آزمائش ہوئے

مگر عہد و پیماں کے دونو تھے خام
تھا اندرمن اک، دوسرا لیکھرام

یہ پہلا تھا اک بندۂ بے وقار
مہاراجہ نابھہ کا آلہ کار

یہ شرط اس نے اپنی بھی اک پیش کی
رقم بنک میں آپ دیں پیشگی

یہ بات آپ نے اس کی منظور کی
جو روک اس کے آنے میں تھی دور کی

ہوا اس پہ عزم آپ کا آشکار
تو کی اس نے راہ فرار اختیار

مگر وقت اس کے تعاقب میں رہا
وہ تقدیر سے بھاگ سکتا تھا کیا

الٰہی تصرف کی ساعت سعد
گئی اس کے گھر پندرہ سال بعد

نواسہ تھا ایک اس کا بھگوتی نام
لگا پینے وہ حوض کوثر کے جام

کیا اس نے دین محمدؐ قبول
ہوا جا کے حلقہ بگوش رسولؐ

ادھر دوسرا شخص تھا لیکھرام
دریدہ دہن اور زباں بے لگام

یہ آیا تو تھا قادیاں میں مگر
رہا دشمنوں کے ہی زیر اثر

یہاں آپ کے گاؤں میں آپ کا
بڑا دشمن اک جدی بھائی بھی تھا

بنا تھا وہ چوڑھوں چماروں کا پیر
بہت سخت بیہودہ گو بے ضمیر

نہ عقبے کی فکر اور نہ دنیا کا ہوش
شب و روز عیش و طرب ناؤ و نوش

تمسخر عمل، سوقیانہ مقال
زباں ہرزہ گو ملحدانہ خیال

کبھی بد زبانی کو دیتا وہ طول
نہ بچتا خدا نہ خدا کا رسولؐ

اسے آپ سے بغض تھا برملا
خدا واسطے کا اسے بیر تھا

وہ اس شخص کا ہمنوا بن گیا
گیا اور خود آریہ بن گیا

جتلایا اسے اس طرح اپنا پیار
بنا لیکھرام اس کا آلہ کار

نتیجۃً آ نہ سکا لیکھرام
بدرگاہ مہدی خیر الانام

تہی دل گیا چھوڑ کر قادیاں
اگرچہ رہا دو مہینے وہاں

مگر اب وہ شوخی میں بڑھتا گیا
کیا تیز دشنہ بھی دشنام کا

وہ دیں کا مذاق اب اڑانے لگا
تمسخر سب احکام اسلام کا

غلاظت سے آلودہ تھی اس کی فکر
حقارت سے کرتا تھا قرآں کا ذکر

رسولوں کی توہین کرنے لگا
وہ گستاخ خیر الرسل ہوگیا

پھر اک خط میں یہ بھی کہا آپ سے
اگر بحث کرنا نہیں چاہتے

بلالیں جو رب عرش پر ہے مکین
کہ وہ بھی ہے منجملہ ماکرین

کریں عرض کچھ میرے بارے میں ہی
نشان آسمانی تو مانگیں کوئی

اس عرصہ میں حضرت کو اللہ نے بھی
خبر کوئی دونو کے بارے میں دی

تو ہر دو سے پوچھا کہ یہ انکشاف
اگر وہ کہیں تو کہوں صاف صاف

گو اندر من اس پہ بھی چپ ہی رہا
مگر سامنے لیکھرام آگیا

کتاب ایک فلسفہ دین میں
لکھی اس نے رد براہین میں

تھا اس کا جگت پتا پرمیشور
کیا عہد ساکھی اسے جان کر

کہ وہ چار ویدوں کو ہے مانتا
بجز اس کے وہ دیں نہیں جانتا

یہ جو چار رشیوں پہ نازل ہوا
یہ پرماتما کا سب الہام تھا

نہ جبریل آیا مگر درمیاں
نہ تھا اور بھی کوئی "چٹھی رساں"

یہ قرآن اور اس میں جنکے ہیں نام
سمجھتا ہوں جعلی یہ پستک تمام

نبی مانتے ہیں مسلمان جنہیں
نہیں مانتا میں پیمبر انہیں

یہ پیغامبر کس طرح ہوگئے
کہ باہر تھے یہ آریہ ورت سے

مگر اک غلام احمد قادیاں
فریق مخالف ہے میرا یہاں

وہ سچا سمجھتا ہے قرآن کو
خدا کا کلام اس کے فرمان کو

ہے کہنا درست اس کی تعلیم کو — بجا جاننا اس کی تعظیم کو
ترے پاس آیا ہوں پرمیشور — کہ اب فیصلہ تو ہی دونو میں کر

جو عزت ہے صادق کی تیرے حضور
ہے کاذب تو اس سے بہت دور دور

یہ ظالم عداوت میں بڑھتا گیا — رگ و پے میں زہر اس کے چڑھتا گیا
پھر اک دن مسیحا نے واضح کیا — خدا سے خبر پا کے اس نے کہا
محمدؐ جو پاکوں کا سردار ہے — یہ بدبخت اس کا گنہگار ہے
اسے گالیاں دے دریدہ دہن — تصور سے بھی کانپتا ہے بدن
رسولؐ خدا کی یہ بے ادبی — یہ دشنام کی زہر آلودگی
جو سرتا قدم حسن و احسان تھی — یہ تحقیر و توہین اس ذات کی
کسے تاب اس کی کتابیں اگر — سنے اور ٹکڑے نہ ہو دل جگر
مگر باہمہ شوخی و تیرگی — یہ جاہل ہر اک علم سے ہے تہی
اس عاجز نے اس کے لئے کی دعا — جواب اس کا ہے یہ خدا سے ملا
کہ یہ ایک گو سالہ بے جان ہے — کوئی اس کا دیں ہے نہ ایمان ہے
نہ روحانی پر ہیں نہ پرواز ہے — فقط ایک مکروہ آواز ہے
اسے عرش و کرسی کا دے گا خدا — ضرور اس کی گستاخیوں کی سزا
کرے گا خدائے عزیز و حمید — اسے مبتلائے عذاب شدید
مقدر میں اس کے جو افتاد ہے — فقط چھ برس اس کی میعاد ہے
ہلاکت کا دن جو مقرر ہوا — وہ ہے عید کے ساتھ دن عید کا
خبر یہ بھی اک سن رکھے لیکھرام — کہ چھ ہی میں کام اس کا ہوگا تمام
جو اس کی سزا پر مقرر ہوا — مجھے وہ فرشتہ دکھایا گیا
مہیب اور قوی ہیکل اک شخص تھا — میرے سامنے جو کھڑا ہوگیا

نئی اس کی خلقت شمائل جدا ملک از غلاظ و شداد ایک تھا
لرزتے تھے دل اس کی ہیبت سے یوں کہ چہرہ سے گویا ٹپکتا تھا خوں
زیادہ قیام اور نہ طول کلام بس اتنا کہا ہے کہاں لیکھرام
لیا نام اک اور بھی شخص کا مگر محو وہ ذہن سے ہوگیا
کریں مل کے سب آریہ اب دعا کہ ٹل جائے یہ آنے والی بلا
ہلاکت سے بچ جائے ان کا وکیل وہ گو سالہ سامری کا مثیل
محمدؐ پہ کرتا سدا وار ہے محمدؐ کہ پاکوں کا سردار ہے

مقدر ہوا ہے کہ اب کاٹ دے
محمد کی ہی تیغ براں اسے

یہ چھ سالہ میعاد کٹنے لگی رم روز و شب میں سمٹنے لگی
خدا نے مسیحا کو جب دی خبر تجھے ایک ذیشان دوں گا پسر
ہوا اس پر ہرزہ سرا لیکھرام کہ مجھ سے ہوا ہے خدا ہمکلام
مجھے تو خبر اس نے دی ہے یہی نہ ہوگی کبھی تیری بار آوری
نہ تو ہوگا اور نہ ترا خانداں مٹا دے گا وہ تیرا نام و نشاں
تباہی تری جلد دیکھوں گا میں فقط اب تیرے تین سال اور ہیں
خدا کا مجھے یہ بھی فرمان ہے مرا آریوں پہ ہی احسان ہے
انہی کو نوازا ہے الہام سے جو باقی ہیں پتلے ہیں سب جھوٹ کے
غرض تین سال اس طرح کٹ گئے کہ وہ شہرت میرزا دیکھ لے
مقدر تھا ان میں وہ زندہ رہے وہ تصدیق مہدی کے صدمے سہے
مگر اس کی چھ سالہ میعاد کا ابھی پانچواں سال تھا جا رہا
کہ عید آگئی مارچ کی پانچ کو نشانی تھی اس کی ہلاکت کی جو
تھا اس عید کے ساتھ دن عید کا کہ چھ مارچ کو یوم جمعہ بھی تھا

تھا محتاط خود اندنوں لیکھرام
کیا تھا حفاظت کا بھی انتظام

کہیں کوئی چھپ کر نہ کرجائے وار
رکھے دو سپاہی بھی تنخواہ دار

تھا اک اجنبی ساتھ بالالتزام
تھا اس شخص کا اس کے گھر میں قیام

وہ شدھی کی خاطر تھا آیا ہوا
ابھی مذہبا وہ مسلمان تھا

اگرچہ ہر اک احتیاط اس نے کی
اجل اس کے گھر میں تھی منڈلا رہی

بہت اس نے اس دن قلمبند کی
سوانح سوامی دیانند کی

اٹھا تھک کے بھرپور انگڑائی لی
کہ جب اس پہ لپکا وہی اجنبی

کیا اس پہ خنجر کا بھرپور وار
کہ پیٹ اس کا ٹکڑے ہوا بے شمار

اٹھی گھر میں بس اس کی اک چیخ سی
ہو آواز جیسے کسی بیل کی

اس آواز پر دوڑ کر آگئیں
کہ ماں اور جورو تھیں اس کی وہیں

یہ دیکھا ہے زخمی پڑا لیکھرام
لہو میں نہایا ہوا ہے تمام

یہ دیکھا کہ خنجر بکف اجنبی
گیا اس میں جو کوٹھری ساتھ تھی

انہوں نے اسے اس طرح دیکھ کر
لگا دی کواڑوں کو زنجیر در

محلہ میں کہرام سا مچ گیا
یہ جو وچھو والی تھا لاہور کا

رپٹ جا کے تھانے لکھائی گئی
بہت جلد پولیس لائی گئی

یہ پولیس کو بات آئی پسند
تھا قاتل ابھی کوٹھری میں ہی بند

مگر احتیاطا مسلح جواں
جب اندر گئے تو نہ تھا کچھ وہاں

تھے حیرت زدہ سب گیا وہ کدھر
نہ تھا کوٹھڑی کا کوئی اور در

اگر سیڑھیوں سے گیا وہ اتر
تو گھر میں نہ آیا کسی کو نظر

محلہ سے کیسے نکل کر گیا
محلہ تو گنجان آباد تھا

تھا انساں کہ مخلوق تھی اور ہی
معمہ ہے اک اب بھی وہ اجنبی

ہوا جاں بچانے کا سب اہتمام
نہ لیکن ہوا جانبر لیکھرام

چتا پر اسے پھر جلایا گیا ذرا دیر میں راکھ کا ڈھیر تھا
یہی راکھ دریا میں پھینکی گئی ہوا ختم گوسالہ سامری

نہ کام اس کے آیا کوئی افترا
وہ پورا ہوا جو خدا نے کہا

وہ سالار تھا آریہ ورت کا ہوا ان کے گھر گھر میں ماتم بپا
اٹھا ایک طوفاں بڑے زور کا پشاور سے کلکتہ تک شور تھا
حکومت کو دینے لگے مشورہ ہے قاتل اگر تو وہ ہے میرزا
حکومت نے خانہ تلاشی بھی لی تھی بے داغ معصومیت آپ کی
تو پھر انجمن اک بنائی گئی ہوئیں سازشیں آپ کے قتل کی
ہوا دن بدن تیز تر شور و شر تو پھر آپ نے یہ کیا مشتہر
سمجھتا ہے مجرم مجھے جو فریق تو اس کے لئے ہے اک آساں طریق
بس اتنی سی ہمت سے وہ کام لے قسم آ کے کھائے مرے سامنے
ہے علم اس کو اس بات کا ٹھیک ٹھیک کہ میں سازش قتل میں ہوں شریک
غلط ہے تو پھر اک برس میں خدا ہلاکت میں مجھ کو کرے مبتلا
عذاب اس کا ہو اس طرح جاں گسل کہ دل جس کی ہیبت سے جائیں دہل
مگر اس میں انسان کے ہاتھ کا کوئی دخل ہو نہ کوئی واسطہ
یہ شخص اک برس تک اگر بچ گیا جو قاتل کی ہے دو مجھے وہ سزا
بہادر جگر کا کوئی آریہ اگر ہے تو کیا سامنے آئے گا

مجھے آزمالے اس اک بات سے
بچالے زمانہ کو شبہات سے

## گنگا بشن

بہت اس پہ دشمن پریشاں ہوئے
اس اعلان پر دم بخود رہ گئے

مگر ایک گنگا بشن نام نے
لیا مان اور آگیا سامنے

اک اخبار میں یہ دیا اشتہار
کہ انعام بھی دو مجھے دس ہزار

جو ہوگا مرا قادیاں میں قیام
حفاظت کا ہو آپ کا انتظام

جو میں امن سے کاٹ لوں سال کو
سزا آپ کی تختہ دار ہو

کہا آپ نے اس سے حاضر ہوں میں
یہ شرطیں سبھی مجھ کو منظور ہیں

مگر یاد رکھو کہ میرا خدا
سکوں کو جو کرتا ہے جنبش عطا

چمکتا نشان کوئی دکھلائے گا
جو دے گا سبھی گردنوں کو جھکا

تو گنگا بشن پڑھ کے یہ اشتہار
لگا ڈھونڈنے کوئی راہ فرار

کہا اک برس تو مناسب نہیں
میں فوراً کیا جاؤں غرق زمیں

معین مہینہ بھی فرمائیے
مجھے موت کا وقت بتلائیے

کہا آپ نے میں تو مامور ہوں
کم و بیش کرنے سے معذور ہوں

معین بتایا خدا نے اگر
تو کردوں گا اس کو بھی میں مشتہر

ہوئے اس کے ناکام سارے جتن
تو لایا نئی شرط گنگا بشن

کہا ہوگئے آپ جھوٹے اگر
ہو موت آپ کی تختہ دار پر

ہے اک شرط یہ بھی مری کہ ملے
پس از مرگ لاش آپ کی بھی مجھے

جلاؤں اسے، مورج دریا کو دوں
میں جو بھی سلوک اس سے چاہوں کروں

جوابا یہ حضرت نے اس سے کہا
کہ گنگا بشن آپ کا شکریہ

جو شرط آپ نے پیش کی خوب ہے
کہ جھوٹا بہر حال معتوب ہے

مجھے شرط منظور ہے سربسر
ولادی جو یاد آپ نے وقت پر

مقابل پہ ہوتا ہے قائم مگر ہمارا بھی حق آپ کی لاش پر
اسے خوب محفوظ کرلیں گے ہم کہ دیکھیں اسے آنے والی امم
دیا اس کا گنگا بشن نے جواب کہ میں تو نہ لاش اپنی دوں گا جناب
مگر ساتھ ہی اس نے چپ سادھ لی
سکت حیلہ جو میں نہ باقی رہی

## مولوی محمد حسین بٹالوی

سکوں پا گیا دشمنوں کا مزاج تھے چپ آریہ آریوں کا سماج
اٹھا بن کے تب آریوں کا وکیل بزعم خود اک عالم بے عدیل
رسالہ میں اپنے مقالہ لکھا اور "الہامی قاتل" کا عنواں دیا
کہا اس نے میں یہ قسم کھاؤں گا کہ اس قتل میں ہاتھ ہے آپ کا
طویل اک برس کی ہے مدت مگر کہ آتے ہیں اس میں کئی خیر و شر
برآمد ہو فوری نتیجہ کوئی تو ہے قابل غور بات آپ کی
جب اس مولوی کا پڑھا یہ خطاب اسے بھی دیا آپ نے یہ جواب
یہ الہام حق ہے نہ لاف و گزاف کروں اس سے میں کس طرح انحراف
ہے پابند تو اپنے اوہام کا ہے صاحب الہام الہام کا
ہماری طرف سے ہے اک سال ہی خدا آپ چاہے تو کردے کمی
سنا یہ تو چپ ہوگیا مولوی عبث اس نے کی اپنی پردہ دری
بنا دشمن دیں کا جو نور عین
بٹالہ کا تھا یہ محمد حسین

(عبدالمنان ناہید)

# قتل لیکھ رام

## آریہ جاتی کے لئے اسلام کی زندگی کا ایک روشن ثبوت

آریوں کی بد زبانی جب گئی حد سے گزر
پھر مسیح وقت نے کی اس طرف بھی اک نظر

یہ سمجھتے تھے کلام اللہ کو اک فرضی کتاب
لغو باتوں کا پلندہ لائق صد اجتناب

مذہب اسلام پر الزام ان کا کام تھا
اک خیال خام ان کے واسطے اسلام تھا

دین احمدؐ کے ہر اک آئین سے تھا بغض سا
ان کی نظروں میں مسلماں کا خدا تک کب جچا

اس نبی پاکؐ کو مکار بھی کہتے رہے
رہزنوں کا حامی و سردار بھی کہتے رہے

جس کی خاطر میرے مولیٰ نے جہاں پیدا کیا
یہ زمیں، یہ دہر اور یہ آسمان پیدا کیا

خشک ہو تعریف میں جس کی فرشتوں کی زباں
ہیں فضائل جس کے محبوب خدائے انس و جاں

مہدی موعود نے محکم دیا ان کو جواب
"سرمہ چشم آریہ" سی بے بہا لکھی کتاب

ان سے فرمایا کہ گر تم میں صداقت ہو تو آؤ
اپنے حق میں گر کوئی برہان رکھتے ہو تو لاؤ

وید سے قرآن کے آؤ فضائل جانچ لیں
اک ذرا ان کے معارف کا تقابل تو کریں

چاہتے ہو گر صداقت کا ہو تم پر انکشاف
سر جھکاؤ حق کے آگے چھوڑ دو لاف و گزاف

ہم خدائے پاک کی ہی بارگاہ میں کیوں نہ جائیں
فیصلہ اس گنجلک کا کیوں نہ خالق سے کرائیں

جو زمانے بھر کے خوب و زشت کا مختار ہے
جو ہر اک شے پر ہے حاوی اور واقف کار ہے

ساری دنیا جان لے گی ہم میں سچا کون ہے
کون اس پر افتراء کرتا ہے جھوٹا کون ہے

میں حقیقت پر ہوں اور ہے علم قرآں پائیدار
اس کا ہر نقطہ حقیقت میں ہے در شاہوار

اور محمدؐ! اس پہ میرے باپ ماں قربان ہوں
میرے قلب و روح میرے جسم و جاں قربان ہوں

دونوں عالم کے لئے جو لایا رحمت کا پیغام
جو تھا بدعت کے لئے ہر وقت سیف بے نیام

تھا خدائے پاک کا افضل ترین سچا رسول
اور خوش قسمت ہے وہ جس نے کیا اس کو قبول

دیکھتے ہو مجھ پہ جو نور نبوت کی ردا
ہے اسی محبوب کے فیض اطاعت کی عطا

آریہ، افسوس بے دینی کے قائل ہوگئے
روح بغض و افتراء کی سمت مائل ہوگئے

ان کا اک لیڈر مبلغ بد زباں و بے لگام
آریہ جس کو کہا کرتے تھے پنڈت لیکھ رام

وہ نکل آیا مقابل پر خدا کے شیر کے
مہدی موعود پر الزام باندھے بے تکے

بلکہ یوں کہنے لگا وہ، اے مسیح قادیاں
میری نسبت کیا تمہیں ملتا نہیں کوئی نشاں

میں بھی تیری شان کو دیکھوں کہ آیا کیا ہے تو
مجھ کو بھی معلوم ہوجائے کہ کیا سچا ہے تو

تیرا قرآں ہے فقط تیرے محمدؐ کا گماں
جس کو لایا ہے کوئی جبریل سا چٹھی رساں

غیرت باری غضب میں آگئی تکذیب پر
ہوگیا یکدم نظام عافیت زیر و زبر

بزم تسلیم و رضا میں مچ گیا کہرام سا
آسماں سے ایک خونی فیصلہ صادر ہوا

جس کو یوں موعود نے وحی خدا پاکر کہا
اے کہ اب ناقابل برداشت ہے تیری جفا

تو فقط بے جان گوسالہ ہے اور ہوگا تباہ
تجھ سے اب مشکل ہے مولا کے حبیبوں کا نباہ

تیری قسمت میں سوا رنج و الم کے کچھ نہیں
تجھ کو لے ڈوبیں گے تیرے جذبہ ہائے بغض و کیں

آج سے چھ سال میں تجھ کو سزا مل جائے گی
رنگ یہ پیشگوئی جلد ہی لے آئے گی

تیرے گھر میں ہوگا ماتم اور مسلمانوں کے عید
اور تیری جان نکلے گی بہ تکلیف شدید

راہ پر آیا نہ لیکن آہ! پنڈت لیکھ رام
بدکلامی میں وہ بڑھتا جا رہا تھا صبح و شام

**اس کی پیشگوئی:**

کلیات آریہ میں اس نے پھر تکذیب کی
حضرت اقدس کی نسبت پیشگوئی بھی لکھی

جس میں لکھا زندگی تیری ہے بس دو تین سال
بعد اس کے تیری ذریت بھی ہوگی پائمال

جلد بجھ جائے گا بس تیرا چراغ زندگی
اور میں دیکھوں گا ان آنکھوں سے تیری بے بسی

الغرض بے غیرتی پنڈت نے کرلی اختیار
گالیاں نیکوں کے حق میں بک رہا تھا بے شمار

ظلمت عصیاں ہوئی جاتی تھی افزوں صبح و شام
ہو رہا تھا کبر کا بندہ زیادہ بے لگام

گھر کے آئے خوب ابر فحش گوئی چار سو
حق و باطل ہوگئے آپس میں دونوں دوبدو
پھبتیوں کے پرچم شب رنگ لہرانے لگے
آریہ حضرت کی ہر اک بات جھٹلانے لگے

### وقت آخر

آخرش وقت مقرر رفتہ رفتہ آگیا
اپنی قدرت کا کرشمہ حق نے دکھلا ہی دیا
خوب جوہر تیغ بران محمد نے دکھائے
اس خدا کے شیر کے جتنے تھے دعوے جگمگائے
پنڈت موصوف کا تھا ایک خادم معتبر
جس پہ رکھتا تھا ہمیشہ مہرو الفت کی نظر
ہر گھڑی ہر وقت رہتا تھا وہ اس کے ہم رکاب
اس کی آنکھوں سے ٹپکتا تھا عجب قہر و عتاب
عزم یہ پنڈت کے دل میں جاگزیں تھا دیر سے
آریہ اس کو بنالے جس طرح بھی ہو سکے
ہاں اسی خادم نے اک دن جبکہ پنڈت لیکھرام
بالا خانے میں جمائی لے رہا تھا شاد کام
ایک ہی حملے سے خنجر کے کیا آنتوں کو چاک
اور یوں اک بد زباں کا کردیا قصہ ہی پاک

### جستجو:

سن کے چیخیں پنڈت مذکور کی ماں آگئیں
اور اس خونی فرشتے کے تعاقب میں بڑھی
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے وہ اوجھل ہوا
ہے بیاں ماں کا کہ قاتل چھت پہ ہی گم ہوگیا
بات معمولی نہ تھی ہرگز کہ پنڈت لیکھرام
کارکن سرکردہ جس کو مانتے تھے خاص وعام
قتل ہوجائے تو قاتل کی خبر کچھ بھی نہ ہو
شہریوں پر موت کا اس کی اثر کچھ بھی نہ ہو
جستجو قاتل کی ہر ممکن طریقے سے ہوئی
شہر کی مشکوک جگہوں کی تلاشی لی گئی
پاس کے دیہات تک کی خاک بھی چھانی گئی
کامیابی ہو نہیں سکتی تھی ناکامی ہوئی
جستجو سے ایسے قاتل کا پتہ چلتا بھی کیا
وہ تو اک خونی فرشتہ تھا خدا کے قہر کا
مہدی دوراں کی پوری پیشگوئی ہوگئی
اور شرارت دیکھ کر بین صداقت کھوگئی
تف ہے لیکن آریہ جاتی کہ تو نے اس پہ بھی
خادماں احمدؑ مرسل کی کچھ پرواہ نہ کی

اس سے واضح کیا نشان تجھ کو وہ دکھلاتا خدا
یہ تو تھا اس خادم احمدؐ کا ادنیٰ معجزا

## عشق محمد ﷺ

مہر و الفت میں تھا جو عکس محمدؐ سربسر
عفو و رحمت میں بھی جو ثابت قدم آیا نظر

اب اسی کی زندگی کا دیکھئے اک اور باب
وہ حبیب مصطفیٰ اس میں ہے سب سے کامیاب

وہ اگر کافر بھی کہلایا تو آقا کے لئے
ملحد و دجال سن پایا تو آقا کے لئے

وہ فنا فی العشق ہو کر سب مراتب پا گیا
خدمت کامل کے سارے مرحلے سمجھا گیا

اس کا دل گنجینہ انوار احمدؐ ہو گیا
وہ سراپا محرم اسرار احمدؐ ہو گیا

ایک دن فیروز پور سے قادیاں آتے ہوئے
حضرت اقدسؑ ذرا لاہور آ کر رک گئے

ڈھل چکی تھی دوپہر اور دھوپ سنولائی سی تھی
مہر عالم تاب کی بھی روح گھبرائی سی تھی

کند ہوتے جا رہے تھے نور کی کرنوں کے تیر
میں بھی اسٹیشن پہ تھا کہتے ہیں عرفانی کبیر

اور وضو فرما رہے تھے خادم خیر الانامؐ
اس جگہ پر آ گیا پھرتا پھراتا لیکھرام

اس کے استفسار پر میں نے اسے بتلا دیا
میں ہوں اپنے آقا و مولا کے ساتھ آیا ہوا

وہ یہ سن کر حضرت اقدسؑ کی جانب چل دیا
اور نہ جانے دیکھ کر کن حیرتوں میں کھو گیا

دیکھتے ہی ہاتھ جوڑے اور گذارش کی "سلام"
تھے حضور پاک لیکن محو باصد اہتمام

اک اچٹتی سی نظر اٹھی مگر پھر رک گئی
اپنے آقا کے عدو کو دیکھ کر پھر جھک گئی

سمجھا شاید آپ نے آداب سن پائی نہیں
میری آواز آپ کے کانوں سے ٹکرائی نہیں

لوٹ کر اس نے دوبارہ عرض تسلیمات کی
حضرت اقدس نے اس پر بھی نہ کوئی بات کی

اور کھوئی سی رہی محویتوں میں یوں نظر
کیا ہوا، کیا ہو گیا، اس کی نہیں کچھ بھی خبر

اس کے جانے پر کسی نے عرض کی باانکسار
اے مرے ہادی و مولیٰ، اے حبیب کردگار

لیکھ رام آیا تھا "تسلیمات" بھی کہتا رہا
وہ خدا کا شکر اس طرح گویا ہوا

جانتا ہوں ہے عدوئے دین احمدؐ لیکھ رام
"گالیاں آقا کو اور خادم کو کرتا ہے سلام"

اتنی غداری کی مجھ میں تو صلاحیت نہیں
مجھ میں یہ ہمت نہیں یہ تاب، یہ طاقت نہیں

(ثاقب زیروی)

# معتقدین کی طرف سے نوحے۔ مرثیے اور سیاپے

## نوحہ تاریخی پنڈت لیکھ رام مقتول مصنفہ پنڈت مہر چندوت

وہاں ملک عدم آپ تو آباد کریں گے
اے لیکھ رام! آپ کو سب یاد کریں گے

بے کنٹھ کی جانب کو گئے آپ تو خنداں
رو کر یہاں سب جان کو برباد کریں گے

لگ جائے گی اک آگ نہ کیوں سوز دروں سے
ہم سوختہ جاں آپ کو جب یاد کریں گے

کیا حشر میں وہاں کوئی سنے گا نہ ہماری
بیداد کی جس وقت کہ فریاد کریں گے

پرم آتما جو راہ میں تیرے ہوئے مقتول
بے کنٹھ میں کیا کچھ نہ وہ دل شاد کریں گے

یوں ناگہاں ان کو جو کیا تو نے شہید آہ
کیا یاد تجھے بانی بیداد کریں گے

قاتل جو کیا دھوکے میں تو نے یہ ستم حیف
اسلامی بھی فتوے نہ یہ ارشاد کریں گے

اس طرح سے جو مکر کے پردے میں کیا ظلم
محشر میں نہ کیا وہ تیری فریاد کریں گے

جس طرح سے پیش آیا ہے تو قاتل سفاک
ایسا نہ کسی سے کبھی جلاد کریں گے

بھر جائیں گے افسوس و سرشکوں سے دل و چشم
رہ رہ کے جب اس ظلم کو ہم یاد کریں گے

دل رنج سے دم بھر کی بھی مہلت نہیں دیتا
کس طرح رقم آہ یہ روداد کریں گے

اس حادثہ سے جن کے کہ دکھے ہیں کلیجے
کب بند تا تم سے دل آزار کریں گے

یوں مہر حزیں نے لکھی تاریخ شہادت
اس غم کو دل و جان بہت یاد کریں گے



دھرم کی خاطر شہید ہوا آریہ مسافر
اظہار افسوس کرتا ہے یہ داس شنکر

بعض نوحوں اور مرثیوں کا ذکر باب ہفتم میں ہم پڑھ آئے ہیں

# باقیات

"تیغ دعا" کی تحریر کے دوران خاکسار کی یہ کوشش رہی کہ ۱۸۹۷ء یا اس کے لگ بھگ کے عرصہ کے اخبارات اور رسائل مل جائیں تا ان کو شہادت کے طور پر پیش کیا جا سکے مگر کتاب کا مسودہ تیار ہونے بلکہ پروف ریڈنگ کے مراحل میں داخل ہونے تک ایسا کوئی اخبار یا آرگن نہیں مل سکا۔ اب جبکہ کتاب اشاعت کے مراحل میں تھی تو میرے ایک کرم فرما جناب ملک زبیر صاحب نے اخبار "عام" لاہور کی نشان دہی کی جن میں لیکھ رام کے بارہ میں ذکر ہے۔ چنانچہ خاکسار نے اس نشان دہی کے مطابق جناب ملک غلام نبی صاحب آف ملتان سے رابطہ کیا اور انہیں اپنی اس ضرورت سے آگاہ کیا۔ یہ جناب ملک غلام نبی صاحب کی انتہائی نوازش ہے کہ انہوں نے کمال شفقت سے مجھے اصل حالت میں ۱۸۹۷ء کے اخبار "عام" مہیا فرمائے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرہ۔

اخبار "عام" اس وقت لاہور کا ایک اہم اور مشہور اخبار تھا۔ گو اس اخبار کا تعلق نہ تو مسلمان طبقہ سے تھا اور نہ ہی ہندو ازم سے۔ مگر ہندوؤں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کبھی کبھار اس کا جھکاؤ ہندوؤں کی طرف نظر آتا ہے۔ اس جھکاؤ کے باوجود اگر لیکھ رام کے بارہ میں اس میں شائع ہونے والے کالم اور اس کے اداریے اور مضامین پڑھے جائیں تو ہماری کتاب کے تمام مضامین کی بہترین عکاسی ہوتی ہے۔

ان سے استفادہ کے بعد کچھ حصہ مع عکس قارئین کے افادہ کے لئے تتمہ کے طور پر یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ تفصیل کے لئے خلافت لائبریری ربوہ سے رجوع کیا

جاسکتا ہے کیونکہ خاکسار ۱۸۹۷ء کے یہ پرچے استفادہ عام کے لئے خلافت لائبریری بھجوا رہا ہے۔

اخبار "عام" کے حوالے پیش کرنے سے قبل ایک امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اخبار "عام" کے بعض پرچوں میں لیکھ رام کے بجائے آریہ مسافر لیکھ راج کا ذکر ملتا ہے اس سے مراد آریہ مسافر لیکھ رام ہی ہے کیونکہ اس کے قتل کے بارہ میں خبریں ۱۸۹۷ء کے ماہ مارچ میں ہی شائع ہوئی ہیں جو لیکھ رام کے قتل کی تاریخیں ہیں۔

## تفصیل واقعات قتل

سب سے پہلے ہم ان حوالوں کو لیتے ہیں۔ جس میں لیکھ رام کے واقعہ قتل کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اپنے ۱۰ر مارچ کی اشاعت میں "آریہ مسافر لیکھ راج کا قتل ہونا" کے عنوان کے تحت لکھا:

"لاہور میں ایک واقعہ قتل ہوا جو افسوس کہ زن زر یا زمین ان تینوں بناؤں فساد سے بالکل خارج تھا اور چونکہ قاتل نامعلوم ہے نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی "غازی" پٹھان تھا یا کہ کوئی منچلا بدمعاش تھا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مسلمان تھا اور یہ کہ ہندو ہونے کی خواہش ظاہر کرتا تھا۔ اور اسی لئے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ بازار میں ہولیا تھا۔ لالہ جیون داس صاحب مشہور سرکردہ ایک فرقہ آریہ سماج کے مکان پر آریہ مسافر صاحب فروکش تھے۔ وہیں ان کے ساتھ ہندو ہونے کے خواہش مند

مسلمان صاحب بھی جا پہنچے۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ چاہتے تھے اطمینان کے ساتھ باتیں کریں کہ اب کیا کرنا ہو گا کہ اس کم بخت بدمعاش نے جو معلوم ہوتا تھا کہ ان کے خون کا پیاسا تھا خنجر کو پیٹ میں گھسیڑ دیا۔ اس زور سے کہ تمام انتڑیاں باہر کو آپڑیں اور خود اس کے بعد نو دو گیارہ ہو گیا۔

اب یہ سوال کرنے کی جگہ ہے یا نہیں کہ یہ کس قدر سخت اندھیر ہے کہ پایہ تخت پنجاب میں روز روشن میں اس قسم کے واقعات پیش آئیں اور اس کی نسبت بے پروائی کی جاوے۔ ایسے واقعات انتظام کے لئے بدترین دھبہ ہیں------

آریہ مسافر لیکھ راج سے پوچھئے اور یا ان سے کہ جن کا وہ لیڈر تھا۔ اگر ذاتیات کو عام رائے میں دخل دینے لگیں تو مقتول ایک ایسے شخص تھے کہ اکثر اہل اسلام جنہوں نے ان کی کتابیں پڑھیں اور اکثر اہل ہنود جن کے ناموں اور بزرگوں کو اس نے پانی پی پی کر گالیاں دیں ان کے نام پر دس دس ہزار لعنتیں بھیجتے تھے۔ یہ صاحب بڑے مصنف تھے لیکن زیادہ تر یہ کہ مذاہب کی پاک باتوں کو بازیچہ اطفال بنایا اور برٹش گورنمنٹ کے پر امن سایہ سے بہترین فائدہ اٹھاتے تھے۔ اہل ہنود میں اب وہ ٹنڈنسی (Tendency) باقی نہیں ہے کہ اپنے مذہب کی توہین سنیں اور آنکھوں میں خون اتر آئے۔ یہ ایک معنے میں بدقسمتی ہے لیکن دوسرے معنوں میں بہت ضروری بھی ہے۔ قانون کا راج ہر ایک حکومت میں چلا آیا ہے لیکن یہ قانون مقدم ہے کہ جو مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھتا ہے۔

ہم نے لیکھ راج صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا ہے لیکن تقریروں کو

معلوم کیا ہے اور عام شہرت سے نتیجہ نکالا ہے۔ اگر انگریزی کے بغیر کوئی راج لاہور ہوتا لیکھ راج صاحب کی ہرگز خیر نہیں تھی۔ ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ مرزائے قادیانی صاحب کی۔ اور فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک صاحب صرف کج بحثی اور فضولیات کے دلدادہ تھے لیکن دوسرے صاحب ذاتی کراماتوں کا بھی دم رکھتے ہیں اور اس میدان غیب میں بھی خم ٹھونکتے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ بجائے ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کے مرزا صاحب نے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ ایک سال کے اندر مرجانے والی شرط بدھی ہوتی۔ خدا گواہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کی بارگاہ میں بے ادبی کا خیال بھی دل میں لاویں۔ ان کے اعمال ان کے ہمراہ ہیں۔ وہ خود اپنے کردار کے جواب وہ ہوں گے۔ اپنے کردار کی طرف دیکھنا چاہیے۔ اور کون شخص جان بوجھ کر ایسے دعوے کر سکتا ہے اور اگر کوئی کرتا بھی ہے تو اس کو مانتا کون ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی در عرصہ یک سال مشتہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اس کی بہت چرچا تھی اور خدانخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خمیازہ لیکھ راج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی۔"

(ب) ۱۵ مارچ کی اشاعت میں اخبار نے جہاں تفصیلات بیان کیں ہیں وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ قتل مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے۔ "چنانچہ پنڈت لیکھ راج کا قتل اور روسائے اہل اسلام کا فرض" کے زیر عنوان لکھا ہے:

"ہمیں سخت افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ پنڈت لیکھ راج

کے قتل کے دردناک وقوعہ سے اہل اسلام کے گروہ پر قدرتی طور پر آج کل حکام کے دل میں بڑا بھاری شک پیدا ہو رہا ہے اور اس شک کی آفت میں خصوصاً اہل اسلام کے سربر آوردہ اصحاب گرفتار ہیں۔ پنڈت لیکھ راج کے قتل کے متعلق بدقسمتی سے کئی ایک ایسے معاملات ساتھ ملتے جلتے ہیں کہ جس سے حکام کے دل میں اس شک کو اور تقویت ہوتی ہے۔ اول ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے کہ دہلی میں بڑے زور و شور اور اجیٹیشن (Agitation) کے ساتھ ایک مقدمہ اہل اسلام کی طرف سے پنڈت لیکھ راج پر توہین مذہبی کا دائر کیا گیا تھا جس کے متعلق بذریعہ تار خبروں کے بڑا شور و غوغا انگریزی اخبارات میں مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام نہایت برانگیختہ اور مشتعل ہیں ان تحریروں کے لئے جو پنڈت لیکھ راج نے اپنی تصانیف میں اہل اسلام کے خلاف درج کی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ تحریریں نہایت سخت تھیں لیکن مجسٹریٹ صاحب دہلی نے یہ معلوم کر کے کہ جن تحریروں کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے۔ وہ اس سے بدتر تھیں اور جب کتب اہل اسلام میں ایسے اشتعال طبع دینے والے حملے ہندوؤں اور آریہ لوگوں پر کئے گئے ہیں تو ان کے جواب میں پنڈت لیکھ راج کا یہ لکھنا جرم کی حد میں نہیں آتا۔ لہٰذا عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اس مقدمہ کے دائر ہوتے ہی چاروں طرف بذریعہ تاروں کے غوغا مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام میں سخت اشتعال پھیلا ہوا ہے لیکن لیڈران اسلام اس کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب اتنے زور و شور سے یہ مقدمہ چلایا گیا تھا تو اس کا اس طرح جھٹ پٹ خارج کیا جانا بلاشبہ سخت ناامیدی کا باعث اہل اسلام کے لئے ہوا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی جناب

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی پیش گوئی یاد آتی ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ لیکھ راج ایسی موت سے مرے گا جو قدرتی نہ ہوگی۔ کوئی بخار یا بیماری سے نہیں مرے گا بلکہ ایسی موت سے مرے گا جو نہایت خراب موت ہوگی۔ چنانچہ ایسی ہی ہوا اور مرزا صاحب پر جو الہام خداوند کی طرف سے ہوا تھا وہ صحیح نکلا ۔اس کے ساتھ ہی یہ دیکھتے ہیں کہ واقعی ایک ایسے شخص نے پنڈت صاحب کو اس بے رحمانہ طریق سے مار ڈالا جو خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کئی دن سے ان کے پاس آتا تھا اور انکا اعتبار حاصل کر کے اس نے یہ پرلے درجہ کا بزدلانہ اور نالائق اور بے ایمانی سے بھرا ہوا قتل کیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی سنا گیا ہے کہ بمبئی میں بھی کوئی نالش پنڈت لیکھ راج پر کرنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات کو جب ایک سلسلہ میں جوڑتے ہیں تو حکام کو یہ خیال پیدا ہونا قدرتی ہے کہ اہل اسلام کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا۔ اور احکام کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس امر کو فرض کر کے اس قتل کی تحقیقات میں کوشاں ہوں۔ اسی خیال سے ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳ تاریخ کو انجمن حمایت اسلام کے مکان کالج وغیرہ کا محاصرہ پولیس نے کر کے پوری تلاشی لی۔ اور بھی کئی ایک معززین اور رؤسا کے مکانات کی تلاشی لی گئی۔ (جیسے منشی شمس الدین اور مولوی تاج الدین پلیڈر۔ ناقل اخبار عام ۱۹ر مارچ) اور ابھی نہیں معلوم کہ اور کتنے اس آفت میں گرفتار ہوں گے۔ حکام منتظم کو اس شبہ کرنے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا کہ اس قتل میں کئی ایک سرغنہ لوگوں کی سازش ہے کیونکہ بلا اس کے ناممکن ہے کہ اس طرح ایک مسلمان جرات

کر کے روز روشن میں خون کر ڈالے اور پھر پکڑا بھی نہ جاوے اور گم بھی ہو جاوے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پنڈت لیکھ راج کا قتل خصوصیت کے ساتھ تیاری کرنے کے بعد ہوا ہے۔ خاص چن کر اس کو نشانہ بنایا گیا۔ عرصہ کی تیاری کی گئی۔ قاتل نے کئی ہفتہ انتظار کیا اور خوب تاک کر موقع ڈھونڈا اور خاص اس شخص کو مارا کہ جس نے اہل اسلام کے خلاف کتب تصنیف کیں تھیں۔ جس پر اہل اسلام نے زور و شور سے مقدمہ قائم کیا تھا جس میں عجب نہیں کہ بہت سے لوگوں نے چندہ دیا ہو۔ اور جس کے مرنے کی نسبت ایک خاص شخص کی پیش گوئی تھی پس حکام کا شک کرنا کہ بہت سے اہل اسلام کی سازش سے یہ حرکت ہوئی کسی صورت سے غیر واجب خیال نہیں کیا جاسکتا۔ پھر قاتل کا اپنا کام تمام کر کے اس طرح بھاگ جانا اور غائب ہو جانا قدرتی شک پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی نے کسی نزدیک مکان ہی میں اس کو پناہ نہیں دی تو وہ کیسے گم ہو گیا اور یہ پناہ دینا اس شک کو اور گہرا کرتا ہے کہ اس سازش میں ضرور کئی لوگ شامل ہوں گے۔"

(ج) پھر ۱۶ ر مارچ کی اشاعت میں "ایک آریہ مشنری مارا گیا" کے تحت اخبار نے لکھا:

"ہندو ایڈووکیٹ لکھتا ہے۔ اتوار گزشتہ کی صبح کو لاہور کے ہندو صاحبان پنڈت لیکھ رام کے قتل کا حال سن کر ہکے بکے رہ گئے جو آریہ سماج کے نہایت سربر آوردہ واعظ تھے اور پنجاب کے ہندو مسلمانوں میں مشہور تھے۔ اس کی موت کی کہانی ایسی دلسوز ہے کہ نہایت بے رحم کا دل بھی بھر آتا ہے کوئی بیس دن ہوئے مشرقی بنگال میں ضلع ڈھاکہ کا ایک

مسلمان اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ وہ ہندو بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ اس کے والدین ہندو تھے اور پہلے ہندو تھا لیکن بعد ازاں مسلمان ہو گیا۔ اس دن سے وہ اکثر پنڈت لیکھ رام کے پاس آیا کرتا تھا اور دیر تک بیٹھا رہتا اور اس کے افعال اور کلام سے محبت اور ادب نمایاں تھے کیونکہ پنڈت لیکھ رام اس کو ہر روز زیادہ محبت کرتے اور اس کو اپنا معتبر سمجھنے لگے تھے۔ ہر روز ان کا تعلق بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ تھوڑے عرصہ میں گہرے دوست بن گے مگر بعد ازاں اتوار گذشتہ کو اس کے دغا باز دوست نے اس کو اس کے اپنے گھر واقع لاہور میں قتل کر ڈالا۔ پنڈت لیکھ رام کو دھوکہ باز مسلمان قاتل پر اس قدر اعتبار تھا کہ باوجود نصیحت کے وہ اس کا محافظ بنا رہتا تھا۔ چند روز کا ذکر ہے کہ لالہ دنی چند وکیل امرت سرنے پریذیڈنٹ آریہ سماج ویجی ٹیرن (Vegetarian) برانچ لاہور کو خط لکھا تھا کہ پنڈت لیکھ رام کو نصیحت کر دو کہ وہ خبردار رہے کیونکہ اس کو شبہ ہے کہ مسلمان اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بمبئی سے ایک مسلمان نے امرتسر کے ایک مسلمان سے بذریعہ تار دریافت کیا تھا کہ پنڈت لیکھ رام کا پتہ کیا ہے۔ بمبئی سے تار ۱۰ر فروری گذشتہ کو روانہ ہوئی لیکن یہ قاتل ایسا پکا دھوکہ باز تھا کہ اپنی شیریں کلامی اور دغا بازی سے اس نے بالکل وہ شک پنڈت لیکھ رام کے دل سے مٹا دیا اس نے اپنی جھوٹی دوستی اس واسطے بنائی کہ قتل کے بعد بھاگ سکے اور اس کو قتل کرنے کا کوئی عمدہ موقع مل جائے اس کا منشا یہ تھا کہ عید کے دن یہ فخریہ کام کرے تا کہ مسلمان غازیوں کے دوزخی جنت میں داخل ہو لیکن خدا نے اس کا یہ پاک خیال پورا نہ کیا۔ چند یوم ہوئے پنڈت لیکھ رام ایک مشنری

کام پر

ملتان چلے گئے اور چند دن لاہور نہ پہنچے۔ وہ دھوکہ باز کئی دفعہ پنڈت لیکھ رام کے مکان پر گیا لیکن معلوم ہوا کہ اس کا مقتول ابھی باہر تھا۔ بد قسمتی سے لیکھ رام کا مقدر لکھا جا چکا تھا اور وہ دوسرے دن لاہور میں واپس آیا۔ اس کا مسلمان دوست بھی جھٹ آ موجود ہوا۔ اس دن مسلمان غازی نے دیسی کمبل اوڑھا ہوا تھا اور جب پنڈت لیکھ رام نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کا ہوش ٹھکانے نہیں تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس نے چھرا چھپانے کے واسطے ایسا کیا ہوا تھا۔ چھ بجے شام کے جبکہ دوستانہ گفتگو ہو رہی تھی پنڈت لیکھ رام نے کھڑے ہو کر ایک کتاب لینے کے واسطے ہاتھ اٹھایا اس موقع پر اس کے گہرے دوست مسلمان نے اس کے معدہ میں چھرا مار کر پھیر دیا۔ پنڈت لیکھ رام بڑا مضبوط آدمی تھا اور کہتے ہیں کہ اس نے اس آدمی کو پکڑا لیکن چونکہ اس کی انتڑیاں باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ سخت زخمی تھا اس واسطے وہ اچھی طرح نہ پکڑ سکا اور اس کا قاتل چھرے کو فرش پر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پنڈت لیکھ رام شہر کے عین وسط میں ایک بہت بڑے مکان میں رہتے تھے۔ مرتے وقت انہوں نے چیخ ماری اور ان کی بیوی اور والدہ حالت نزع میں اس کے پاس موجود تھیں۔ وہ شہید ہو کر مرا۔ اس کے قتل کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ مسلمانوں نے اپنی عادت کے مطابق ہندو مذہب اور اس کی کتب مقدسہ کے برخلاف چند رسالے لکھے جن کا جواب پنڈت لیکھ رام شہید نے بہت عمدہ دیا۔ وہ مسلمان واعظوں کے ساتھ بحث بھی کرتا رہتا تھا جو کبھی اس کو شکست نہیں دے سکتے تھے چونکہ وہ دور دور تک مشنری دورے کرتا تھا اور اسلام کے برخلاف اس کی کتابیں معقول دلائل سے پُر بک رہی تھیں۔ اس واسطے

محمدؐ کے جاہل اور بے رحم معتقدوں کے تعصب کی آگ اور بھڑک اٹھی ------- قاتل غالباً بمبئی سے آیا یا دہلی سے۔ پنڈت لیکھ رام اسی رات کو دو بجے راہی عدم ہوئے لیکن مرتے وقت بھی اپنے مشن کی بہتری چاہتے رہے اور جو دوست موجود تھے ان کو کہنے لگے کہ جو کام وہ کرتا رہا تھا اس کو نہ چھوڑنا۔ ہم خوش ہیں کہ اس کے لوگوں نے اس کی پوری توقیر ایک شہید کی سی کی۔ ایک عالی شان مناسب سواری جنازہ کی تیار ہوئی اور قریباً دو ہزار آدمی ہمراہ تھے جو میڈیکل کالج ہسپتال سے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اسی شام کو ڈی اے وی کالج میں چار ہزار سے زیادہ آدمیوں کا ایک جلسہ ہوا تاکہ اس کی موت کا ماتم کرے اور ایک شہید کا سا اس کو اعزاز دے۔"

## ماتم پڑا تھا گھر گھر

آیئے اب ذرا اخبار "عام" لاہور کے حوالہ سے اس اہم موضوع کو لیں۔ جب قتل لیکھ رام سے "ماتم پڑا تھا گھر گھر"۔ وفات کے دو روز بعد کی اشاعت ۹ر مارچ میں زیر عنوان "آریہ مسافر لیکھ راج کا قتل" لکھا:

"لاہور میں اس خوفناک واردات قتل پر بہت ہی افسوس اور خوف ظاہر کیا گیا ہے۔ قاتل کوئی مسلمان تھا جو پکڑا نہیں گیا ہے اور یہ خون روز روشن میں سرزد ہوا ہے۔ قاتل ظاہر کرتا تھا کہ ہندو ہونا چاہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دلی بخار نکالا ہے۔ آریہ سماج کی تینوں پارٹیز میں ماتم کا عالم طاری ہے اور ان کی حالت صدق دل سے قابل ہمدردی ہے کہ

اس کا سربر آوردہ جنگجو اس بے رحمانہ بزدلی سے قتل کیا گیا کہ خود انگریزی راج پر دھبہ آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاہور یاغستان ہو گیا ہے کہ قتل کے بعد قتل وقوع میں ہوتے ہیں اور انتظام خاک نہیں۔ اس کے بعد کون باشندہ لاہور اپنی زندگی کو محفوظ سمجھ سکتا ہے۔ آریہ مسافر کی زندگی کا یہ خوفناک خاتمہ عبرت ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ آریہ سماج کی کم از کم ایک پارٹی اس کو قومی شہید کی نظروں سے دیکھے گی۔"

(ب) ۱۱رمارچ ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں "لوکل" کے عنوان کے تحت لیکھ رام کے قتل پر ہندوؤں کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

دھرم کی خاطر شہید ہوا آریہ مسافر
اظہار افسوس کرتا ہے یہ داس شنکر

"اس سانحہ ہوش ربا کو کہ جس کا ذکر کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور قلم کا جگر شق ہوا جاتا ہے بے چارے پنڈت لیکھ رام جی کا قتل ہے۔ جو کہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں۔ حقیقت رائے کے بعد یہ اسی قسم کا بعینہٖ دوسرا وقوعہ ہے جس طرح کہ حقیقت رائے نے اپنے دھرم کی خاطر جان قربان کی۔ اسی طرح پنڈت لیکھ رام جی نے دھرم کی خاطر اپنی عزیز عمر کو ایک مسلمان کے ہاتھ سے شہادت بخشی۔ حقیقت رائے کی مانند پنڈت لیکھ رام کی پران پیاری والدہ ماری رنج و غم کی بلبلاتی اور چلاتی رہ گئی۔ ہر طرف سے آہ و بکا گریہ و زاری کا شور بلند تھا۔ تمام لوگ سکتے کے عالم میں تھے کہ ہائے ایک آن کی آن میں کیا کا کیا ہو گیا۔ کون سا فرد بشر ہوگا جس کو کہ شہید قوم کے صدمہ سے آٹھ آٹھ آنسو نہ رونا تھا۔ بے

چاری ماں بار بار لیکھ رام لیکھ رام کا نام پکارتی تھی مگر لیکھ رام جی ہیں کہ مست نیند میں ہاں ماں تک نہیں کہہ سکتے (کبھی وہ وقت بھی تھا جبکہ سٹیج پر کھڑے ہو کر پنڈت لیکھ رام جی اپنی گوہر افشانی سے فصاحت کے دریا بہاتے تھے۔ اور اب وہ وقت ہے کہ ہاں ماں تک نہیں کہہ سکتے) جونہی یہ آواز ہندو سماج کے کان تک پہنچی۔ برابر ایک حسرت' حیرانی و مایوسی کا عالم چھا گیا اور سکتہ کا عالم طاری تھا۔ کوئی بولتا تھا کہ اگر ایسے ایک دو اور وقوعہ ہوئے تو بس ہندو قوم کا خاتمہ ہے۔ کوئی یوں گویا تھا کہ یہ ایک نیک فال ہے دھرم کی اتنی کی۔ کیونکہ دھرم شاستر کی مریادہ یہ ہے کہ جس قوم کے لیڈر دھرم کی خاطر شہید ہوں اسی قوم کی بہت جلد انتی ہوتی ہے اور قوم ترقی کے معراج پر بہت جلد پہنچتی ہے۔ جس کی ایک ادنی سی نظیر جو کہ پنڈت لیکھ رام کی وفات سے ہوئی ہے پیش کی جاتی ہے۔ جبکہ وہاں شمشان بھومی میں تھا کہ کوئی چھ سات ہزار ہندو مرگھٹ میں موجود تھا۔ ہر ایک کے چہرہ سے حسرت ٹپکتی تھی اور مایوسی کا عالم طاری تھا۔ جس کو دیکھا ایسا زار و نزار پایا جیسا کہ کوئی شیر خوار اپنی مادر مہربان کی مہد عاطفت سے کچھ عرصہ الگ ہو کر ہو جاتا ہے۔ ہر فرد بشر کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے تھے اور پنڈت لیکھ رام جی کے واقعات کو یاد کرتے ہوئے جو کچھ ان کی حالت اس وقت تھی اس کا اظہار ناگفتہ بہ ہے اور بعینہ اس شعر کے مصداق بنے ہوئے تھے۔

کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے
ادھر جانے والے ادھر دیکھنا

اس حسرت ناک وقت میں تمام سماجیوں کے لیڈر جو کہ ایک دوسرے کی نسبت بدنام کرنے کی کوشش میں مغلظ سے مغلظ لفظ بھی کوئی ڈکشنریوں میں نہ ہوگا جو یہ باہم استعمال نہ کرتے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کی مذمت میں اپنی تمام لیاقت کو صرف نہ کردیا ہو۔ باہم شیروشکر ہوگئے اور ایک دوسرے سے یہ تمام محبت اور پیار سے ملے جیسے کہ مدتوں کے بچھڑے بھائی ملا کرتے ہیں۔ ہم آریہ سماجیوں سے ملتجی ہیں کہ اس شہید قوم کی حقیقت رائے کی طرح ایک سمادھ بنائیں اور سال بسال وہاں پر میلہ ہوتا کہ ہمیشہ کے لئے ایک یادگار قائم رہے اور پنڈت لیکھ رام جی کی پران پیاری اور والدہ کے لئے ایک عمدہ صورت گزارہ کی پیدا کریں۔"

(ج) "ہندو یا آریہ" کے عنوان کے تحت ۱۳ر مارچ کی اشاعت میں لکھا:

"آریہ مسافر لیکھ راج کے پرفریب قتل سے آریہ سماج کا دل جیسا پانی پانی ہوکر آنکھوں کی راہ بہہ رہا ہے۔ ظاہر ہے۔ جابجا رنج و افسوس کے پرجوش جلسے ہو رہے ہیں۔ ریزولیوشنوں میں قرار دیا جاتا ہے کہ یادگاریں قائم کی جاویں اور جس کام میں وہ شہید ہوا ہے اس کی جڑیں اور بھی پاتال تک پہنچائی جاویں۔"

(د) "پنجاب پٹریٹ" کے حوالہ سے "نیا قتل" کے زیر عنوان ۱۹ر مارچ کی اشاعت میں لکھا:

"پنڈت لیکھ رام کے قتل نے سارے صوبے بھر میں نہایت شور برپا کر رکھا ہے وہ ایک مشہور ہندو واعظ اور شمالی ہند میں ایک نہایت سربرآوردہ پنڈت تھا اس کے جنازہ کے ساتھ کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جس سے ہندو کمیونٹی کی ہمدردی کا اظہار ہو سکتا ہے۔ ایسے

حالات اس قتل کے متعلق ہیں کہ جن کے باعث یہ قتل ایک معمولی بات نہیں رہی ہے بلکہ اس کو نہایت ضروری بنا دیا گیا ہے۔ یہ شہرت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ زبانی اور تحریری مباحثوں اور مقدمات عدالت پر غور کیا جاتا ہے جو اس کے درمیان اور چند واعظوں کے درمیان ہوئے۔۔۔۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مشہور معروف مصنف اور واعظ اسلام (مرزا غلام احمد مراد ہیں۔ ناقل) اور پنڈت لیکھ رام کے درمیان مدت مدید تک مباحثہ ہوتا رہا تھا اور مولوی صاحب موصوف نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ فلاں وقت کے اندر پنڈت صاحب اس جہان فانی سے راہی عدم ہوں گے۔ ایک ویسی عیسائی کی بابت بھی یہی پیش گوئی ہوئی تھی مگر وہ تو پوری نہ ہوئی۔ پھر کہا جاتا ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا پنڈت کو مرنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک خط آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ بعض جگھوں میں عید کے روز اس کے پتہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان تمام یا بعض باتوں کا مقدمہ کے ساتھ کس قدر تعلق ہے اور ہم کوئی بحث اس امر پر نہیں کرنا چاہتے ہیں لیکن جو یقین عام ہندوؤں کے درمیان ہے اس کا چھپانا بھی حماقت ہے وہ یہ ہے کہ پنڈت کو اس کے دشمنوں نے مار ڈالا۔ قاتل یا تو کوئی دشمن تھا یا اس مصیبت کے واسطے مقرر کیا گیا تھا۔ پولیس کی تفتیش بہت عمدہ ہو رہی ہے امید ہے کہ کوئی نہ کوئی پتہ نکل آئے گا۔"

(ز) "کیا ہندو مسلمانوں میں اتفاق نہیں ہو سکتا۔" کے زیر عنوان ۲۶ مارچ کی اشاعت میں یہ تبصرہ کیا گیا۔

"آریہ مسافر لیکھ رام کے کم بخت وقوعہ قتل نے ایک نہایت نامعقول قسم کا تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ خدا کرے کہ جلد اس کا قاتل ہاتھ آجاوے۔ کہ تمام قضیہ رفع ہو اور کل وحال معلوم ہو جاوے۔ اس وقت مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہونے سے دونوں معزز قوموں کے درمیان فیلنگ (Feeling) تیز ہو رہا ہے۔ گو پنڈت لیکھ رام کیسا ہی کچھ تھا لیکن اس میں بالکل شبہ نہیں کہ آریہ سماج کا فریق اسے نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کو اپنا ایک موثر اور سرگرم پریچر (Preacher) سمجھتا تھا۔ اس کے قتل ہو جانے سے بے شک آریہ سماج کو بڑا بھاری صدمہ پہنچا ہے اور اس صدمہ سے بے زار ہو کر مختلف مقامات کے آریہ سماجی صاحبان مین جوش کا پیدا ہونا بالکل قدرتی امر ہے۔ اگر کسی مسلمان نے اسے اس وجہ سے مار دیا ہے کہ وہ اہل اسلام کے بزرگوں کو گالیاں دیتا تھا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس قسم کے وحشیانہ جوش والے آدمی ہونے ممکن ہیں۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ فقط یہ ایک ہی آدمی کا کام ہو اور اس نے کبھی لیکھ رام کے منہ سے کوئی ایسے توہینی کلمات اپنے مذہب کے خلاف سنے یا اس کی کسی کتاب میں پڑھے ہوں کہ اس کا پتا جوش میں آیا ہو اور اس نے قسم اٹھائی ہو کہ جیسے ہو سکے گا وہ ضرور اسے قتل کر ڈالے گا۔ تب ہی اس کا جوش ٹھنڈا ہو گا۔

جن لوگوں کا پنڈت لیکھ رام سرمہ چشم تھا وہ اس کے قتل ہونے کے رنج میں جو جو کچھ گریہ زاری اور اظہار رنج کریں اور دکھ سے چھٹ پٹاتی ہوئی حالت میں جو جو کچھ کہیں اس پر ہمارے بھائیوں اہل اسلام کو ایسا ناراض نہیں ہونا چاہیے اور اسے سنجیدہ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے ---

۔۔ کہا جاتا ہے کہ کسی عورت سے اس کی آشنائی تھی اس کے رشتہ داروں نے قتل کیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ کسی سناتن دھرمی ہندو نے ہی قتل کر ڈالا ہو گا۔ جس کے خلاف بھی اس نے بہت کچھ سخت سست لکھا تھا۔ آریہ لوگ جس شخص کو اس کا قاتل گردانتے ہیں وہ تو اس بنیاد پر گردانتے ہیں کہ اول خود لیکھ رام نے مرنے سے پہلے ہی یہ بات کہی کہ جو شخص شدھ ہونے کی نیت سے آیا تھا اس نے قتل کیا۔ پھر لیکھ رام کی بدقسمت بیوہ اور والدہ نے بھی بچشم خود ہی دیکھا۔ لیکن ہم خوش ہوں گے اگر جو صاحبان کوئی دیگر وجہ اس کے قتل کی بتاتے ہیں وہ بھی مہربانی سے اس کا کوئی ثبوت دیں کہ کسی قدر تسلی ہو سکے۔"

(س) اپنی ایک اور جگہ اس ماتم کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

"ہم کو نہیں چاہیے کہ ایسے فیلنگ (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے قاتل) کے موقع پر بے سمجھی کی باتیں منہ سے نکال کر ایک مقدمہ کی سنگین صورت کو بگاڑ دیں لیکن جو لوگ مدمقابل سے لیکھ رام کے قتل کو کسی عورت کے خانگی فساد سے منسوب کرتے ہیں وہ زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں۔" (۱۷ر مارچ ۱۸۹۷ء)

## یہ قتل مرزا صاحب کی پیش گوئی کا نتیجہ ہے

اخبار "عام" لاہور یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام کے قتل کی پیشگوئی کر رکھی تھی اور اس پیشگوئی کی علامات کے عین مطابق یہ قتل ہوا ہے۔ جس پر ہم جناب مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ چنانچہ ۱۶ر مارچ کی

اشاعت میں زیر عنوان "قتل لاہور کا سنسیشن" (Sensation) اخبار نے لکھا:

"ہم، ہم عصر "ٹریبون" کی رائے کی تصدیق کرتے ہیں کہ لیکھ رام ن ناگہانی قتل کے خوفناک خیالات نے یہاں کی ریفار مر ہندو کمیونٹی کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں اور قادیانی صاحب کا رویہ سب سے نرالا ہے۔ افواہیں مشہور ہیں کہ ہندوؤں میں جو لوگ غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے طور پر شامل کرنے میں زیادہ حصہ لیتے ہیں ان کی جانیں ایک خفیہ سازش کی وجہ سے معرض خطرہ میں ہیں۔ مشتبہ صورتوں کے مسلمان جو بالکل اجنبی ہیں آریہ لیڈروں کی نسبت کہ کہاں ہیں تحقیقات کر رہے ہیں۔ ہم کو سخت افسوس سے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزائے قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جس الہام کے زور سے انہوں نے لیکھ رام کے قتل کی پیش گوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلادیں کہ قاتل اس کا کون تھا۔ پہلی وجہ الہام کی خود مرزا صاحب کے لئے مفید تھی لیکن دوسری وجہ گورنمنٹ اور اہل ملک کے امن وامان کے لئے مفید ہوگی۔"

(ب) پھر ۲۰ر مارچ کو "مرزائے قادیانی قتل لیکھ رام" کے عنوان پر تبصرہ کرتے ہوئے مبارک باد دیتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

"ہم نے جناب مرزائے قادیانی صاحب کا آخری اشتہار پڑھ کر جو لیکھ رام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات کے عنوان سے بہت باریک لیکن صاف اور خوش خط چھاپہ میں نافذ فرمایا ہے۔ ہم جناب مرزا صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ہم ان کے بیان

کی خوبی کے قائل ہیں اور صرف اتنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ایسے عالی شان شخص کی قدر دانی جتنی جلد اور زیادہ کی جاوے مناسب ہے۔ ہندوستان میں اور انبیاء بھی پائے جاویں گے جو خدا سے گفتگو کرسکتے ہوں لیکن ان وصفوں کے اشتہاری فائدہ پہنچانے کا ڈھنگ بے شک جدید ہے۔ جناب مرزا صاحب نے اپنی سازش کے الزام کو کس خوبی کے ساتھ بے بنیاد ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد سرشتہ پولیس بیکار ہوگا۔ گورنمنٹ بھی دیکھے اور پولیس بھی سوچے۔ ہم ان کی دلیل کے قائل ہیں۔ ہم خدا سے باتیں کرنے کی طاقت سے انکاری نہیں ہیں۔ لیکن یہ خیال ضرور کرتے ہیں کہ ایسی باتیں عام تشہیر کے قابل نہیں ہیں لیکن ہم کیا ہیں جو ہمارے خیال ہوں گے۔ گورنمنٹ فائدہ اٹھاوے تو بات دوسری ہوگی۔ مرزا صاحب اپنے قتل کی سازش کا بھی خوف ظاہر کرتے ہیں لیکن یہ الہام نہیں ہے۔ یہ بعض احباب کے خطوط کا نتیجہ ہے جن کو مرزا صاحب محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔"

(ج) ذرا آگے بڑھیں اور ۲۴ر مارچ کو شائع ہونے والا دلچسپ تبصرہ پڑھیں۔ "مرزائے قادیانی بالقابہ" کے تحت لکھا:

"لیکھ رام جس کو جس عظیم اشتہار نے ایسے مضمون کے لکھنے کی تحریک کی ہے جس کو گورنمنٹ کی صلواتوں کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا اشتہارات سے نہیں بلکہ یہ بڑا بھاری اشتہار ہمارے دوست میرزائے قادیانی صاحب (غلام احمد) کا ہے (۱۵ر مارچ کے اشتہار کی طرف اشارہ

ہے۔ناقل )اور اس بات کی خوشی اور خرمی ظاہر کرتا ہے کہ لیکھ رام مارا گیااور اس کے قتل کی نسبت ہماری پیشگوئی بال بال صحیح نکلی۔

جناب مرزائے قادیانی صاحب کو بظاہر اپنی نمائش کا ڈنکا بجانے کا بہت شوق ہے کہ جس شوق کو وہ تازہ ایجادوں کے بہترین ذرائع سے پورا کر رہے ہیں۔وہ اپنی طاقت الہامی کو اپنے خاص ظرف میں پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے یا پوشیدہ نہیں رکھ سکے۔مرزا صاحب عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو عیسیٰ مسیح نے اس زمانہ میں کیا وہ ہم اس زمانہ میں کرنے کو تیار ہیں اور اس عظیم مسئلہ کی دلیل میں بڑے شد و مد کے ساتھ یہ دلائل پیش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ایک اور بڑی دلیل اپنے الہام کی جس کی وجہ سے وہ اصلی خداوند عیسیٰ مسیح کے معہودہ اوتار کا دعویٰ کرتے ہیں یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیکھ رام کے نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہو گا۔۔۔۔۔ مرزائے قادیانی کی آخری پیش گوئی بے حد صداقت کے ساتھ صحیح نکلی ہے۔"

## نشان دہی پر انعام

ہم کتاب میں تلاشی کے عنوان کے تحت تفصیل میں جاکر یہ لکھ آئے ہیں کہ

آریہ سماج والوں نے قاتل کا پتہ بتلانے اور نشان دہی کرنے پر ایک خطیر رقم کے انعام کا اعلان کیا تھا۔ اخبار "عام" نے آریہ سماج کی اس پیش کش کو بھی ریکارڈ کیا ہے اور ۱۰؍ مارچ کی اشاعت میں لکھا:

"ابھی تک نہیں سنا ہے کہ آریہ مسافر لیکھ راج کے قاتل کا کچھ پتہ لگا یا ہے مجرم کی سراغ رسانی کے لئے ڈٹکٹو پولیس کی اس وقت ضرورت تھی۔ سنتے ہیں اس قتل کے جوش نے آریہ سماج کی تینوں پارٹیوں میں یگانگت کا جوش پیدا کیا ہے۔ مجرم کے پتہ کے لئے سنتے ہیں کہ انعامی اشتہار شایع ہوا کہ ایک ہزار روپیہ سماج کی طرف سے اور دو سو روپیہ سرکار کی طرف سے دیا جائے گا جو مجرم کو گرفتار کرائے گا۔"

## قتل اور ریزولیوشن

پنڈت لیکھ رام کے قتل پر ہونے والے جلسوں اور ان میں پاس ہونے والے ریزولیوشنوں کا بھی اخبار "عام" نے ذکر کیا ہے۔ مثلاً منٹگمری حال ساہیوال، کشمیر اور کرنال میں وسیع بنیادوں پر جلسوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں پاس ہونے والے ریزولیوشن آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے منٹگمری کے جلسہ میں پاس ہونے والے ریزولیوشن پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

"شری مت مہاشے ایڈیٹر اخبار عام۔ نمستے۔ واقعہ ۸؍ مارچ سنہ ۸۹ء کو پنڈت لیکھ رام صاحب کی بے وقت وفات کا حال سن کر تمام شہر میں عموماً و سماجک ممبران میں خصوصاً کہرام مچ گیا۔ کوئی فرد بشر ہندو ایسا نہ تھا جو آنسو آنسو بھر بھر نہ رو یا ہو۔ اور یہ رنج بذریعہ ایک جنرل میٹنگ کے بھی ہندو پبلک و ممبران آریہ سماج نے ظاہر کیا۔ جو ۹؍ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو بوقت شام آریہ مندر میں ۷ بجے منعقد ہوئی اور جو جو

ریزولیوشن پاس ہوئے ان کی نقل ارسال خدمت شریف ہے۔ امید ہے کہ اپنے اخبار کے قیمتی کالم میں جگہ دے کر ممنون فرماویں گے۔

ریزولیوشن اول۔

"یہ جلسہ عالی پنڈت لیکھ رام صاحب مرحوم کی بے وقت موت پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اس کمینہ خصلت و نمک حرام قاتل کے چال چلن اور نیز اس کے معاونان کی اگر کوئی ہوں کے کمینہ حرکات کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کی یا ان کی ایسی غایت درجہ کی کمینہ بزدلانہ و شرمناک مترگھات حرکت پر لعنت بھیجتا ہے"

دوم۔

"یہ جلسہ پنڈت صاحب مرحوم کی وفات کو سچی شہادت قرار دے کر اچھی طرح سے محسوس کرتا ہے کہ آریہ سماج نے خصوصاً و دیگر ہندو پبلک نے عموماً پنڈت صاحب مرحوم کی وفات میں ایک اعلیٰ درجہ کے نیک چلن اور خیر خواہ بہادر قوم کو کھویا ہے۔"

سوم۔

"یہ جلسہ اس بے وقت وفات پنڈت صاحب پر ان کے پس ماندگان و رشتہ داران و نیز ان کے احباب و بہی خواہان کے ساتھ تہہ دل سے اظہار رنج و افسوس کر کے ہمدردی دلی ظاہر کرتا ہے اور ایشور سے پراتھنا کرتا ہے کہ وہ ان کے سمبندھیوں و احباب کو اور ان کو جو پنڈت صاحب کی وفات کو قومی نقصان تصور کرتے ہیں شانتی پردان کریں۔"

چہارم۔

"چونکہ پنڈت صاحب کی وفات سے ایک اعلیٰ درجہ کے خیر خواہ قوم کا نقصان ہندو سوسائٹی کو پہنچا ہے اور یہ ایسا نقصان ہے کہ جس کی تلافی ہونی غیر ممکن ہے اور اگر اس کی کچھ تلافی ہو سکتی ہے تو اس کا علاج اتفاق ہے۔ اس واسطے یہ جلسہ نہایت ہی ادب

سے آریہ سماج کے ہرسہ پارٹیوں کے لیڈروں کی خدمت میں التجا کرتا ہے کہ اگر ایسے افسوس ناک واقعہ کی یادگار میں کچھ سچے دل سے کام کرنا چاہتے ہیں تو آپس میں وہ اتفاق پیدا کر کے اس موقع کی سچی یادگار قائم کریں۔ تا کہ پنڈت صاحب مرحوم کے بلیدان ہونے کا کافی بدل ہووے۔ اور مخالفین کی موجودہ کمینہ خوشیاں مبدل بغمی ہوں۔"

پنجم۔

"شری متی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی خدمت میں التماس ہے کہ پنڈت صاحب مرحوم کے پسماندگان کی پرورش کے لئے کوئی مستقل بندوبست فرمایا جاوے۔"

ششم۔

"چونکہ پنڈت صاحب مرحوم کی زندگی کا مشن یہی تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کے ذریعہ ویدک دھرم کی صداقت بمقابلہ اور مذاہب کے ثابت کر کے ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کی دستبرد سے بچاویں اور اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو شدھ کر کے واپس لیں۔ اس لئے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ شری مرتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے درخواست کی جاوے کہ وہ ایک فنڈ موسوم بہ "پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر میموریل فنڈ" بدیں غرض قائم کرے۔ کہ پنڈت صاحب مرحوم کی تصنیفات کی اشاعت میں ترقی کری جاوے اور اگر وہ فنڈ کسی وقت میں نمایاں ترقی کرے تو اس کی آمدنی سے شدھی میں امداد دی جائے۔"

(۱۶ر مارچ ۱۸۹۷ء)

## کرنال میں جلسہ

"کرنال سے بذریعہ تار خبر آئی کہ ۸ کی شام کو وہاں اہل ہنود کا ایک بھاری جلسہ ہوا جس میں پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر کے بے ایمان قتل پر سخت افسوس اور مقتول کی بیوہ اور والدہ کے ساتھ اس سخت مصیبت میں عظیم ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اس بزدلانہ قتل پر حاضرین کا غصہ موجزن تھا قرار پایا کہ اس قومی شہید کی یادگار قائم کی جاوے اور پچاس ہزار روپیہ بذریعہ عام چندہ کے مقاصد ذیل کے لئے جمع کیا جاوے گا۔ (۱) پیروی انصاف گرفتاری پر انعام اور سازشیوں پر مقدمہ بازی (۲) ریلیف فنڈ مقتول کے پس ماندگان کے لئے آٹھ ہزار (۳) لیکھ رام جس کام میں شہید ہوا اس کے انجام کے لئے دس ہزار روپیہ (۴) لیکھ رام کی کتابوں کے چھاپنے اور مشتہر کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیہ (۵) آریہ مسافر کے نام سے اپدیشک مقرر کرنے کے لئے پندرہ ہزار روپیہ (۶) آریہ مسافر کے نام سے ماہوار رسالہ جاری کیا جائے پانچ ہزار روپیہ (۷) مصنفوں کے انعاموں، تمغوں کے لئے پانچ ہزار روپیہ۔ منجملہ اس کے ۲۲۹۱ روپیہ اس وقت وصول کیا گیا ہے۔ اور ان تجاویز پر عملدرآمد کے لئے ایک سٹینڈنگ کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو اس چندہ کو بالکل علیحدہ رکھے گی اور پرتی ندھی سبھا بھی اس کوشش میں شامل ہوگی۔" (۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء)

## واقعہ قتل اور طاعون

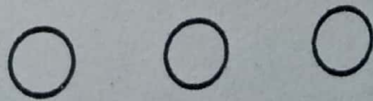
ہم باب ششم میں یہ پیشگوئی درج کر آئے ہیں کہ قتل لیکھ رام کے بعد طاعون پڑے گی۔ چنانچہ سارے ہندوستان میں شدید قسم کی طاعون نے حملہ کیا۔ اخبار

"عام" نے کم و بیش روزانہ ہی اس اہم خبر کو کوریج (Coverage) دی۔ ایک خبر ۲؍ اپریل کی اشاعت کی بطور نمونہ درج ہے:

خبر زیر عنوان "طاعون کا زور"

"بمبئی کے مقام بل سار میں وبائے طاعون نے غضب ڈھا رکھا ہے یا الٰہی تیری پناہ۔ یا الٰہی تیری پناہ۔ کئی گھرانے تمام و کمال نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ اکثر حالتوں میں لاشیں کئی کئی گھنٹوں تک پڑی رہتی ہیں اور ازاں بعد ان کو بیل گاڑی میں لادتے ہیں اور نیچ ذات کے لوگ اس کو کھینچ کر لے جاتے ہیں جس طرح یہاں مویشی کے مرنے پر دیکھا جاتا ہے اور جنازہ کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوتا۔ مسلمان گورکنوں کی نایابی سے پریشان ہیں اور مردوں کے لئے کفن تک دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ شہر میں عنقریب کل دوکانیں بند ہیں اور کاروبار بالکل قطع ہے ساہوکار قرضہ دینے سے انکار کرتے ہیں اور غلہ کا نرخ بے حد چڑھ گیا ہے۔ غرباء ادھر طاعون ادھر فاقہ کشی سے بے حال ہیں۔ خوف زدہ لوگ عارضی منڈپوں میں جو میدان میں بنائے گئے ہیں پناہ لیتے ہیں۔ اور اپنا مال و اسباب اور بعض اوقات اپنے مردوں کو بھی گھروں میں دفنا دیتے ہیں۔"

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے



# THE AKHBAR-I-AM.

# اخبار عام

| | | |
|---|---|---|
| فہرست مضامین<br>اخبار کی بہار<br>آریہ مسافر لیکھرام کا قتل ہونا<br>ضروری واقعات اندرونی<br>ساطہ کریٹ کی حالت<br>لاہور کا تازہ قتل<br>میونسپلٹی لاہور کا نظارہ<br>ولایتی چٹھی | | ملکہ کے عہد سلطنت میں ہندوستان کی حالت<br>بھوپال کے نئے وزیر<br>ریاست اکالکوٹ کی مسند نشینی کا جھگڑا<br>فوجی و سرکاری خبریں<br>دہلی<br>رپورٹ فصلات پنجاب<br>لوکل<br>اشتہارات |


| | | |
|---|---|---|
| نمبر ۵۶ | لاہور :- چہار شنبہ - ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء | جلد ۲۷ |
| No 56. | Lahore:—Wednesday. March 10. 1897. | Vol. XVII. |

# اخبار عام

لاہور:۔ چہارشنبہ۔۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء


## آریہ مسافر لیکھراج کا قتل ہونا ۰

لاہور میں ایک واقعہ قتل ہوا جو افسوس کہ زن زر یا زمین ان تینوں بناؤں فساد سے بالکل خارج تھا اور چونکہ قاتل نامعلوم ہے نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی "غازی" پٹھان تھا یا کوئی منچلا بدمعاش تھا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مسلمان تھا اور یہ کہ وہ ہندو ہونے کی خواہش ظاہر کرتا تھا اور اسی لئے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ بازار میں ہو لیا تھا۔ لالہ جیونداس صاحب مشہور سرگروہ ایک فرقہ آریہ سماج کے مکان پر آریہ مسافر صاحب فروکش تھے۔ وہیں انکے ساتھ ہندو ہونے کے خواہشمند مسلمان صاحب بھی جا پہنچے۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ چاہتے تھے اطمینان کے ساتھ باتیں کریں کہ اب کیا کرنا ہوگا کہ اس کمبخت بدمعاش نے جو معلوم ہوتا تھا کہ انکے خون کا پیاسا تھا خنجر کو پیٹ میں گھسیڑ دیا اس زور سے کہ تمام انتڑیاں باہر کو آپڑیں اور خود اسکے بعد نو دو گیارہ ہو گیا۔

اب یہ سوال کرنے کی جگہ ہے یا نہیں کہ یہ کسقدر سخت اندھیر ہے کہ پایہ تخت پنجاب میں روز روشن میں اس قسم کے واقعات پیش آئیں اور اسکی نسبت بے پروائی کیجاوے۔ ایسے واقعات انتظام کے لئے بدترین دھبہ ہیں اور افسوس ہے کہ ایک تو آگے ہی "مخالفانہ" رویہ کا دیسی پریس اور اسکے بعد ایسی نمایاں مثالیں جتنا شور بلند کیا جاوے تھوڑا ہے۔

مسٹر رینڈ صاحب کے قتل کو کچھ بہت عرصہ نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ کس بیدردی کے ساتھ جرم قتل کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ محض چانس تھا کہ قاتل پکڑا گیا اور انگریزی کمیونٹی کی قدردانی کو آفرین ہے کہ جب جمعدار محمد رمضان نے اسکو بھاگتے ہوئے پکڑا تھا ایک ہزار روپیہ انعام دیا اور اسکی عزت میں ایک بڑا جلسہ کیا۔ وہ تو انارکلی کا بازار تھا۔ جب مفسد وہاں فعل قتل سے باز نہ آیا تو یہ محض کوچہ تھا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسکا مجرم بھی پکڑا جاوے تو آریہ سماج بھی گرفتار کنندہ کی قدردانی کر سکتی ہے لیکن یہ قدردانی اس رنج کا عشر عشیر بھی نہیں ہے جو اس سخت افسوسناک بلکہ پولیس کے لئے کہنا پڑے تو اول درجہ کے شرمناک واقعہ سے خاص و عام میں پایا جاتا ہے۔

اس قسم کے واقعات کے بعد اہل لاہور کو زندگی کا بھروسہ کرنے سے اور بھی ہاتھ دھو ڈالنا پڑیگا۔ موجودہ تعلیم کا نتیجہ اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ دنیا بھی سچ ہے۔ یہ تمام نظام اور سامان اسکے وجود کی گواہی دیتا ہے۔ دنیا پنج روزہ دنرد رہے کیونکہ دنیا کے سات ہی دن ہیں۔ ایک دن پیدا ہونے کا ہے اور ایک دن مرنے کا ہے اور پانچ دن کی زندگی ہے۔ لیکن تاہم ہے تو سہی۔ لیکن کہاں ہے؟ آریہ مسافر لیکھراج سے پوچھئے اور یا انسے کہ جنکا وہ لیڈر تھا۔ اگر ذاتیات کو عام رائے میں دخل دینے لگیں تو مقتول ایک ایسے شخص تھے کہ اکثر اہل اسلام جنھوں نے انکی کتابیں پڑھیں اور اکثر اہل ہنود جنکے ناموں اور بزرگوں کو انہوں نے پانی پی پی کر گالیاں دیں انکے نام پر دس دس ہزار لعنتیں بھیجتے تھے۔ یہ صاحب بڑے مصنف تھے لیکن زیادہ تر یہ کہ مذاہب کی پاک باتوں کو بازیچہ اطفال بنایا اور بر وقت گورنمنٹ کے پُرامن سایہ سے بدترین فایدہ اٹھاتے تھے۔ اہل ہنود میں اب وہ ٹنڈلنسی باقی نہیں ہے کہ اپنے مذہب کی توہین سنیں اور آنکھوں میں خون اتر آوے۔ یہ ایک معنے میں بدقسمتی ہے لیکن دوسرے معنوں میں بہت ضروری بھی ہے۔ قانون کا راج ہر ایک حکومت میں چلا آیا ہے لیکن یہ قانون مقدم ہے کہ جو مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھتا ہے۔

ہمنے لیکھراج صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا ہے لیکن تقریروں کو معلوم کیا ہے اور عام شہرت سے نتیجہ نکالا ہے۔ اگر انگریزی کے بغیر کوئی راج اور ہوتا لیکھراج صاحب کی ہرگز خیر نہیں تھی ٹھیک اسی طرح سے کہ جیسے مرزا قادیانی صاحب کی۔ اور فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک صاحب صرف کج بحثی اور فضولیات کے دلدادہ تھے لیکن دوسرے صاحب ذاتی کراماتوں کا بھی دم رکھتے ہیں اور اس میدان غیب میں بھی خم ٹھونکتے ہیں۔

لطف کی بات تھی کہ بجائے ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کے مرزا صاحب نے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ ایک سال کے اندر مر جانے والی شرط بدھی ہوتی۔ خدا گواہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کی بارگاہ میں بے ادبی کا خیال بھی دل میں لاویں۔ انکے اعمال انکے ہمراہ ہیں۔ وہ خود اپنے کردار کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اور کون شخص ایسے دعوے کر سکتا ہے اور اگر کوئی کرتا بھی ہے تو اسکو مانتا کون ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشین گوئی فوت ہونے کی در عرصہ یکسال مشتہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اسکی بہت چرچا تھی اور خدانخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جسکا خمیازہ لیکھراج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی۔

ہمکو سخت نفرت ہے کہ غیروں کے مذاہب کی مذمت میں اپنا وقت صرف کریں۔ اگر طاقت تحریر ٹیکی ہی پڑی ہے اور بغیر انگلیوں کی کھجلاوٹ کے رہا نہیں جاتا ہے بہترین میدان یہ ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جاویں اور دیکھنے والے اور پڑھنے والے خود ان خوبیوں کو دیکھکر معتقد ہو جائیں۔ اس سے بہتر ذریعہ تلقین مذاہب کا دوسرا نہوگا لیکن آریہ سماج کا طریقہ بالکل برعکس ہے کہ دوسرے مذاہب کو گالیاں دینا۔ یہ طریقہ پادریوں کی تعلیم کا ضروری نتیجہ ہے لیکن اس طریق کو قبل اسکے کہ دوسروں پر برتا پہلے اپنے ہی آبائی مذاہب کی بیخکنی کرنے میں استعمال کیا اور جب دیکھا کہ اپنے کیا کر سکے ہیں۔ اور مذاہب کی بھی پگڑیاں اتارنا شروع کیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس دلیل بازی سے اپنے ہی مذہب کو کاٹ ڈالا اسکا اثر غیر مذاہب پر کیا ہو سکتا ہے؟ اگر اپنے مادری اور پدری مذہب کے اصولوں کی بابت اس قسم کی اعلیٰ درجہ کی شرمناک جہالت سر عام ٹپکتی ہے تو دوسرے مذاہب کے واقعات کی کہانتک مٹی خراب ہوگی؟ کسی کے مذہب کا سمجھنا اسلئے نہایت مشکل ہے کہ جو سمجھنے کی مقدرت رکھتا ہے وہ اپنے ہی مذہب میں بے بس ہو جاتا ہے۔ اگر ہے تو یہاں بھی ہے اور اگر نہیں ہے تو کہیں بھی نہیں ہے۔ ہم اسلام کی خوبی کو کبھی نہیں سمجھینگے تاوقتیکہ خود مسلمان ہو جائیں اور جسوقت ایسا کرینگے وہاں بھی قیود کی پابندی لازم آئیگی۔

لیکن یہ باتیں ذاتیات سے متعلق ہیں حالانکہ ہم اس واردات قتل کو انتظامی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیسے اندھیر کی بات ہے کہ اس قسم کا خون عین شہر کے اندر روز روشن

اخبار عام

لاہور:- دوشنبہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

## پنڈت لیکھراج کا قتل اور روساے اہل اسلام کا فرض

ہمیں سخت افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ پنڈت لیکھراج کے قتل کے دردناک وقوعہ سے اہل اسلام کے گروہ پر قدرتی طور پر آجکل حکام کے دل میں بڑا بھاری شک پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس شک کی آفت میں خصوصًا اہل اسلام کے سربرآوردہ اصحاب گرفتار ہیں + پنڈت لیکھراج کے قتل کے متعلق بدقسمتی سے کئی ایک ایسے معاملات ساتھ ملتے جلتے ہیں کہ جس سے حکام کے دل میں اس شک کو اور تقویت ہوتی ہے + اول ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے کہ دہلی میں بڑے زور و شور اور اجیٹیشن کے ساتھ ایک مقدمہ اہل اسلام کی طرف سے پنڈت لیکھراج پر توہین مذہبی کا دایر کیا گیا تھا جسکے متعلق بذریعہ تار خبروں کے بڑا شور و غوغا انگریزی اخبارات میں مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام نہایت برانگیختہ اور مشتعل ہیں ان تحریروں کے لئے جو پنڈت لیکھراج نے اپنی تصانیف میں اہل اسلام کے خلاف درج کی ہیں + اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ تحریریں نہایت سخت تھیں لیکن مجسٹریٹ صاحب دہلی نے یہ معلوم کرکے کہ جن تحریروں کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے وہ اس سے بدتر تھیں اور جب کتب اہل اسلام میں ایسے اشتعال طبع دینے والے حملے ہندوؤں اور آریہ لوگوں پر کئے گئے ہیں تو انکے جواب میں پنڈت لیکھراج کا یہ لکھنا جرم کی حد میں نہیں آتا۔ لہذا عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا + اس مقدمہ کے دایر ہوتے ہی چاروں طرف بذریعہ تاروں کے غوغا مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام میں سخت اشتعال پھیلا ہوا ہے۔ لیکن لیڈران اسلام اسکو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب اتنے زور شور سے یہ مقدمہ چلایا گیا تھا تو اسکا اسطرح جھٹ پٹ خارج کیا جانا بلاشبہ سخت ناامیدی کا باعث اہل اسلام کے لئے ہوا ہوگا + اسکے ساتھ ہی جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی پیشین گوئی یاد آتی ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ لیکھراج ایسی موت سے مریگا جو قدرتی نہ ہوگی۔ کوئی بخار یا بیماری سے نہیں ہوگا بلکہ ایسی موت سے مریگا جو نہایت خراب موت ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب پر جو الہام خداوند کی طرف سے ہوا تھا وہ صحیح نکلا + اسکے ساتھ ہی یہ دیکھتے ہیں کہ واقعی ایک ایسے شخص نے پنڈت صاحب کو اس بیرحمانہ طریق سے مار ڈالا جو خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کئی دن سے انکے پاس آتا تھا اور انکا اعتبار حاصل کرکے اسنے یہ پرلے درجہ کا بزدلانہ اور نالایق اور بے ایمانی سے بھرا ہوا قتل کیا + علاوہ ازیں یہ بھی سنا گیا ہے کہ بمبئی میں بھی کوئی نالش پنڈت لیکھراج پر کرنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ وغیرہ وغیرہ + ان حالات کو جب ایک سلسلہ میں جوڑتے ہیں تو حکام کو یہ خیال پیدا ہونا قدرتی ہے کہ اہل اسلام کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا۔ اور حکام کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس امر کو فرض کرکے اس قتل کی تحقیقات میں کوشاں ہوں۔ اسی خیال سے ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳ تاریخ کو انجمن حمایت اسلام کے مکان کالج وغیرہ کا محاصرہ پولیس نے کرکے پوری تلاشی لی۔ اور بھی کئی ایک معززین روسا کے مکانات کی تلاشی لی گئی ہے اور ابھی نہیں معلوم کہ اور کتنے اس آفت میں گرفتار ہونگے + حکام منتظم کو اس شبہہ کرنے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا کہ اس قتل میں کسی ایک سرغنہ لوگوں کی سازش ہے کیونکہ بلا اسکے ناممکن ہے کہ اسطرح ایک مسلمان جرأت کرکے روز روشن میں خون کر ڈالے اور پھر پکڑا بھی نہ جاوے اور گم بھی ہو جاوے + تاوقتیکہ اسکو کسی کی امداد کا بھروسہ نہیں تھا وہ کیونکر ایسے قتل کا مرتکب ہو سکتا تھا + اگر غازی بن کے جوش میں کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو اسکا رویہ ہرگز یہ نہیں ہوتا۔ شہید ہونے کی نیت سے جو پٹھان آدے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی خاص شخص پر وار کرے بلکہ جو "کافر" سامنے آوے وہی اسکے لئے شہادت حاصل کرنے کا کافی ذریعہ ہے + مسٹر مینڈ کو اگر ایک پٹھان نے مارا تو اسے کوئی خاص نظر اسپر نہیں رکھی ہوئی تھی۔ اگر مسٹر مینڈ کے بدلے کسی اور صاحب یا میم پر اسے وار کرنے کا موقع ملتا تو وہ ایسا ہی کرتا۔ اور اسنے جو کام کیا آن کی آن میں کیا۔ لیکن پنڈت لیکھراج کا قتل خصوصیت کے ساتھ تیاری کرنے کے بعد ہوا ہے۔ خاص جنکہ اسکو نشانہ بنایا گیا۔ دفعہ کی تیاری کی گئی۔ قاتل نے کئی ہفتہ انتظار کیا اور خوب تاک کر موقع ڈھونڈھا اور خاص اس شخص کو مارا کہ جسنے اہل اسلام کے خلاف کتب تصنیف کی تھیں جس پر اہل اسلام نے زور شور سے مقدمہ قایم کیا تھا جسمیں عجب نہیں کہ بہت سے لوگوں نے چندہ دیا ہو۔ اور جسکے مرنے کی نسبت ایک خاص شخص کی پیشین گوئی تھی + پس حکام کا شک کرنا کہ بہت سے اہل اسلام کی سازش سے یہ حرکت ہوئی کسی صورت سے غیر واجب خیال نہیں کیا جا سکتا + پھر قاتل کا اپنا کام تمام کرکے اسطرح بھاگ جانا اور غائب ہو جانا قدرتی شک پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی نے کسی نزدیک مکان ہی میں اسکو پناہ نہیں دی تو وہ کیسے گم ہو گیا۔ اور یہ پتا دینا اس شک کو اور گہرا کرتا ہے کہ اس سازش میں ضرور کئی لوگ شامل ہونگے +

ہم روساے اہل اسلام کی پہلے درجہ کی بدقسمتی خیال کرتے ہیں کہ یہ واردات قتل ایسی حالتوں میں وقوع میں آئی ہے + حکام کے لئے یہ پرلے درجہ کی نالایقی ہوگی اگر وہ ایسی واردات کا پتہ لگانے میں پوری کوشش نکریں اور حکام کی لیاقت پر پبلک کیطرف سے سخت دھبہ سمجھا جا[ئے] اگر وہ اس میں کامیاب ہو کر زندہ یا مردہ قاتل کا پتہ نہ لگاویں + پس حکام اپنی طرف سے مجبور ہیں۔ اگر وہ زور شور کے ساتھ تحقیقات نہ کریں تو پبلک کے سامنے اور اپنے اعلیٰ حکام اور گورنمنٹ کے سامنے نالایق قرار دئے جاوینگے اور خود انکا کانشنس انکو لعنت کریگا کہ جس حفاظت عامہ کے لئے وہ اسقدر تنخواہیں پاتے ہیں اسکا اسطرح ستیاناس ہو۔ دوسری طرف سے وہ مجبور ہیں کہ جو حالات اس قتل کے ظاہر ہیں اگر انکے رو سے سلسلہ جنبانی کریں تو ایک بڑے گروہ اہل اسلام پر شک کرنا پڑتا ہے جسمیں بدقسمتی سے بڑے بڑے سرگروہ لوگ بھی شامل ہیں۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس صورت میں کتنے بڑے گھروں میں آگ لگیگی +

پس ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ روساے اہل اسلام کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنے آپ کو شک و شبہہ کے تاریک غبار سے بچانا چاہتے ہیں تو حکام اور نیز آریہ سماجیوں سے کئی درجہ بڑھکر قاتل کا پتہ لگانے کی کوشش کریں اور جہانتک بن پڑے اسکے گرفتار کرانے میں مدد دیں جہاں ہو سکے اسکو تلاش کریں اور پیش کریں فقط اسی ایک امر سے انکی صفائی ہو سکتی ہے ورنہ انکی طرف سے حکام کے دل میں بہت کچھ ناموزوں شبہہ بنا رہیگا جو کسی

1897 / 16 مارچ

# مسلمانوں کا ظلم لاہور میں ایک آریہ مشنری مارا گیا

ہندو اتحاد گزٹ لکھتا ہے:۔ اتوار گذشتہ کی صبح کو لاہور کے ہندو صاحبان پنڈت لیکھرام کے قتل کا حال سنکر ہکے بکے رہ گئے۔ جو آریہ سماج کے نہایت سربرآوردہ واعظ تھے اور پنجاب کے ہندو مسلمانوں میں مشہور تھے۔ اُسکی موت کی کہانی ایسی دلسوز ہے کہ نہایت بے رحم کا دل بھی بھر آتا ہے کوئی بیس دن ہوئے مشرقی بنگال میں ضلع ڈھاکہ کا ایک مسلمان اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ وہ ہندو بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ اُسکے والدین ہندو تھے اور پہلے ہندو تھا لیکن بعد ازاں مسلمان ہو گیا۔ اُس دن سے وہ اکثر پنڈت لیکھرام کے پاس آیا کرتا تھا اور دیر تک بیٹھا رہتا اور اُسکے افعال اور کلام سے ... ت اور ادب نمایاں تھا کیونکہ پنڈت لیکھرام اُسکو ہر روز زیادہ محبت کرتے اور اُسکو اپنا معتبر سمجھنے لگے تھے۔ ہر روز اُنکا تعلق بڑھتا گیا یہانتک کہ وہ تھوڑے عرصہ میں گہرے دوست بنگئے مگر بعد ازاں اتوار گذشتہ کو اُسکے دغاباز دوست نے اُسکو اُسکے اپنے گھر واقع لاہور میں قتل کر ڈالا۔ پنڈت لیکھرام کو دھوکہ باز مسلمان قاتل پر اسقدر اعتبار تھا کہ باوجود نصیحت کے وہ اُسکا محافظ بنا رہتا تھا۔ چند روز کا ذکر ہے کہ لالہ دُنی چند وکیل امرتسر نے پریزیڈنٹ آریہ سماج وچھو والی برانچ لاہور کو خط لکھا تھا کہ پنڈت لیکھرام کو نصیحت کرو کہ وہ خبردار رہے کیونکہ اُسکو شبہ ہے کہ مسلمان اُسکے پیچھے پڑ رہے ہیں اور بمبئی سے ایک مسلمان نے امرتسر کے ایک مسلمان سے بذریعہ تار دریافت کیا تھا کہ پنڈت لیکھرام کا پتہ کیا ہے۔ بمبئی سے تار ۱۰ فروری گذشتہ کو روانہ ہوئی۔ لیکن یہ قاتل ایسا پکا دھوکہ باز تھا کہ اپنی شیریں کلامی اور دغابازی سے اسنے بالکل وہ شک پنڈت لیکھرام کے دل سے مٹا دیا اُسنے اپنی جھوٹی دوستی اسواسطے بنائی کہ قتل کے بعد بھاگ سکے اور اُسکو قتل کرنیکا کوئی عمدہ موقع ملجاوے اُسکا منشا یہ تھا کہ عید کے دن یہ فخریہ کام کرے تاکہ مسلمان غازیوں کے درجہ پر جنت میں داخل ہو لیکن خدا نے اُسکا یہ پاک خیال پورا نہ کیا۔ چند یوم ہوئے پنڈت لیکھرام ایک مشنری کام پر ملتان چلے گئے اور ... دن لاہور نہ پہنچے۔ وہ دھوکہ باز کئی دفعہ پنڈت لیکھرام کے ہاں گیا لیکن معلوم ہوا کہ اُسکا مقتول بھی باہر تھا۔ بدقسمتی سے لیکھرام کا مقدر لکھا جا چکا تھا اور وہ دوسرے دن لاہور میں آ گیا۔ اُسکا مسلمان دوست بھی جھٹ آموجود ہوا۔ اُس دن

مسلمان غازی نے دیسی کمبل اوڑھا ہوا تھا اور جب پنڈت لیکھرام نے وجہ پوچھی تو اُسنے کہا کہ اُسکا ہوش ٹھکانے نہیں تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اُسنے چھرا چھپانے کے واسطے ایسا کیا ہوا تھا۔ ۷ بجے شام کے جبکہ دوستانہ گفتگو ہو رہی تھی پنڈت لیکھرام نے کھڑے ہو کر ایک کتاب لینے کے واسطے ہاتھ اٹھایا۔ اس موقعہ پر اُسکے گہرے دوست مسلمان نے اُسکے معدہ میں چھرا مار کر پھیر دیا۔ پنڈت لیکھرام بڑا مضبوط آدمی تھا اور کہتے ہیں کہ اُسنے اُس آدمی کو پکڑا لیکن چونکہ اُسکی انتڑیاں باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ سخت زخمی تھا اسواسطے وہ اچھی طرح نہ پکڑ سکا اور اُسکا قاتل چھرے کو فرش پر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پنڈت لیکھرام شہر کے عین وسط میں ایک بہت بڑے مکان میں رہتے تھے۔ مرتے وقت اُنھوں نے چیخ ماری اور اُنکی بیوی اور والدہ حالت نزع میں اُسکے پاس موجود تھیں وہ شہید ہو کر مرا + اُسکے قتل کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ مسلمانوں نے اپنی عادت کے مطابق ہندو مذہب اور اسکی کتب مقدسہ کے برخلاف چند رسالے لکھے جنکا جواب پنڈت لیکھرام شہید نے بہت عمدہ دیا۔ وہ مسلمان واعظوں کے ساتھ بحث بھی کرتا رہتا تھا جو کبھی اُسکو شکست نہیں دے سکتے تھے۔ چونکہ وہ دور دور تک مشنری دورے کرتا تھا اور اسلام کے برخلاف اُسکی کتابیں معقول دلائل سے پر بک رہی تھیں اسواسطے محمدؐ کے جاہل اور بے رحم معتقدوں کے تعصب کی آگ اور بھڑک اُٹھی۔ چند ماہ ہوئے دو موقعوں پر متعصب مسلمانوں کی عداوت ظاہر ہو چکی تھی۔ ایک موقعہ پر دہلی کے مسلمانوں نے اُسکے برخلاف اپنے رسول اور مذہب کو بُری طرح گالیاں دینے کا الزام لگا کر استغاثہ دایر کر دیا تھا مسلمانوں میں بڑا جوش اور سرگرمی پھیلی ہوئی تھی اور ہندو مسلمانوں کا بلوہ روکنے کے واسطے حکام کو تجویز کرنی پڑی۔ لیکن وہ استغاثہ بالکل خارج ہو گیا۔ ایسا ہی ایک استغاثہ بمبئی میں دائر کیا گیا تھا جو خارج ہوا۔ جب کچھ نہ بن پڑی تو اُسکے مخالفین کو یہ سوجھی کہ اسکا کام تمام کیا جاوے اور قاتل غالباً بمبئی سے آیا یا دہلی سے۔ پنڈت لیکھرام اُسی رات کو دو بجے راہی عدم ہوئے لیکن مرتے وقت بھی اپنی مشن کی بہتری چاہتے رہے اور جو دوست موجود تھے اُنکو کہنے لگے کہ جو کام وہ کرتا رہا تھا اُسکو نہ چھوڑنا۔ ہم خوش ہیں کہ اُسکے لوگوں نے اُسکی پوری توقیر ایک شہید کی سی کی۔ ایک عالیشان مناسب سواری جنازہ کی تیار ہوئی اور قریباً دو ہزار آدمی ہمراہ تھے جو میڈیکل کالج ہسپتال سے مسان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اُسی شام کو ڈی اے وی کالج میں چار ہزار سے زیادہ آدمیوں کا ایک جلسہ ہوا تاکہ اُسکی موت کا ماتم کرے اور ایک شہید کا سا اُسکو اعزاز دے لالہ لعل چند صاحب ایم اے لاہور بار کے میمبر صدر نشین ہوئے اور لالہ ہنسراج پرنسپل ڈی اے وی کالج اور مسٹر ... دیگر صاحبان نے تقریریں کیں + ... نقصان ... ہے + ایک ... ہندو مسلمانوں کی عداوت معلوم ہوگی۔ ... میں مسلمانوں کی ہندوؤں ... ابھی تک یاد ہے۔ مسلمانوں کی مخالفت کا نگریس کے ساتھ ایک تاریخی معاملہ ہے ... کا ... کے بلوؤں کو دیکھو جو ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے رہتے ہیں ... افسوس کہ حالات انگریزی راج میں ہیں تو ہمارے بزرگوں پر مسلمانوں کے زمانہ میں کیسے ظلم و ستم ہوتے ہونگے۔ اس سے کسکو انکار ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمانوں نے ہندوستان کو بہت نقصان پہنچایا اسوقت بیحد نقصان کر رہے ہیں اور آئندہ ہندوستان کا ستیاناس کرتے رہینگے۔ ہمارے درمیان مسلمانوں کا بہت ہونا اور اپنا نقصان اُٹھا کر بھی ہندوؤں کے ساتھ عداوت کرنا ہندوستان کی ترقی کا سخت مانع ہے۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہیں تو مسلمان ہمکو کچھ نہیں کرنے دیتے۔ یہ مسلمان کون ہیں اور ... کیونکر طاقت حاصل ہو گئی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ... نااتفاقی نے وحشی افغانوں اور دیگر مسلمان فرقوں کو بہت عمدہ موقعہ ہندوستان پر تباہی لانیکا دیدیا لیکن حملہ آوروں کی تعداد جو اس ملک میں آباد ہوئے بہت تھوڑی تھی اور اگر ... آدمی ہندوؤں سے لیکر شامل نہ کئے جاتے تو اُنکی اولاد اسقدر زیادہ نہ ہوتی ہم شرط لگاتے ہیں وہ آدمی جو پنڈت لیکھرام کی سی قیمتی زندگی کا دشمن بنا ہے کسی ہندو کی اولاد ہو جسکو ہندو کمیونٹی نے بے رحمی سے نکالدیا تھا باوجود اسکے کہ وہ پھر شامل ہونا چاہتا تھا اور کہتا تھا کہ جو توبہ اُسکے ہندو بھائی اُسکو کہیں وہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ عداوت ہمسے انتقام لیتی ہے ... ہمیں اُنکے ہندو بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی کی اور جو نالائقی سے کام ہمنے گذشتہ زمانہ میں کئے اُسکی ٹھیک سزا ملتی ہے۔ اس کے بعد ہم تو یہ کہینگے کہ اتفاق سے ہماری بہتری ہے اور نااتفاقی سے تباہی۔ سکھوں اور ہندوؤں آریا ... جین اور برہمو ... اُنکو چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو اتفاق رکھیں اور ... اور ... اُنکو شامل کریں۔ ہمکو خبردار رہنا چاہیے کہ کوئی آدمی ہم میں ... اور ہمکو چاہیے کہ جہانتک ہو سکے غیر ہندوؤں کو مرید بنا کر اپنی طاقت بڑھاویں +

## سرکاری خبریں

سول میڈیکل چارج ضلع سیالکوٹ سے سبکدوش ہو کر اسسٹنٹ سرجن ... سول ہسپتال میں بُلائے گئے بجائے اسسٹنٹ سرجن ... ہاسپٹل اسسٹنٹ بہادر شاہ صاحب کو رخصت فرلو سے طلب کر کے منٹگمری میں ... ڈیوٹی پر ... + ہاسپٹل اسسٹنٹ وجیہ ابراہیم صاحب نے رخصت سے ... جیل ... کا چارج لیا اور اُنھوں نے ہاسپٹل اسسٹنٹ ... رام صاحب کو سبکدوش کیا + رخصت سے واپس آکر ہاسپٹل اسسٹنٹ عبد الغفور صاحب نے ہاسپٹل اسسٹنٹ گلاب رائے کو سبکدوش کر کے پولیس ہسپتال ... کا چارج لیا + رخصت سے واپس آکر ہاسپٹل اسسٹنٹ فتح محمد صاحب نے پولیس ہسپتال امرتسر کا چارج لیا اور ہاسپٹل اسسٹنٹ امیر شاہ صاحب کو جو جنرل ڈیوٹی پر میو ہسپتال لاہور میں مقرر ہے سبکدوش کیا + ضلع جہلم میں حسب ذیل تبدیلیاں برائے افادہ عام کی گئیں:۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ محمد اسلم صاحب ... شفاخانہ ... ہاسپٹل اسسٹنٹ گنیش داس صاحب تلہ گنگ سے شفاخانہ ... میں تبدیل ہوئے + ہاسپٹل اسسٹنٹ نونند رام صاحب جو جنرل ڈیوٹی پر ڈیرہ غازی میں تھے بجائے ہاسپٹل اسسٹنٹ غلام محمد صاحب کے شفاخانہ جام پور ڈیرہ غازیخان میں متعین کئے گئے + شفاخانہ ... کے چارج سے سبکدوش ہو کر ہاسپٹل اسسٹنٹ غلام ...

# کتابیات


۱۔ روحانی خزائن مکمل سیٹ۔

۲۔ ملفوظات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکمل سیٹ طبع جدید۔

۳۔ مجموعہ اشتہارات ہر تین جلدیں ناشر الشرکتہ الاسلامیہ

۴۔ تاریخ احمدیت جلد ۲ از مولانا دوست محمد شاہد

۵۔ لاہور تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر سابق سوداگر مل مطبع وطن پرنٹنگ پریس لاہور

۶۔ حیات طیبہ از عبدالقادر سابق سوداگر مل ایڈیشن دوم ۴ر مارچ ۱۹۶۰ء

۷۔ سیرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی طبع ۱۲ر مئی ۱۹۲۴ء مطبع خواجہ پریس بٹالہ۔

۸۔ سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ دسمبر ۱۹۳۹ء

۹۔ سوانح فضل عمر از حضرت مرزا طاہر احمد جلد اول طبع اول ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن

۱۰۔ مجدد اعظم حصہ اول از جناب ڈاکٹر بشارت احمد بار اول طبع دسمبر ۱۹۳۹ء

۱۱۔ پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت از سید احمد علی شاہ نائب ناظر اصلاح و ارشاد

۱۲۔ اخبار فاروق قادیان احمد نمبر مورخہ ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء جلد ۱۰ شمارہ ۴۳-۴۶

۱۳۔ اخبار فاروق قادیان ۷ر مارچ ۱۹۳۱ء جلد ۱۵ نمبر ۴۴

۱۴۔ انیسویں صدی کا بلیدان از میر قاسم علی صاحب۔ فاروق قادیان۔ احمد نمبر ۶ر مارچ ۱۹۲۶ء

۱۵۔ پنڈت لیکھ رام کا واقعہ قتل از غلام نبی ایڈیٹر الفضل از الفضل ۳۱ر اگست

۱۹۱۸ء جلد ۶ نمبر ۱۸، ۲۰

۱۶۔ لاہور کی روحانی قدریں از حنیف احمد محمود مربی ضلع لاہور

۱۷۔ ہفت روزہ "احسان" تقاضے پبلی کیشنز ایڈیٹر شاہ جہانپوری

(i) ۱۵ر ستمبر ۱۹۸۸ء شمارہ نمبر ۱۸

(ii) یکم نومبر ۱۹۸۸ء جلد ۸ شمارہ نمبر ۲۴

(iii) ۳۰ر نومبر ۱۹۸۸ء شمارہ نمبر ۲۷

۱۸۔ تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود جلد اول

۱۹۔ حقائق الفرقان جلد اول از حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول

۲۰۔ یاد رفتگان حصہ اول ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۱۔ سوامی شردہانند کا حسرت ناک قتل، از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، از فاروق ۲۰ر جنوری ۱۹۲۷ء

۲۲۔ اخبار عام لاہور ۱۸۹۷ء

## کتب ہندو ازم

۲۳۔ کلیات آریہ مسافر (لیکھ رام کی ۳۳ کتب کا مجموعہ) مطبع رائے منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز مفید عام لاہور طبع اول

۲۴۔ سر بکف مسافر یا بہادر لیکھ رام از مہاشہ آشفتہ امرتسری جرنلسٹ لاہور نومبر ۱۹۱۲ء بار اول

۲۵۔ ماہنامہ آریہ مسافر جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۵ر جنوری ۱۹۰۹ء

۲۶۔ ستیارتھ پرکاش از سوامی دیانند اردو ترجمہ چموپتی ایم اے مطبوعہ مرکنٹائل پریس لاہور۔ بارھواں ایڈیشن ۸ر اکتوبر ۱۹۴۳ء

# فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

## جن میں لیکھ رام کا ذکر ہے

یہاں قارئین کی سہولت کی خاطر جناب مرزا غلام احمد قادیانی مسیح پاک کی کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ جن میں لیکھ رام یا اس کی پیشگوئی کے بارہ میں اجمالاً یا تفصیلاً ذکر ہے۔

۱۔ براہین احمدیہ ہر پانچ حصص
۲۔ سرمہ چشم آریہ
۳۔ شحنہ حق
۴۔ سبز اشتہار
۵۔ آئینہ کمالات اسلام
۶۔ برکات الدعاء
۷۔ شہادۃ القرآن
۸۔ کرامات الصادقین
۹۔ سنن الرحمٰن
۱۰۔ سراج منیر
۱۱۔ استفتاء
۱۲۔ حجۃ اللہ
۱۳۔ کتاب البریہ
۱۴۔ البلاغ (فریاد درد)
۱۵۔ راز حقیقت
۱۶۔ کشف الغطاء
۱۷۔ ایام الصلح
۱۸۔ تریاق القلوب
۱۹۔ تحفہ غزنویہ
۲۰۔ تحفہ گولڑویہ
۲۱۔ نزول المسیح
۲۲۔ اعجاز مسیح
۲۳۔ نسیم دعوت
۲۴۔ تذکرۃ الشہادتین
۲۵۔ لیکچر لدھیانہ
۲۶۔ قادیان کے آریہ اور ہم
۲۷۔ حقیقۃ الوحی
۲۸۔ چشمہ معرفت

# فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہاں ان اشتہارات کی فہرست بھی مہیا کی جا رہی ہے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام یا آریوں کو مخاطب فرمایا یا اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر فرمایا:

## مجموعہ اشتہارات حصہ دوم

## مجموعہ اشتہارات حصہ سوم



اس کے علاوہ آٹھ اشتہارات مصلح موعود کی پیدائش کے بارہ میں ہیں جو اس مضمون سے متعلقہ ہیں۔

# شکریہ احباب

خوبصورت قول رسول من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ ، پر عمل کرتے ہوئے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ ان احباب کے اسماء گرامی سے قارئین کو بھی آگاہ کردوں جنہوں نے میری اس عملی کاوش میں بھرپور مخلصانہ تعاون فرمایا ہے۔ تامطالعہ کے وقت یہ احباب بھی قارئین کی دعاؤں میں شامل رہیں۔

## EDITکرنے میں تعاون

○○ جناب اسرار وڑائچ
○○ جناب بشیرالدین احمد

## پروف ریڈنگ میں تعاون

○○ جناب مغفور احمد قمر
○○ جناب چوہدری محمد شریف
○○ محترمہ زکیہ فردوس

## مواد مہیا کرنے میں تعاون

○○ جناب میاں فاروق احمد خان
○○ جناب ملک غلام نبی آف ملتان
○○ جناب ملک زبیر احمد
○○ جناب عامر محمود
○○ جناب منصور احمد

○○ جناب مرزا ندیم احمد آرٹسٹ

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام)